آہنگ اور عروض

(عروض سب کے لیے)

کمال احمد صدیقی

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی

آہنگ اور عروض

(عروض سب کے لیے)

کمال احمد صدیقی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

آہنگ اور عروض

(عروض سب کے لیے)

کمال احمد صدیقی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

ویسٹ بلاک۔ 1، آر. کے. پورم، نئی دہلی۔ 066 110

پہلی اشاعت : 1989

تیسری (ترمیم شدہ) اشاعت : جنوری 2008

تعداد : 550

قیمت : 267روپے

سلسلۂ مطبوعات : 614

Ahang Aur Urooz

by **Kamal Ahmad Siddiqi**

ISBN :81-7587-237-3

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک۔1، آر.کے. پورم، نئی دہلی۔110066

فون نمبر: 26103938، 26103381، 26179657، فیکس: 26108159

ای۔میل: urduduniyancpul@yahoo.co.in، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: فہمی کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، 900، دین دنیا ہاؤس، جامع مسجد، دہلی۔110 006

پیش لفظ

اردو زبان وادب جس صنف کی وجہ سے جانی جاتی ہے وہ ہے شاعری۔ شاعری ہمارے یہاں اس قدر عام ہے کہ ہر پانچواں شخص شاعر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اردو شاعری جس قدر عام ہے جتنی مقبول ومعروف ہے علم عروض سے عام لوگ اسی قدر نابلد ہیں جب کہ اردو شاعری کی بنیاد علم عروض پر ہے، اردو شاعری کی چاشنی اور ہر دل عزیزی کا راز اسی میں ہے۔ جس دن علم عروض سے اردو شاعری کا لازم وملزوم کا رشتہ ختم ہوجائے گا اسی دن اردو شاعری اپنی تمام تر خوبیوں کو کھودے گی اور لوگوں کی دلچسپی بھی کم ہو جائے گی مثال کے طور پر ''آزاد شاعری'' کو دیکھا جاسکتا ہے جو ہندی شاعری کے نہج پر کی جاتی ہے۔ جس میں لوگوں کی عدم دلچسپی صاف ظاہر ہے اور ایسی شاعری کی چاشنی کا فقدان روز روشن کی طرح عیاں وبیاں ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم وہبی اور دوسرا علم کسبی:۔ شاعری کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ اس میں علم وہبی کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ سچ ہے شاعری خداداد صلاحیت ہے، خدا جسے یہ صلاحیت ودیعت کرتا ہے برجستہ شعر کہنے لگتا ہے۔ شاعری کے تعلق سے موروثی ہونے کے ہم قائل نہیں، ہاں ماحول سے انسان متاثر ہوسکتا ہے اور جلا پیدا ہوسکتی ہے لیکن جہاں تک علم عروض کی بات ہے اس کا تعلق سو فیصد علم کسبی سے ہے۔ علم عروض محنت، مشقت اور ریاض سے حاصل کرنے کی چیز ہے۔ علم عروض کے اوزان اور بحور کا یاد کر لینا تو ایک حد تک آسان ہے لیکن تقطیع کرنا ازحد مشکل اور صبر آزما ہوتا ہے۔

اس کا پہلا ایڈیشن 1989 میں شائع ہوا تھا اور اب اس کا تیسرا ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔ جس پر صاحب کتاب نے نہ صرف نظر ثانی کی ہے بلکہ ضروری اضافے بھی کیے ہیں۔ ان کے دعویٰ کے مطابق یہ کتاب وقت کی اہم ضرورت کی بھرپائی کے لیے معاون ومددگار ثابت ہوگی۔ ہم

نے ذاتی طور پر اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ کتاب نئے انداز، نئے اسلوب اور نئے طریقۂ کار سے ترتیب دی گئی ہے۔ اسلوب شاگرد اور استاد کے درمیان مکالمہ کا ہے۔ کتاب پڑھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ کوئی ہمیں سمجھا رہا ہے۔ یہ انداز تعلیم و تعلم کا ہے جس کی وجہ سے باتیں بہت آسانی سے سمجھ میں بھی آ رہی ہیں۔

کمال احمد صدیقی نے اپنی معروضات میں جن بڑی بڑی ہستیوں کا شکریہ ادا کیا ہے اس سے اس کتاب کے اعلیٰ معیار اور بلند پایہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ سب کے سب علم عروض کے ماہرین اور اس کی باریکیوں پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔ اس طرح سے یہ کتاب اب تک کی سابقہ کتابوں کی خوبیوں اور خامیوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے۔

کچھ کتابیں ایسی ہوتی ہیں جس سے اردو ادب کا مستقبل وابستہ ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ کتابوں کی حیثیت سنگ میل کی ہیں۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد ایسی کتابوں کو طبع کرنا اور کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے کیونکہ اردو پورے ہندوستان کی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔

اسی لیے قومی اردو کونسل اپنے پروگرام اور مقاصد کے تحت اس بات کے لیے کوشاں ہے کہ عوام و خواص کی ضرورتوں کے مطابق مختلف عنوانات و موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ نصابی، غیر نصابی اور معیاری کتابوں کے ترجمے اور اشاعت پر توجہ صرف کرے۔ ہمارے لیے یہ بات باعث مسرت ہے کہ اب تک قومی اردو کونسل نے جو کتابیں شائع کی ہیں اردو داں حلقے نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ ''آہنگ اور عروض'' بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس کی یہ تیسری اشاعت ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

(ڈاکٹر علی جاوید)

ڈائرکٹر

فہرست

معروضات

اک معمّا ہے، سمجھنے کا، نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے، خواب ہے دیوانے کا

زندگی کی جگہ عروض کر دیجیے، تو مصرع بحر سے ساقط ہوجائے گا، لیکن یہ مفہوم واضح ہوجائے گا کہ عام شاعری کے دلدادہ لوگوں کے لیے ہی نہیں، خود شاعروں کی اکثریت کے لیے عروض کچھ ناقابلِ فہم قسم کا موضوع اور مضمون تھا۔ جب 9 برس کا تھا، 1935 میں تو گھر میں بھی شاعری کے چرچے تھے اور اسکول (امیرالدولہ اسلامیہ ہائی اسکول، لکھنؤ) میں بھی بیت بازی کے کلاس میں بھی شعر گڑھ کے پڑھ دیتا تھا، جو قبول کرلیے جاتے تھے۔ اسکول کے مشاعروں میں (طرحی مشاعروں میں) بھی شریک ہوتا تھا اور انعام کا مستحق قرار دیا جاتا تھا۔ تمغے کے ساتھ غالب، میر، مومن اور دوسرے شعرا کے دیوان بھی ملتے تھے۔ سائنس اور ریاضی میں اوسط سے بہتر طالب علموں میں شمار کیا جاتا تھا، لیکن دو برس بعد جب ساتویں درجے میں پہنچا تو ایک نیا مضمون فارسی بھی پڑھنا پڑا۔ انگریزی بغیر رٹے آگئی تھی، لیکن فارسی میں آمدنامہ رٹنا پڑا اور تو سب قاعدے سے تھا، گردانیں یاد ہوگئیں۔ بس مضارع نے تنگ کیا۔ دو برس میں فارسی کی حکایتیں پڑھنے اور سمجھنے لگا تھا۔ درسی کتابوں کے علاوہ ابا نے معیارالاشعار بھی سبقاً سبقاً پڑھانا شروع کردی۔ انٹرمیڈیٹ (سائنس)

میں تھا کہ کہانیاں لاہور اور دلّی کے پرچوں میں چھپنے لگیں۔ 1944 میں ایک نظم جو رفیق ماموں (سید رفیق حسین، مصنف آئینہ حیرت) کی رحلت پر لکھی تھی، دلّی کے ماہنامے ساقی میں چھپی، جس کے ایڈیٹر شاہد احمد دہلوی اور نائب ایڈیٹر حسن عسکری تھے۔ شاعر (آگرہ) میں کہانیاں اور نظمیں چھپنے لگیں۔ 1946 سے باقاعدہ ہر مہینے ساقی میں ایک نظم چھپتی تھی۔ لاہور کے ادبی دنیا، ادب لطیف اور ہمایوں میں اور بنگلور کے نیا دور میں نظمیں چھپنے لگیں۔ عروض پڑھنے کا فائدہ یہ ہوا کہ مشق والی پابند شاعری کے بعد رباعیاں اور آزاد نظمیں لکھیں اور آزاد نظمیں عروض سے واقفیت کی وجہ سے، کچھ منفرد زمرے کی تھیں۔ چنانچہ 1948 میں میری نظموں کا جو پہلا مجموعہ بادبان چھپا، وہ صرف آزاد نظموں پر مشتمل اردو کا پہلا مجموعہ ہے۔

عروض پر میں نے کوئی مضمون نہیں لکھا۔ البتہ 71-1970 میں، جب کشمیر میں کتاب بیاضِ غالب: تحقیقی جائزہ لکھی اور اسے دیکھے بغیر رام پور اور دلّی میں اس کے بارے میں غیر علمی طنزیہ فقرے لکھے گئے، تو میں نے کشمیر کے اخبار چنار میں ایک مضمون لکھا اور دو مقتدر غالب شناسوں نے کلام غالب کے جو مجموعے مرتب کیے تھے، ان کی غلطیاں تقطیع کر کے واضح کیں۔ پھر جب دلّی آیا اور ڈائرکٹوریٹ جنرل آل انڈیا ریڈیو میں اردو پروگراموں کا سربراہ (ڈپٹی چیف پروڈیوسر) مقرر کیا گیا تو عروض پر اور کتابیں پڑھیں اور یادداشتیں تیار کرتا رہا۔ پھر جب عروض معروض کے تحت پہلا مضمون لکھا تو اس کا گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا اور مختلف رسائل مضامین لکھواتے رہے۔ اتنے مضمون لکھے کہ عروضی سمجھا جانے لگا۔

ترقی اردو بیورو کی ڈائرکٹر ڈاکٹر فہمیدہ بیگم نے فرمائش کی کہ عروض پر ایک ایسی کتاب لکھ دیں، جو آسانی سے عام قاری کی سمجھ میں آجائے۔ چنانچہ آہنگ اور عروض لکھی۔ نظامِ عروض میں جو نامطابقتیں تھیں، مزاحف پر زحاف لگانے کی وجہ سے اور جو صدیوں سے چلی آرہی تھیں اور جن کی وجہ سے یہ علم غیر منطقی ہوگیا تھا، وہ دور کیں اور یہ اصول مقرر کیا کہ مفرد زحاف جس طرح رکنِ سالم پر لگتے ہیں،

مزاحف پر نہیں لگیں گے اور مرکب زحاف یکے بعد دیگرے نہیں، ایک ساتھ رکنِ سالم پر لگیں گے۔ اس کی وجہ سے عروض قابلِ فہم ہوگیا۔ کتاب لکھی گئی تھی عام قاری کے لیے لیکن پڑھائی جانے لگی یونیورسٹیوں میں۔ چنانچہ ملک کی مختلف یونیورسٹیوں نے توسیعی خطبات کے لیے طلب کیا۔ اردو کے شعبوں ہی نے نہیں فارسی کے شعبے نے بھی۔

خواجہ نصیرالدین محققؔ طوسی سے منسوب معیارالاشعار میں ایک رکنِ ثمانی مفاعلاتن کا ذکر ہے، جسے خواجہ نے اصول قرار دیا تھا۔ دائرۂ طوسیہ اور اس سے اس بحر کے علاوہ دو اور بحور کا استخراج کرنے اور جدولِ زحافات بنانے اور ان کے آہنگوں کی نشاندہی کرنے کی سعادت میرے حصہ میں آئی۔ اسی طرح ایک اور دائرۂ ابراہیمیہ بنایا اور اس سے مزید تین بحور کا استخراج ہوا۔ جدولِ زحافات بنانے کے ساتھ آہنگوں کی نشاندہی بھی کی۔ متداول بحور میں نئے آہنگوں کے امکانات اور ان کی مثالیں پیش کرنے کی خدمت بھی انجام دی۔

شمس الرحمٰن فاروقی، گیان چند جین، نیّر مسعود، آزرمی دخت، شمیم حنفی، قاضی افضال، ملک زادہ منظوراحمد، عنبر بہرائچی، انیس اشفاق، عارف حسن خاں، ڈاکٹر فرید پربتی، امۃ المجید ناصرہ، سکندراحمد، بھٹناگر شاداب اور عبید اعظم اعظمی کا شکرگزار ہوں کہ ان کی مشفقانہ دلچسپی سے میری حوصلہ افزائی ہوئی۔

کمال احمد صدیقی

A-295، نیوفرینڈز کالونی
نئی دہلی۔110065

انتساب

سیما میر اور میر رفیع احمد

آصف کمال اور گیتا نجلی کمال

سمیہ گیلو اور اقبال گیلو

عارف کمال اور صبینہ کمال

ظفر جمیل (مرحوم)

مہر جمیل اور میر عماد احمد

سمیر گیلو اور غالب حسین گیلو

صفیہ کمال اور سحر کمال

فرحان کمال اور عیان کمال

کے نام

رُکنئے: آہنگ

دِھنْ
دِھنَ
دِھنَا
دِھینَ
دھانْ

اگر آپ نے یہ بول یا ٹکڑے ٹھیک سے پڑھ لیے، ان کے کردار اور ان کے فرق کو سمجھ لیا تو آپ نے عربی، فارسی، اردوا ور ہندی شاعری کے آہنگ اور عروض کو سمجھ لیا۔ یہ بنیادی ٹکڑے ہیں۔ انہی اوزان میں ہر مصرع اور اس کے الفاظ کو آہنگ کے اعتبار سے توڑا جا سکتا ہے۔

تاک
دھنا، دھینَ، دِھنَ دِھنْ
تاک دِھنا دھنَ دِھنَ
تاک دِھنَ دِھنْ دِھنْ تاکْ
تاک دِھنا دِھنْ دِھنْ تاکْ

آپ نے ان کا فرق سمجھ لیا۔ بہت اچھا۔ عروض کا پہلا سبق جو سب سے اہم

سبق ہے، آپ کو یاد ہوگیا۔ آیئے اب اس کو عروض کی اصطلاحوں میں سمجھ لیں تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ آپ کو وزن کا تو احساس ہے، لیکن رائج اوزان نہیں جانتے۔

شعر میں لفظوں کا املا اہم نہیں ہے، ان کی آواز اہم ہے۔ شعر کے آہنگ میں لکھے ہوئے حرفوں کا نہیں، ان آوازوں کا شمار، ان اصوات کے اعتبار سے کیا جاتا ہے جو زبان سے ادا ہوں۔ آپ کو شاید یہ فقرہ عجیب سا بلکہ بڑی حد تک بے معنی لگا ہوگا کہ 'آوازوں کا شمار' اصوات کے اعتبار سے...... جو زبان سے ادا ہوں'' اس میں بھی ایک نکتہ ہے، اور بہت اہم نکتہ۔ کام میں بھی ک کی آواز ہے اور تاک میں بھی۔ کام میں ک متحرک ہے۔ تاک میں ک ساکن (موقوف) ہے۔ کہاں میں ن غنہ ہے۔ نگین میں پہلا ن متحرک ہے اور آخری ساکن۔ لیکن یہ بات آپ کو معلوم ہی ہے صرف اس کی طرف توجہ دلانا تھی۔ ایک بات اس سے بھی زیادہ اہم ہے اور یقیناً آپ کو معلوم ہوگی اسے بھی یاد دلا دیں تو حرج کیا ہے:

بالکل، بالترتیب، خواب، خوش۔ یونہی لکھتے ہیں نا یہ الفاظ؟ لیکن بولتے ہیں بل کُل، بت ترتیب، خاب، خُش جو کچھ زبان سے کہتے ہیں، اسی سے آہنگ مقرر ہوتا ہے۔ اور عروض میں صرف وہی معتبر ہے۔

جو لکھا جائے اسے مکتوبی کہتے ہیں اور جو زبان سے ادا ہو اُسے ملفوظی کہتے ہیں۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ عام طور سے مکتوبی اور ملفوظی میں فرق نہیں ہوتا۔ اگر ایسا نہ ہوتو تقریر اور تحریر میں ایسی خلیج ہوجائے گی کہ اسے پار کرنے میں ڈوب جانے کا خطرہ زیادہ ہوگا۔ پھر بھی جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہوا ہے، مکتوبی اور ملفوظی میں فرق بھی ہوسکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتو عروض کی اصطلاح میں اسے مکتوبی غیر ملفوظی کہتے ہیں۔ جب یہ رسالہ آپ ختم کریں گے تو آپ عروضی ہوچکے ہوں گے، اور عروضی ضرورت بے ضرورت اصطلاحیں اچھالتے رہتے ہیں۔ آپ کو ظاہر ہے، اصطلاحیں نہیں اچھالنی ہیں، لیکن اگر کوئی رعب ڈالنے کے لیے ایسا کرے تو آپ پر رعب نہیں پڑے گا، بلکہ لقمہ دے کر تماشا دیکھنے کی پوزیشن میں

آپ ہوں تو کیسا مزہ آئے گا۔ اب مکتوبی غیر ملفوظی کی اصطلاح سے واقف ہونے کے بعد یہ بات بھی آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ مکتوبی کو نظرانداز کرکے صرف ملفوظی کا شمار کرتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں، حرفِ مکتوبی نہیں، عروض میں حرفِ ملفوظی معتبر ہے۔

اب ہم پھر تاک دِھنا دِھن دِھن تاک پر واپس آتے ہیں۔

دو اصوات یا دو حروف سے مل کر جو لفظ یا لفظ کا جزو بنتا ہے، اسے سبب کہتے ہیں۔ جمع اس کی اسباب ہے۔ سبب کی کوئی مثال دیجیے۔

دِل، جی ہاں بالکل ٹھیک
گُل! جی ہاں یہ بھی ٹھیک
آ! بالکل ٹھیک
جا! درست
کہہ! بالکل ٹھیک
خط! یہ بھی درست!

یہ سب مثالیں ایسی ہیں، جن میں پہلا حرف متحرک ہے اور دوسرا ساکن۔ اردو میں ہر لفظ کا پہلا حرف متحرک ہی ہوتا ہے۔ دو حرفی کلمہ، جزوِ کلمہ ایسا ہو، جس میں دوسرا حرف ساکن ہو، اسے سببِ خفیف کہتے ہیں۔ دِھن سببِ خفیف ہے! یاد رکھیے گا۔ یہ تو یاد ہی رہے گا کہ دوحرفی کلمہ یا جزوِ کلمہ جس میں پہلے حرف پر حرکت ہو اور دوسرا ساکن ہو، سببِ خفیف ہوتا ہے۔ تو پھر دِھن؟...... ٹھیک، سببِ خفیف ہے۔

لیکن بھئی، ایسی صورت بھی تو ہوسکتی ہے جس میں دونوں حرف متحرک ہوں۔ کیوں صاحب آپ چُپ کیوں ہیں؟ کوئی مثال سمجھ میں نہیں آرہی ہے شاید؟ وجہ اس کی جانتے ہیں؟ ہماری زبان میں متحرک الآخر الفاظ نہیں ہیں۔ پراکرت کے زمانے میں اور اس سے پہلے لفظ متحرک الآخر تھے۔ اپ بھرنش کے زمانے میں بڑے

مصوتے اتنے آئے کہ بھاشا کا کردار بدل گیا۔ اتنا کہ رگھوپتِ سہائے یعنی فراق گورکھپوری بھی اپنا نام رگھوپتی سہائے لکھتے تھے۔ لیکن یہ دوسری بحث ہے۔ دیوناگری میں متحرک الآخر حروف معمول کی طرح لکھے جاتے تھے اور ساکن حروف کے نیچے ہلنت کی لکیر لگائی جاتی تھی۔ اب وہاں بھی سب لفظ آخر میں ساکن ہیں تاوقتیکہ ُ، اِ کی چھوٹی ماترا نہ لگی ہو، لیکن اردو میں پرگتی میں دونوں سبب خفیف ہیں۔ پر اور گتی، لیکن ہندی میں صرف پ ر کا مصمتی خوشہ ہے یعنی ایک صوت ہے اور گتِ میں دونوں آوازیں متحرک ہیں۔ اسی طرح اردو میں شانتی کو شان+تی بولتے ہیں۔ تی سببِ خفیف ہے لیکن ہندی میں شانتِ ہے۔ آخری ت متحرک ہے، لیکن اردو میں چونکہ سب لفظ ساکن الآخر ہیں، وہ بھی جو عربی سے آئے اور عربی میں متحرک الآخر تھے۔ لیکن ہماری زبان کا مزاج ایسا تھا کہ انھیں اپنایا تو ساکن الآخر کردیا۔ یہ تو یونہی بات میں بات نکل آئی اچھا یوں کرتے ہیں ہم بولتے ہیں۔ آپ اس میں ایسے سبب کی نشاندہی کیجیے، جس میں دونوں حروف متحرک ہوں:

زرِ ضمانت

دلِ پژمردہ

گلِ خوش رنگ

درِ یار

سرِ دار

آپ نے بالکل ٹھیک پہچانا۔ زر، دل، گل، در، سر۔ یہ سب ہیں تو سببِ خفیف، لیکن اضافت کی حالت میں، جیسے یہاں ہیں، دِھنَ کے ٹکڑے کی طرح ہیں۔ ایسے سبب کو، جس کو دونوں حرفوں پر حرکت ہو، سببِ ثقیل کہتے ہیں۔ اصطلاحیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ جب آپ یہ کتاب ختم کریں، ہر بات سمجھ لیں، تو آپ بھی پکّے عروضی ہوجائیں۔ پھر کوئی عروضی آپ پر رعب نہ ڈال سکے گا۔ کیونکہ آپ اس کے سوالوں کا قرضہ، اسی کے سکوں میں، اپنے جوابوں سے واپس کرسکیں گے۔

اچھا بھئی، سبب کی جو دو قسمیں ہوتی ہیں، ان کو تو آپ نے سمجھ لیا۔

اب ایک بات اور بتا دوں، جو اردو اور فارسی عروض کی کتابوں میں نہیں ہے، لیکن یہ میرے اپنے تجربے کی بات ہے اور اس سے مجھے بہت مدد ملی ہے۔ ستر برس ہوتے ہیں مجھے شعر کہتے۔ اگر یہ میرے لیے مفید رہی ہے، تو یقیناً آپ کے لیے بھی مفید ہوگی۔ میں تو ''آزمائش اور غلطی'' کے راستے سے اس نتیجے پر پہنچا، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ہندی عروض کی بنیاد ہی اس پر ہے۔ اگر آپ نے اسے سمجھ لیا، تو سمجھیے کہ ہندی عروض کو سمجھ لیا۔ سیلبل (Syllable) کے لیے میں نے رُکنیہ کی اصطلاح وضع کی ہے۔ ہجا سالمہ اور صوت رکن، تین اصطلاحیں موجود ہیں، اگر ایک ہی اصطلاح رائج ہوتی، تو خواہی نخواہی، میں بھی مان لیتا۔ جب تین اصطلاحیں ہیں تو میں نے بھی یہ آزادی خود کو دی کہ اپنی پسند کی اصطلاح استعمال کروں۔ واقعی درست اصطلاح تو صوتیہ ہے، لیکن وہ میرے مرحوم دوست پروفیسر عبدالقادر سروری Phoneme کے لیے وضع کر چکے تھے اور وہ رائج ہے۔ رُکنیہ کے سلسلے میں میں نے اپنے کچھ دوستوں سے مشورہ کیا۔ انھوں نے اصطلاح کو پسند کیا۔ اصطلاح کی تشریح کرنے کے بعد نفسِ مضمون پر واپس آتے ہیں۔

جسے ہم سببِ خفیف کہتے ہیں، اسے ہندی عروض میں گرو یعنی بڑا رکنیہ کہتے ہیں۔ ایسا رُکنیہ جس میں دو حروف ہوتے ہیں۔ پہلا متحرک اور دوسرا ساکن اور ایک حرفی رکنیہ، جو ہمیشہ متحرک ہوتا ہے۔ چھوٹا رُکنیہ لگھُ کہلاتا ہے۔ فارسی میں انھیں بالترتیب ہجائے طویل اور ہجائے کوتاہ یا ہجائے قصیر کہتے ہیں۔

کیا فرمایا؟ جی ہاں آپ نے اس نکتے کو خوب سمجھا۔ سببِ ثقیل، ہندی کے دو لگھُ رکنیوں کا مجموعہ ہے۔

آیئے اب سہ حرفی کلمے وہ بامعنی ہوں یا بے معنی یا الفاظ کو دیکھیں۔ انھیں عروض کی اصطلاح میں وتد کہتے ہیں۔ وتد کی جمع ہے اوتاد۔

اب میں کچھ لفظ بولتا ہوں، آپ بتائیں کہ ان میں کونسا حرف متحرک ہے، اور کون سا ساکن۔ پہلا حرف تو متحرک ہوگا ہی صرف یہ بتائیے کہ دوسرا حرف متحرک ہے یا تیسرا؟

نظر

کہا

ابھی

نہیں

بالکل درست۔ آپ نے ٹھیک پہچانا۔ ان سب میں پہلا اور دوسرا حرف، دونوں متحرک ہیں اور تیسرا حرف ساکن ہے۔ آپ کا یہ خیال سو فیصد ٹھیک ہے کہ غُنّہ شمار نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ Nasal ہے اور نہیں میں غُنّہ آخری ی کی صوت کو صرف Modify کرتا ہے۔ کسی حرف پر کوئی بوجھ نہیں ڈالتا۔ کسی صوت پر بوجھ پڑتا ہے تو وہ سوائی، ڈیوڑھی یا پونے دو نہیں ہوتی۔ پوری دونی ہوجاتی ہے۔ غُنّہ سے کسی حرف پر بوجھ نہیں پڑتا، اس لیے وزن میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ ایسے سہ حرفی لفظ یا کلمے، جن میں پہلی اور دوسری اصوات متحرک ہوں اور تیسری ساکن، انھیں وتد مجموع یا مقرون کہتے ہیں (دونوں حرکات جمع جو ہوتی ہیں) اچھا یہ بتائیے کہ شروع میں جو ٹکڑے تھے:

دِھن، دِھنَ دِھنا دِھین دَھانُ

ان میں سے وتد مجموع کون سا ہے؟

دِھنا! بالکل ٹھیک، دِھنا وتد مجموع ہے۔

اب دوسری صورت کو دیکھیں

دِھینَ

یہاں دھ میں کسرے کی حرکت ہے یائے معروف ساکن ہے۔ اور آخری ن پر فتحہ کی حرکت ہے دو حرکات کے درمیان فرق ہے۔ اس لیے اسے وتد مفروق کہتے

ہیں۔ اچھا تو اب اس کی کچھ مثالیں دیجیے:

مشکل پیش آ رہی ہے؟ قدرتی بات ہے وجہ وہی ہے کہ اردو میں متحرک الآخر الفاظ نہیں ہیں۔ جو ایسے الفاظ کسی عہد میں تھے بھی، ان کی آخری حرکت زبانوں کی سان پر گھس کر معدوم ہوگئی۔ وہی ترکیب کرتے ہیں جو سببِ ثقیل کے لیے کی تھی۔ اضافتوں میں پہلا لفظ، کسرۂ اضافت کی وجہ سے وتد مفروق بن جائے گا:

نذرِ خلوص
شوقِ فضول
رقصِ بسمل

عطف کی وجہ سے بھی یہی صورت پیدا ہوتی ہے

ناز و انداز
غیر و بیگانہ
جان و مال

ایک اہم نکتہ اس سلسلے میں یاد رکھیے گا۔ اضافت ہو یا عطف۔ ان میں اشباع نہیں ہو۔ اشباع کا مطلب ہے کھینچ کر پڑھنا۔ نذرِ خلوص کو نذرے خلوص نہیں پڑھ سکتے اور جان و مال کو پڑھیں گے، جانو مال نہیں۔

ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ شاعری میں اور اس لیے عروض میں حرفِ مکتوبی اگر حرفِ ملفوظی بھی نہ ہو تو اس کا شمار نہیں ہوتا۔ یہاں واو عطف مکتوبی غیر ملفوظی ہے، اس لیے اس کا ''مجرا'' نہیں دیا جائے گا کیونکہ بولنے میں نازُ، غیرُ اور جانُ ہے۔

عروض کی کتابوں میں یہی دو قسم کے وتد بتائے گئے ہیں۔ آپ سمجھ دار ہیں۔ لفافہ دیکھ کر خط کا مضمون بھانپنے میں ماہر، ورنہ عروض کا یہ رسالہ پڑھتے ہی کیوں؟ وتد کے سلسلے میں ایک کانٹا میرے دل میں چُبھ رہا ہے۔ آپ میں سے کوئی اس کانٹے کی چبھن اپنے دل میں محسوس کرے تو بولے۔

جی ہاں فرمائیے۔

میں آپ سے ایسے ہی ذہانت والے سوال کی توقع کر رہا تھا۔ اگر نذر، شوق اور رقص کسرۂ اضافت کی وجہ سے اور غیر، ناز اور جان عطف کے غیر ملفوظی واو یعنی پیش کی حرکت کی وجہ سے وتد مفروق ہوتے ہیں اور وتد مجموع یہ یقیناً ہیں نہیں، تو پھر ایسے سہ حرفی الفاظ (یا کلمات) کو کس خانے میں رکھیں گے؟

میں نے ایسے وتد کے لیے ''وتد موقوف'' کی اصطلاح مقرر کی ہے۔ تفصیل سے بعد میں گفتگو کروں گا۔

پہلے تین شعر سن لیں:

آنے کا وعدہ خواب میں لے آتا آپ کو
لیکن ہمیں کو نیند نہ آئی تمام رات

اور

بہت ہی خوب ہے یہ خواب، دیکھنے دیجے
شکستِ خواب کی باتیں شکستِ خواب کے بعد

اور

اسی کا ایک لقب ہے شگوفۂ بادام
تمھارے چہرہ پر لکھا ہے جس بہار کا نام

پہلے شعر کے پہلے مصرع میں خواب (خاب) دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں خوب اور خواب (خاب) اور دوسرے مصرع میں دو بار خواب (خاب) اسی طرح کے وتد ہیں لیکن ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ ان کے آخری حروف متحرک ہیں۔ اس مقام پر اس سے بحث کی جائے تو آپ کے کنفیوز ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔ یہ بحث بعد میں، اپنے مقام پر آئے گی۔ اس وقت صرف تینوں شعروں کے آخری الفاظ پر دھیان دیں۔ رَاتْ، بَعْدْ اور نَام، تینوں وتد ہیں اور تینوں میں صرف پہلی اصوات متحرک ہیں۔ رات میں الف اور ت، دونوں ساکن ہیں۔ بعد میں ع اور د

دونوں ساکن ہیں اور نام میں الف اور م دونوں ساکن ہیں۔

اب ایک اور شعر سن لیں:

ایک دل ہے اور طوفانِ حوادث اے جگر
ایک شیشہ ہے کہ ہر پتھر سے ٹکراتا ہوں میں

پہلے مصرع میں آخری لفظ جگر ہے۔ یہ وتد مجموع ہے۔ وتد مفروق چونکہ متحرک الآخر ہوتا ہے اس لیے مصرع کے آخر میں نہیں آسکتا۔ اسے قاعدہ کلیّہ سمجھئے کہ مصرع کے آخر میں اگر وتد آئے گا تو وہ یا تو وتد مجموع ہوگا یا وتد موقوف۔ اور وتد موقوف درمیانِ مصرع میں آئے گا نو تاوقتیکہ وہ کسی بحرِ شکستہ کے پہلے ٹکڑے کا اختتام نہ ہو، وتد مفروق ہوجائے گا کیوں؟ جیسا کہ عرض کیا، اس پر ہم بعد میں گفتگو کریں گے۔

ہاں ایک بات تو رہ ہی گئی۔ کوئی گاڑھی عین والا عروضی آکے آپ سے گفتگو کے درمیان وتد مقرون الاپے تو آپ سراسیمہ نہ ہوں۔ وتد مجموع ہی کا ایک نام وتد مقرون ہے۔ یہ پہلے بھی بتایا تھا۔ دوبارہ اس لیے کہا کہ اگر آپ میں سے کسی کے ذہن سے یہ بات اتر گئی ہو تو یادداشت تازہ ہوجائے۔

ارکان، افاعیل، تفاعیل، میزان، اصول اتنے نام ہیں بحروں کے بنیادی ارکان کے۔ یہ سب ہم معنی ہیں اور یہ سب اسباب اور اوتاد کی مختلف ترتیبوں سے بنتے ہیں۔ لیکن عروضی تو گاڑھی عین سے عروضی ہوتا ہے۔ اصول دوگانہ (اسباب اور اوتاد) کو کافی نہیں سمجھا۔ اس میں ایک عدد فاصلہ کا اضافہ کرکے اصولِ سہ گانہ کردیا۔ حالانکہ اس کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے اور چلتا ہے، لیکن کیا حرج ہے؟ اسے بھی سمجھ لیں، کیونکہ یہ بھی کچھ مشکل نہیں ہے۔ فائدہ اس کے سمجھنے سے یہ ہوگا کہ کوئی عروضی آپ پر رعب نہ جھاڑ سکے گا۔

فاصلہ کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ وہ کلمہ جس میں چار حروف (ملفوظی) ہوں، شروع کے تین متحرک اور چوتھا

ساکن، تو اس کو فاصلۂ صغریٰ کہتے ہیں۔ اسی کا ایک نام فاصلۂ صولت بھی ہے۔

2۔ وہ کلمہ جس میں پانچ حروف (ملفوظی) ہوں اور آخری حرف ساکن، باقی چاروں متحرک ہوں تو اسے فاصلہ کبریٰ کہتے ہیں۔ اس کا ایک نام فاصلۂ ضبط بھی ہے۔

اچھا۔ فاصلۂ صغریٰ یا فاصلۂ صولت کی کوئی مثال دیجیے۔

اجی، ذرا ذہن پر زور ڈالیے۔ کچھ ایسی مشکل بات نہیں ہے۔ عربی میں تو بہت الفاظ اس طرح کے ہیں۔ ہمارے یہاں بھی مثالیں تو مل ہی سکتی ہیں۔

چلیے۔ ہم شعر پڑھتے ہیں۔ فاصلہ صغرا/صولت کی نشاندہی آپ کریں:

دل کو آئینہ کیا، شیشہ گراں ہم بھی ہیں
ٹک ادھر دیکھیے، صاحب نظراں ہم بھی ہیں

بہت خوب بہت خوب۔ نظَرَاں۔ واقعی نظراں میں الف مع غنہ کے یعنی انفی الف ساکن ہے۔ اور پہلے تین حرف ن، ظ اور ر پر فتحہ کی حرکت ہے۔

جی! گھبرائیے نہیں۔ تکلف کی ضرورت نہیں۔ ضرور کہیے۔ شیشہ گراں، ونڈر فُل۔ اب واقعی آپ عروضی ہوگئے۔ شیشہ میں ہائے مختفی صرف مکتوبی ہے۔ ملفوظی نہیں، یہ صرف شی کے بعد ش پر فتحہ کی حرکت دیتی ہے۔ شی اگر نکال دیں تو شَگَرَاں فاصلۂ صغریٰ ہے۔ شیشہ گراں دراصل ایک سبب خفیف اور ایک فاصلۂ صغریٰ کا مجموعہ ہے۔ مشق کے لیے یہ بھی اچھا ہے کہ آپ نے سببِ خفیف اور فاصلۂ صغریٰ کے مجموعے کو پہچان لیا۔ لیکن دراصل فاصلۂ صغریٰ کا بھی تجزیہ کیجیے۔

جی۔ فرمائیے! درست۔ ایک سبب ثقیل اور ایک سببِ خفیف کو جوڑ دیں، تو فاصلہ صغریٰ ہے بہت خوب۔ آپ نے واقعی فاصلۂ صغریٰ کا کردار سمجھ لیا۔

ذہن پر زور ڈالئے اور دو لفظ تو ایسے بتایئے جو فاصلۂ صغریٰ کی مثال ہوں۔
جی ہاں، سوچیۓ! سوچیۓ!

حَرَکت ۔ بالکل ٹھیک
غلَطی ۔ یہ بھی بالکل ٹھیک ۔

کوئی ایسا شعر جس میں حَرَکت نظم ہوا ہو؟

کیا فرمایا:

ہے کائنات کو حَرَکت تیرے نام سے
پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں نور ہے

غلطی والا شعر نہیں پوچھوں گا، ورنہ آپ فوراً پڑھ دیں گے

غلطیہائے مضامیں مت پوچھ
لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

یہ عرض کردوں کہ یہاں ان تمام شعروں میں، ازروے عروض فاصلۂ صغریٰ نہیں ہے۔ لیکن مثال کے لیے یہ الفاظ بتائے گئے تاکہ فاصلۂ صغریٰ/صولت کا نام سنیں۔ تو یہ شعر یاد آئیں، یہ لفظ یاد آئیں اور یادداشت تازہ ہوجائے کہ ایک سبب ثقیل کے فوراً بعد سبب خفیف کی حرکات وسکنات کسی لفظ یا کلمہ میں ہوں تو وہ اس کی مثال ہے۔

فاصلہ کی ایک قسم اور ہے۔ جی آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ فرمایئے۔

''اس کا نام فاصلۂ کبریٰ ہوگا۔''

بالکل درست، آپ کی یادداشت بہت اچھی ہے میں نے بتایا تھا۔ لیکن مثالوں میں اُلجھ جانے کی وجہ سے آپ اور ہم، دونوں کے ذہن سے یہ دوسرا فاصلہ اُتر گیا تھا۔ خیر! جب ایک کا نام فاصلۂ صغریٰ ہے تو دوسرے کا نام منطقی طور سے فاصلۂ کبریٰ ہی ہونا چاہیے۔ اور آپ نے خوب اندازہ لگایا۔ اس کا دوسرا نام کیا ہے، فاصلۂ صولت کے مقابل یاد دلادیں کہ فاصلۂ کبریٰ کا دوسرا نام فاصلۂ ضبط ہے۔

صغریٰ اور کبریٰ میں ایک تعلق ہے لیکن صولت اور ضبط میں ہمیں تو کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ ہاں، فاصلہ کبریٰ/ضبط کی تعریف پھر بتادوں۔ پانچ حروف، جن میں سے پہلے چار پر حرکت ہو اور پانچویں ساکن۔ اپنی زبان میں تو ایسا کوئی لفظ نہیں عربی سے تنوین (یعنی دو زبر، دو زیر، دو پیش) سے کچھ لفظ اس کی مثال بن جاتے ہیں۔

ہم دو لفظوں کی ترکیب سے فاصلۂ کبریٰ/ضبط سمجھ سکتے ہیں۔ آپ سے نہیں پوچھیں گے۔ بس مثال دے دیں گے۔

بَحَرِنَو۔ یہ مثال صرف سمجھانے کے لیے ہے۔ س ح ر اور ن چاروں حروف متحرک ہیں اور واو مجہول ساکن ہے۔

جس طرح فاصلہ صغریٰ/صولت ایک سبب ثقیل کے فوراً بعد سبب خفیف کے آنے سے ترکیب پاتا ہے، اسی طرح فاصلہ کبریٰ/ضبط کے بارے میں عروضیوں کا خیال ہے سبب ثقیل میں وتد مجموع جوڑ دیجیے اور بس۔ مثال اس کی ہے دل ونظر، جو دِلُ نَظَر پڑھا جاتا ہے۔ یا زَنِ عَجَبْ۔

فاصلہ کی بات بھی ہوگئی۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی اور پڑے گی بھی تو بہت کم۔ بحرِ کامل اور بحرِ وافر میں۔ بحرِ کامل کا بنیادی رکن ہے مُتَفَاعِلُن۔ مُتَفَا فاصلہ ہے، فاصلہ صغریٰ بعض عروضی اسے سببِ ثقیل (مُتَ) اور سبب خفیف (فَا) ہی کہتے ہیں۔ اور وافر، کامل کا عکس ہے۔ یعنی (عِلُنْ مُتَفَا جسے کہتے ہیں) مُفَاعِلَتُن۔ لیکن یہ باتیں بعد میں ہوں گی۔ آپ کے کان میں پڑ گئیں، اتنا ہی کافی ہے۔ آپ چاہیں تو اس وقت انھیں بھلا بھی سکتے ہیں۔

عروض میں اصل کھیل ہے اسباب اور اوتاد کا۔ ایک بار دہرا لیں۔ اور ذرا لَے میں سبب اور وتد کے آہنگ بھی سمجھ لیں۔

دِھنْ دِھنْ دِھنَ دِھنْ

تیسرا سبب ثقیل ہے۔ باقی تینوں اسبابِ خفیف ہیں۔ اس دُھن کو ذہن میں

بیٹھالیں۔

الاّ دلِ من
صد وا دلِ من
دِھن دِھن دِھن دِھن
اے وا دلِ من
صدوادلِ من
دِھن دِھن دِھن دِھن
ہر غنچہ کھِلا (ہر غُنچَ کھِلا)
الاّ دلِ من
اے وادلِ من
صدوادلِ من
فِعْلُن فُعِلُن
فِعْلُن فُعِلُن
دِھن دِھن دِھن دِھن!

اب آیئے وتد مجموع پر ایک نظر ڈالیں اور اس کا انفرادی آہنگ سمجھ لیں۔

آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ اگر نظر اور اس کے ہم وزن لفظوں کی تکرار ہو تو وتد مجموع کا آہنگ ہوگا تو آیئے دیکھیں:

نظر اِدھر اُدھر نہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو
کبھی یہاں کبھی وہاں
یہاں وہاں یہاں وہاں
مفاعلن مفاعلن
یہ رات ہے سحر نہیں

بڑھے چلو بڑھے چلو
نظر اِدھر اُدھر نہیں
بڑھے چلو بڑھے چلو
مفاعلن مفاعلن

آپ نے یہ تو نوٹ کر ہی لیا ہوگا کہ دو سببِ خفیف ایک فع لن کے برابر ہوتے ہیں اور ایک سببِ ثقیل کے بعد جب سبب خفیف آتا ہے تو اس جوڑے کا وزن فُعِلُن ہوتا ہے۔ مفا اور علن دونوں ہم وزن ہیں، اس لیے کہ دونوں وتد مجموع ہیں۔ اب تک ہم نے تین آہنگ سمجھ لیے۔ اب چوتھا آہنگ وتد مفروق کا سمجھ لیا جائے۔ لیکن پہلے ایک بات سمجھ لیں اور یہ قاعدہ کلیّہ ہے درمیانِ مصرع میں دو ساکن ساتھ آئیں گے، تو ظاہر ہے پہلا ساکن ایک متحرک کے بعد ہی آئے گا۔ استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر، جیسے دوست، ساخت وغیرہ۔ (اس کے بارے میں بعد میں اپنے مقام پر گفتگو ہوگی) دوسرا ساکن خود بخود متحرک ہوجائے گا۔ یوں سمجھیے، لیکن لفظ پڑھنے کے بعد، اس کے نیچے لکھا ہوا لفظ اُسی سانس میں نہ پڑھیں، ورنہ صورت دوسری پیدا ہوجائے گی۔ اب وتد موقوف لے میں، آہنگ میں پڑھیے۔

ایک
بار
تین
بار
چار
بار
پانچ
بار
سات
بار

آٹھ

بار

اوراب یوں پڑھیے، ہر مصرع ایک الگ سانس میں:

ایک بار
تین بار
چار بار
پانچ بار
سات بار
آٹھ بار

پہلے جب آپ ایک ایک وتد مفروق لے میں پڑھ رہے تھے فَعْلُ کی گردان کر رہے تھے لیکن دولفظوں کے مصرعوں کو جب آپ پڑھ رہے تھے تو فَعْلُ فعْلُ پڑھ رہے تھے۔ یعنی وتد مفروق کے بعد وتد موقوف اب یوں پڑھیے، ہر مصرع ایک الگ سانس ہیں:

ایک بار تین بار چار بار
پانچ بار سات بار آٹھ بار

آپ نے فعْلُ، فعْلُ فعْلُ فعْلُ، فعْلُ فعْلُ کے آہنگ میں دونوں مصرعے پڑھے ہیں۔ یعنی وتد مفروق، وتد مفروق وتد مفروق وتد مفروق وتد موقوف۔

اگرآپ کے پاس ٹیپ ریکارڈر ہے تو وتد موقوف، وتد موقوف اور وتد مفروق، وتد مفروق اور وتد موقوف ...... یہ تینوں مشقیں ریکارڈ کرلیں، اور توجہ سے سنیں۔ بات عملی طور سے آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔

اچھا۔ تو اب وتد مفروق اور وتد موقوف کی کوئی مثال آپ دیں جس سے معلوم

ہو کہ آپ نے آہنگ کو سمجھ لیا ہے۔ جی، ارشاد

خَوفِ قتل

عُمرِ خضر

شَہرِ عِشق

بہت خوب۔ آہنگ آپ کی سمجھ میں آ گیا۔

اصولِ سہ گانہ میں سے سبب اور وتد بنیادی ہیں۔ عروض کا سارا علم انھیں دو حرفی اور سہ حرفی اجزا میں ہے۔ انھیں اجزا کی مختلف ترتیبوں سے افاعیل بنتے ہیں اور زحاف بھی انھیں کے ہم وزن، یا ان کی مختلف ترتیبوں کے ہم وزن ہوتے ہیں۔

اب آپ بحر میں نہیں بحروں میں چھلانگ لگانے کے اہل ہیں۔ آپ ڈوبیں گے نہیں۔ اگر اس بات کو دھیان میں رکھیں کہ عروض ایک نظام ہے۔ اس کے قاعدے ہیں۔ ریاضی کی طرح اگر ان قاعدوں کو آپ نے سمجھ لیا تو پھر عروض کے سلسلے میں آپ کو پریشانی نہیں ہوگی۔

عروضی تو اصطلاحیں اور حوالے بگھارے بغیر نوالہ نہیں توڑتے۔ شکر ہے کہ نہ آپ عروضی ہیں اور نہ میں عروضی ہوں۔ اگر کبھی کسی کٹر عروضی سے سابقہ پڑ جائے اور وہ جھک جھک کرے کہ عروض میں سببِ ثقیل کا کوئی وجود نہیں، اس لیے متفاعلن اور فاعلتن اور فعِلن میں فاصلۂ صغریٰ ہے اور فُعِلتَن میں فاصلۂ کبریٰ ہے تو مسکرا کر کہیے گا جناب اخفش جیسا نحوی اور عروضی متفا اور علتن میں ایک سبب ثقل کے بعد ایک سببِ خفیف مانتا ہے اور فَعِلتَن کو ایک سببِ ثقیل اور ایک وتد مجموع کا مجموعہ جانتا ہے۔

دائرے

شاعری تو موڈ سے گہرا رشتہ رکھتی ہے، لیکن شاعری کی ریاضی، یعنی عروض موڈ اور وجدان کی پابند نہیں ہے۔ آپ اپنے موضوع اور اپنے موڈ، اپنی پسند کے مطابق آہنگ چنیں گے، لیکن یہ آہنگ کیسے صورت پذیر ہوتے ہیں، ان کے کچھ اصول ہیں، قاعدے ہیں، ریاضی کی طرح۔ اگر ان قاعدوں کو سمجھ لیں، عروض کی ریاضی کو سمجھ لیں تو پھر عروض پر مضمون دیکھ کر رسالے کے ورق، بغیر پڑھے اُلٹنے کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

ارکان کی بھی ایک ترتیب ہے۔ اور وہ ریاضی کی باقاعدگی سے وجود میں آئی۔ ہیپ ہزرڈ (Haphazard) طریقے سے نہیں۔ پہلی بات تو یہ ذہن نشین کرلیں کہ خماسی (پنج حرفی ارکان والی) بحریں بعد میں وضع ہوئیں۔ خلیل ابنِ احمد مکّی نے جو بحریں ایجاد کیں، وہ سُباعی ہیں (ہفت حرفی) ایک وتد اور دو اسباب یا پھر سُباعی اور خماسی ارکان کے میل سے دائرۂ مختلفہ والی۔

پہلا دائرہ : وتد مجموع والے ارکانِ سباعی

1۔ وتد مجموع + سبب خفیف + سبب خفیف = مُفاعیلُن
2۔ سبب خفیف + وتد مجموع + سبب خفیف = فاعِلاتن
3۔ سبب خفیف + سببِ خفیف + وتد مجموع = مستفعِلُن

دوسرا دائرہ : وتد مفروق والے ارکانِ سباعی

4۔ وتد مفروق + سبب خفیف + سبب خفیف = فاعِ لاتن (فاعلاتن مفروقی رمنفصل)
5۔ سببِ خفیف + وتد مفروق + سببِ خفیف = مُس تفعِ لُن (مستفعلن " ")
6۔ سببِ خفیف + سبب خفیف + وتد مفروق = مفعُولاتُ

تیسرا دائرہ : وتد مجموع فاصلہ (صغریٰ) کے ساتھ ارکانِ سُباعی

7۔ وتد مجموع + فاصلہ = مفاعلَتن
8۔ فاصلہ + وتد مجموع = مُتَفَاعِلُن

چوتھا دائرہ : خُماسی ارکان

9۔ وتد مجموع + سببِ خفیف = فَعُولُن
10۔ سببِ خفیف + وتد مجموع = فاعِلُن

''معیارالاشعار'' میں خواجہ نصیرالدین طوسی نے ایک ثمانی (ہشت حرفی رکن، مُفاعِلاتُن کا ذکر کیا ہے اور اسے اصول تسلیم کیا ہے۔ اگر دو اوتاد مجموع اور ایک سببِ خفیف کی لوٹ پھیر کریں تو تین بحریں بنیں گی، جن میں یہ رکن سب سے پہلے ہوگا۔ نئے آہنگوں کے امکان کے پیشِ نظر عروض کے عالموں کو ان پر غور کرنا چاہیے۔

پانچواں دائرہ : ارکانِ ثمانی

11۔ وتد مجموع + وتد مجموع + سببِ خفیف = مفاعلاتن
12۔ سبب خفیف + وتد مجموع + وتد مجموع = مفتعولتن
13۔ وتد مجموع + سبب خفیف + وتد مجموع = مُفاعی لتن

دیوانِ ذوق میں 58 شعروں کا (جس میں دو مطلع ہیں) ایک مرصع قصیدہ ہے مُفْتَعِلاتن مثمن میں۔ اس رکن کو اس قصیدے میں اصول کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ رجز کا مُرفّل مزاحف نہیں ہے کیونکہ مرفّل مزاحف عروض و ضرب کے لیے خاص ہے۔ مفاعلاتن بھی رجز کا مخبون مُرفّل اور کامل کا موقوص مرفّل ہے، لیکن اس کی حیثیت اصول کی ہے۔ آخر فاعلاتن بھی تو فاعلن کا مرفّل ہے۔ چار ارکان اور وجود میں آتے ہیں، جن میں سے ایک کو استعمال بھی کیا گیا ہے۔

چھٹا دائرہ

14۔ وتد مجموع + سببِ خفیف + وتد مفروق = مفاعی لاتُ

15۔ سببِ خفیف + وتد مفروق + وتد مجموع = مُس تفعِ لتن

16۔ وتد مفروق + وتد مجموع + سببِ خفیف = مُفْت عِلاتن

چونکہ آپ سادہ اور صاف تختی پر عروض لکھ رہے ہیں، یعنی Clean Slate سے شروع کر رہے ہیں، ہمارے ساتھ۔ ان روایتوں کے بارے میں بھی آپ کو ہم بتاتے جائیں گے جو روایتیں کم اور تعصب زیادہ ہیں۔ بہت سی پرانی باتیں اچھی ہوتی ہیں، انھیں ہم اپنائیں گے، کیونکہ ماضی کی جو چیز اچھی ہوتی ہے، اس کو صاف ستھری حالت میں قائم رکھنا ضروری ہے اور جو کھنڈر ہوجائے! یا تو اس کو صاف کرکے نئے سامان سے اس کی جگہ نئی عمارت بنائیں یا پھر اسی ملبے کو استعمال کرکے کچھ بنائیں۔

جو لوگ لندن گئے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ پکاڈلی، ٹریفالگر اور دوسرے علاقوں میں عمارتیں اسی طرز کی ہیں، جیسی کراچی، کلکتہ، ممبئ اور مدراس کے فورٹ علاقوں کی، لیکن لندن کی عمارتیں ایسی صاف ستھری ہیں کہ احساس ہوتا ہے کہ حال ہی میں بنی ہیں۔ کلکتہ کے وکٹوریہ میوزیم کو چھوڑ کر باقی ہر شہر کی عمارتوں کو دیکھ کر مقبروں کا خیال آتا ہے۔ علم کو بھی اگر ہر عہد میں تازہ نہ کیا جائے تو مقبرہ سا ہوجاتا ہے۔ اس لیے

تجدید کی ضرورت ہے۔ ہم یہ بات آپ کے علم میں لے آئیں کہ نمبر 12، 13، 14، 15، اور 17 کے جو ارکان ہیں، وہ عروض کی ریاضی کی رو سے ممکن ہیں، لیکن ہمارے نظام عروض میں وہ موجود نہیں ہیں۔ کسی چیز کا ممکن ہونا اور موجود نہ ہونا دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ جو ماضی میں موجود تھا، وہ ماضی بعید میں صرف ممکن تھا۔ جو حال میں موجود ہے، وہ ماضی قریب میں صرف ممکن تھا اور جو آج ممکن ہے وہ مستقبل میں موجود ہوگا۔ ممکنہ ارکان یعنی اصول کے بارے میں یہ باتیں عروض کی کتابوں میں نہیں ہیں۔ مفاعلاتن کو محقق طوسی کی اور مفتعلاتن کو شیخ محمد ابراہیم ذوق کی ذہنی اُپج سمجھا جاتا تھا لیکن آپ نے دیکھا کہ عروض کی ریاضی کے اعتبار سے نہ صرف یہ درست ہیں بلکہ اور ارکان بھی ممکن ہیں۔ یہ سالم بحور کے دائرے کہلاتے ہیں۔ ہماری عروض کی کتب میں یہ آخری دو دائرے کم ہیں، اس وجہ سے نہ ان دائروں کے نام ہیں اور نہ مفاعلاتن اور مُت علامتن سالم بحروں کے کوئی نام ہیں۔

یہ ریاضی آپ نے سمجھ لی۔ دائرے بنا کر بعد میں آپ کو دکھائیں گے تا کہ آپ کنفیوز نہ ہوں۔ یہ بات ضرور سمجھ لیں:

1۔ پہلا دائرہ ہے، دائرہ مجتلبہ۔ اس میں ایک وتد مجموع اور دو اسبابِ خفیف والے ارکانِ سُباعی ہیں اور ان کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں وہ ہیں:

1۔ مفاعیلن : ہزج
2۔ فاعلاتن : رمل
3۔ مستفعلن : رجز

2۔ وتد مفروق والے سُباعی ارکان کے دائرے کا نام ہی نہیں رکھا گیا ہے، کیونکہ فاع لاتن اور مس تفع لن اگرچہ پہلے دائرے میں انھیں ناموں کے ارکان کے ہم وزن ہیں، متحد التلفظ ہیں، لیکن یہ نام کس نے رکھے ہیں۔ ارکان نے خود تو اپنے نام رکھے نہیں ہیں۔ سبب خفیف کو کہیں آپ فا کہیں، کہیں تن، کہیں

ع، کہیں لُن، کہیں مُس، کہیں تف، کہیں مف، کہیں عُو (وغیرہ) اور وتد مجموع کو کہیں مفا کہیں، کہیں علا کہیں علن اور کہیں لتن، اور وتد مفروق کو کہیں فاعِ کہیں، کہیں تفعِ اور کہیں لاتُ، تو اس میں اصول سہ گانہ کا کیا قصور؟

اس دوسرے دائرے کا نام ہم دائرہ مفروقہ رکھتے ہیں، کیونکہ اس کے ہر رکن میں ایک وتد مفروق ہے۔ اس دائرے کے ارکان کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی تکرار سے کوئی سالم بحر نہیں بنتی یعنی ایسی بحر، جس کے آہنگ موجود نہ ہوں۔ کوئی ایسا آہنگ ہو، جو صرف وتد مفروق والے ارکان/ مزاحف ارکان سے تقطیع ہو تو یقیناً مرکّب بحروں کے علاوہ، مفرد بحروں کے طور پر بھی ان کا چلن ہوگا۔ ہر امکان کھُلا ہوا ہے۔ یہ ارکان یا ان کے مزاحف صرف بحورِ مرکّبہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان ارکان اور ان کے مزاحف سے، انفرادی طور پر مفعولاتُ کو چھوڑکر کہ متحرالآخر ہے، سالم بحریں بن سکتی ہیں، لیکن وہ رمل اور رجز ہی ہوں گی۔ البتہ مزاحف بحریں مختلف ہوں گی۔ مفعولاتُ سے مزاحف کے ساتھ اور صرف اس کے مزاحف سے بہت سے رائج او نئے آہنگ مرتب ہوسکتے ہیں۔ دائرہ مفروقہ کے ارکان ہیں:

(4) فاعِ لاتن

(5) مُس تفعِ لن

(6) مفعولاتُ

3۔ تیسرا دائرہ ہے، دائرہ موتلفہ۔ کلاسیکی عروض میں کامل کو پہلے اور وافر کو بعد میں دکھاتے ہیں، لیکن یہ عروض کی ریاضی کے مطابق نہیں ہے۔ دائرہ وتد (مجموع) ہی سے شروع ہونا چاہیے۔ فاصلہ صغریٰ اس لیے بنیادی اہمیت نہیں رکھتا کہ زحافات کے سلسلے میں کئی جگہ اسے سبب ثقیل اور سبب خفیف کا مجموعہ سمجھا گیا ہے، جو وہ ہے۔ اس لیے اسباب کووتد کے بعد رکھا جارہا ہے۔ اس دائرے کے ارکان کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں وہ ہیں:

(7) مفاعِلَتُن = وافر
(8) مُتَفاعِلُن = کامل

4۔ چوتھا دائرہ خماسی ارکان کا ہے اور اسے دائرہ متفقہ کہتے ہیں۔ اس میں دو بحریں ہیں جو ارکان کی تکرار کی بنا پر آہنگ مقرر کرتی ہیں:
(9) فعولن = متقارب
(10) فاعلن = متدارک

کلاسیکی عروض میں اس کے بعد بحورِ مرکبہ کے دائرے شروع ہو جاتے ہیں، لیکن ابھی سالم بحروں کے دائرے باقی ہیں۔

5۔ پانچواں دائرہ خواجہ نصیرالدین طوسی سے منسوب کر کے، کہ رکنِ ثمانی کی اصول کی حیثیت سے نشاندہی انھوں نے کی، دائرۂ طوسیہ کہنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں:
(11) مفاعلاتن
(12) مُفتعولَتن
(13) مفاعی لتن

6۔ ہشت حرفی ارکان کا، یعنی چھٹا دائرہ کہ مفتعلاتن کو پہلی بار اصول کے طور پر شیخ محمد ابراہیم ذوق نے برتا، ان سے منسوب کر کے دائرۂ ابراہیمیہ کے نام سے موسوم کیا جا رہا ہے:
(14) مفاعی لاتُ
(15) مستفعِ لَتن
(16) مُفتَعلاتن

یہ تھی ارکان اور بحورِ مفردہ کی ریاضی۔ تفصیل ان بحروں کے زحافات کی بعد میں آئے گی اور ان کی مزاحف بحروں کے آہنگوں کے بارے میں مثالیں بھی پیش

کی جائیں گی تا کہ آپ آہنگ پہچان لیں اور عروض آپ کے لیے کوئی رازِ سربستہ نہ رہے۔

آپ نے اصولِ سہ گانہ سمجھ لیے۔ یعنی آپ سببِ خفیف، سببِ ثقیل، وتد مجموع، وتد مفروق، وتد موقوف اور فاصلہ پہچان سکتے ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ فاصلہ صغریٰ (صولت) دراصل سببِ ثقیل اور سببِ خفیف یا اوتاد کا مجموعہ ہے۔ آپ نے ان بنیادی اجزا کی ریاضی بھی سمجھ لی کہ کس طرح ان ترتیبوں سے اصول، یعنی بنیادی ارکان بنتے ہیں۔ وہ ارکان جو رائج ہیں، اور وہ ارکان جو نئے دائرے اگر مان لیے گئے تو مستقبل میں تسلیم کیے جانے والے افاعیل تفاعیل سے بھی آپ واقف ہیں۔ اس مقام پر آپ یہ سمجھ لیں کہ عروضی شعر کو، مصرع کو کتنے ٹکڑوں میں بانٹتے ہیں۔

چمن میں جب صبا آئی کئی نازک خرام آئے
مگر اک ہم کہ جب آئے بغیرِ اہتمام آئے

مصرع اگر یوں لکھیں تو:

چمن میں جب/صبا آئی/کئی نازک/خرام آئے (خرامائے)
مگراک ہم/کہ جب آئے/بغیرِ اہ/تمام آئے (تمامائے)

مصرع توڑ کر ارکان کے حساب سے لکھا گیا ہے تا کہ آپ کو یہ پہنچاننے میں آسانی ہو کہ یہ آہنگ کس رکن کا ہے، جی کیا فرمایا؟ بالکل ٹھیک: چمن وتد مجموع ہے۔ میں سببِ خفیف ہے۔ بالکل ٹھیک۔ جب بھی سببِ خفیف ہے۔ یہ رکن کیا ہے؟ جی ہاں ذرا سا ذہن پر زور ڈالیں۔ مفاعیلن! بالکل ٹھیک۔ اسی طرح مفاعیلن یا جو بھی رکن ہوں، مصرعوں میں ان کو پہچاننے کو تقطیع کہتے ہیں۔

شعر میں مفاعیلن آٹھ بار ہے (مصرع میں چار بار) اس لیے بحر ہوئی مثمن سالم، لیکن اس وقت دراصل دوسرے موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا ہے۔ ضمنی طور سے

تقطیع کی بھی بات ہوگئی۔ اس سے یہ تو آپ کو معلوم ہو ہی گیا کہ تقطیع کسے کہتے ہیں اور اگر اصول سہ گانہ نہ سہی، اسباب اور اوتاد کی پکی جانکاری ہو تو تقطیع ایک کھیل ہے، پہیلی سے آسان۔ جسے عروضیوں نے ہوّا بنا رکھا ہے۔ عروضی رعب ڈالنے کے لیے کچھ اور اصطلاحیں بھی داغتے رہتے ہیں۔ آپ سنیں گے تو ہنسی آئے گی۔

1۔ پہلے مصرع میں پہلا رکن مفاعیلن (چمن میں جب)، اگر اسی نام سے موسوم کریں تو کیا قباحت ہے، لیکن نہیں صاحب، اسے صدر کہیں گے۔

وہی بات ہے نا کہ سونف کے عرق کو عرقِ بادیان ہی حکیم صاحب نسخے میں لکھیں گے اور لونگ کو قرنفل اور کالی مرچ کو فلفل سیاہ اگر نہ لکھیں تو انھیں حکیم کون مانے۔

2۔ دوسرے مصرع کے پہلے رکن مفاعیلن (مگر اک ہم) میں کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے ہیں کہ اس کا کچھ اور نام رکھا جاتا لیکن نہیں صاحب۔ اس کا نام مطلع رکھ دیا یا ابتدا رکھ دیا۔

3۔ پہلے مصرع میں آخری مفاعیلن کے مقابل ہے ''خرام آئے'' اس مفاعیلن کو اور اس کے مقابل الفاظ کو جانتے ہیں کیا کہتے ہیں؟ عروض

بے چارے عروضی۔ ان کو اصطلاحیں بھی نہیں جڑیں۔ غزل کے پہلے ہی ہم قافیہ و ہم ردیف شعر کو مطلع کہتے ہیں اور انھوں نے دوسرے مصرع کے پہلے رکن کو مطلع کہہ دیا۔ عروض اس علم کا نام ہے جس کے بارے میں ہم یہ چھان بین کر رہے ہیں اور انھوں نے پہلے مصرع کے آخری رکن کو عروض کہہ دیا چلیے صاحب۔ ہمارے آپ کے لیے یہ نئے لفظ نہیں ہیں۔ ایک اور معنوں میں ان کو بھگت لیں گے۔

4۔ دوسرے مصرع کے آخری رکن کا نام ضرب یا عجز رکھا گیا ہے۔ ہم عروض کی ریاضی کی بات کر رہے تھے۔ ایک اصطلاح تو اس سے بھی آئی۔ مثبت، منفی اور تقسیم کی اصطلاحیں اور آجاتیں تو مزہ آجاتا۔

5۔ پہلے مصرع میں صدر اور عروض کے درمیان اور دوسرے مصرع میں ابتدا اور ضرب کے درمیان جو ارکان بحر میں اور ان کے مقابل جو الفاظ مصرعوں میں ہوتے ہیں، ان کو حشو کہتے ہیں۔ کیا خوب اصطلاح ہے۔ قربان جائیں، کیا اصطلاح ہے۔ یعنی گودڑ گادڑ جس سے ٹھونس ٹھانس کر گدے بھرے جائیں اور مصرع میں جو لفظ بے ضرورت، برائے وزن شعر آتا ہے، اسے بھی تو حشو و زوائد ہی کہتے ہیں۔ وزوائد نہ کہیں تو بھی کام چلتا ہے۔ گویا حشووزائد میں زوائد مزید حشو ہے۔ لیکن اس اصطلاح کا تعلق شعر کے معائب سے ہے، علمِ بیان سے ہے۔ وہاں سے یہ اصطلاح اڑالی، چلیے صاحب، اڑالی تو اڑالی۔

جی کیا فرمایا؟ اگر بحر مُربّع ہو یعنی شعر میں صرف چار رکن ہوں اور مصرع میں دو رکن تو؟ یہ سوال کر کے آپ نے ذہانت ہی کا نہیں اس بات کا بھی ثبوت دیا ہے کہ آپ سنجیدگی سے عروض کے نکتوں کو سمجھتے بھی ہیں اور ان کے بارے میں سوچتے بھی ہیں۔ یقیناً آپ بہت جلد پکّے عروضی بن جائیں گے۔

اور ہاں، وہ آپ کا سوال، شعر میں چار رکن ہوں، مصرع میں دو۔ تو پہلے مصرع میں صرف صدر اور عروض اور دوسرے مصرع میں ابتدا اور ضرب ہوں گے۔ مربّع شعر میں حشو نہیں ہوتا۔ حشو کی گنجائش ہے ہی کہاں؟

زحاف

سالم ارکان سے، اور یہ کہ سالم بحریں مفرد اور مرکب کیسے بنیں اور ان کے آہنگ کیا ہیں، ان کا تو آپ کو اندازہ ہوگیا۔ کچھ آہنگ آپ کے لیے بہت مانوس ہوں گے اور کچھ کے آہنگ آپ کو مشکل اور غیر مانوس لگے ہوں گے اور وہ جو متحرک الآخر رکن مفعولاتُ پر ختم ہونے والی بحریں ہیں وہ تو آپ کو ناممکن محسوس ہوئی ہوں گی۔ قطعاً ناممکن، لیکن انُہی سے بڑے مترنّم آہنگ نکلتے ہیں؟ وہ کیسے؟ وہ یوں کہ ارکان میں کچھ کانٹ چھانٹ بھی ہوتی ہے اور کچھ اضافہ بھی ہوتا ہے۔ اضافے تو کم ہی ہوتے ہیں۔ کتر بیونت زیادہ ہوتی ہے اور اس میں بھی بڑی نزاکتیں ہیں۔ ان کے طریقے اور اصول ہیں اور یہ ہمیں سمجھنا ہیں۔

کتر بیونت اور اضافے کا جو عمل ہوتا ہے، اسے زحاف کہتے ہیں۔ عربی قاعدے سے یہ لفظ جمع کے صیغہ میں ہے، لیکن عروض میں واحد استعمال ہوتا ہے۔ زحاف کے بعد رکن کا جو صوتی پیکر حاصل ہوتا ہے، اسے مزاحف کہتے ہیں۔ ان زحافوں کے نام بھی ہیں اور اصول بھی۔ اگر ہم آپ سے یہ کہیں کہ سب زحافوں کی مجموعی تعداد اڑتالیس ہے، تو آپ میں سے کچھ لوگ سنجیدگی سے سوچیں کہ اب آگے پڑھنا فضول ہے۔ دو کم پچاس زحافوں کو یاد رکھنا کوئی مذاق نہیں، لیکن گھبرائیں نہیں ان میں سے گیارہ تو ایسے ہیں جو عربی شاعری سے مخصوص ہیں۔ یہ دو بحروں، وافر اور کامل میں استعمال ہوتے ہیں۔ وافر میں مدتوں سے کسی نے کچھ نہیں لکھا۔ کامل

سالم کا آہنگ اتنا دلکش ہے کہ اردو شاعروں نے مزاحف آہنگوں کی طرف رخ بھی نہیں کیا اور کیا تو کم۔ کامل سالم مثمن کا آہنگ یہ ہے:

نہ بچا بچا کے تو رکھ اسے ترا آینہ ہے وہ آینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آینہ ساز میں
(اقبال)

اور

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا، تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مجھے یاد سب ہے ذرا ذرا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(مومن)

بڑے معرکے کا ہے فیصلہ، جو کیا عدالتِ ناز نے
مرا دل تو واجبِ قتل ہے، مگر آرزو؟ وہ بری رہی

ایک آدھ آہنگ کسی کسی نے اپنی استادی جتانے کے لیے اور عروض کی کتابوں میں مثالوں کے طور پر پیش کرنے کے لیے کچھ بے نمک کلام گڑھ لیا ورنہ اللہ اللہ خیر سلاّ! لہٰذا آپ ان گیارہ زحافات کو، کسی ذہنی نقصان کے احساس کے بغیر بھول سکتے ہیں۔ لیکن ان گیارہ زحافوں کا نام میں لکھے دیتا ہوں تاکہ آپ کو بھولنے میں آسانی ہو:

1۔ عصب، 2۔ عضب، 3۔ عقل، 4۔ نقص، 5۔ قطف، 6۔ قصم، 7۔ جمم، 8۔ عقص، 9۔ اضمار، 10۔ وقص، 11۔ خزل

آپ انھیں شوق سے بھول جائیں۔ ہاں کبھی نئے آہنگ تراشنے کے لیے انھیں استعمال کرنا چاہیں تو ان کی تفصیل ارکان کے زحافات کی جدول میں مل جائے گی۔

باقی جو زحاف ہیں، وہ بھی اپنی تعداد سے تو بے شک ڈراتے ہیں لیکن ان میں سے کئی ہیں جن کے کام مختلف ارکان میں ایک سے ہیں، لیکن نام مختلف ہیں۔ یہ

سب عروض کا تماشا ہے۔ تماشے کو تماشا سمجھ کر دیکھیں گے تو لطف آئے گا۔ تماشے کو ایسے دیکھیں گے جیسے ٹریفک پولیس کا سپاہی گزرتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھتا ہے، تو یقیناً بور ہو جائیں گے، کیونکہ جس نے اس شغل کو فرضِ منصبی سمجھا، روح فنا ہونا شروع ہوئی۔ اب یہی دیکھیے یہ مذاق ہے کہ یہیں مفاعیلن وتد مجموع مفا سے شروع ہوتا ہے۔ فعولن کا پہلا جزو بھی وتد مجموع فعو ہے۔ (ویسے یہ بھی مذاق ہی ہے کہ اس رکن کو مفاعی نہیں فعولن کہتے ہیں) پھر مفاعلتن میں وتد مجموع مفا ہی کے نام سے ہے۔ سرِ وتد جو متحرک ہے مفا میں م ہے اور فعو میں ف ہے۔ ایک زحاف کافی تھا، اسے کاٹنے کے لیے لیکن نہیں۔ مُفاعیلن میں زحاف خرم کہلاتا ہے۔ فعولن میں اسے ثلم کہتے ہیں اور مفاعلتن میں اسی کو عَضَب کہتے ہیں۔ اور لطیفہ یہ ہے کہ عروضی فعولن اور مفاعلتن میں سرِ وتد کے اسقاط کے عمل کو خرم کرنا ہی لکھتے ہیں۔

اسی طرح آخر رکن اگر سبب خفیف یا وتد مجموع ہو تو اس کے آخری ساکن سے پہلے ساکن (الف) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ تغیر بزیارت ہے۔ مفاعیلن سے مفاعیلان ہو جائے گا لیکن رکن چونکہ سبب خفیف پر ختم ہوتا ہے اس لیے اس زحاف کو تسبیغ (اور مزاحف کو مسبّغ) کہتے ہیں۔ مستفعلن میں بھی ایسا ہی عمل ہوتا ہے اور وہ مستفعلان ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ آخری جزو وتد مجموع علن ہے، اس لیے یہاں جو زحاف لگتا ہے اسے اذالہ (اور مزاحف کو مذال) کہتے ہیں۔

میں نے عروض کو آسان بنانے کے لیے اپنی بساط بھر کوشش کی ہے، لیکن یہ ہمت مجھ میں نہیں کہ تسبیغ اور اذالہ میں سے ایک کو چن لوں، اور وتد مجموع سے شروع ہونے والے سب ارکان میں خرم کا عمل کرنے والے زحاف کو خرم کہوں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں نام میں کیا رکھا ہے، کام ہونا چاہیے۔ آپ چاہیں تو کام سے کام رکھیں۔ یہ بھی آپ کی مرضی پر منحصر ہے کہ تفننِ طبع کے لیے نام بھی ذہن میں پڑے رہنے دیں۔ جس طرح لطیفے یاد رہ جاتے ہیں، عروض کے یہ لطیفے بھی آپ کو یاد رہیں گے۔ اگر آپ نہیں چاہتے کہ یہ خرافات آپ کو یاد رہے تو پھر اس کی

ایک ہی صورت ہے۔ یہ کتاب یہیں بند کر دیجیے اور گفٹ پیک کر کے اپنے کسی عزیز ترین دشمن کو اس کی اگلی سالگرہ پر تحفہ میں دے دیجیے، اگر آپ نے پہلے ورق پر نام لکھ لیا ہے تو بھی کام چلے گا، اوپر جگہ ہو تو مناسب عبارت لکھ دیں، ورنہ اپنے نام کے نیچے لکھیں ''کی طرف سے......'' وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر یہ کتاب پڑھنا ہے اور آپ ذرا سی توجہ سے لیکن محنتِ شاقہ کے بغیر عروضی بننے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں تو آگے پڑھیے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ سب جملہ ہائے معترضہ نہیں تھے اور نہ موضوع سے غیر متعلق کوئی بات تھی، کئی اہم باتیں آپ نے نوٹ کی ہوں گی۔

1۔ عربی کے گیارہ زحافوں پر سر مغزنی کرنے کی ضرورت نہیں۔

2۔ زحاف دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ، جن کی وجہ سے سالم رکن میں نقصان ہوتا ہے۔ خرم اس کی ایک مثال ہے جس کے مختلف بحروں میں مختلف نام ہیں، لیکن کام ایک ہی ہے اور عمل میں خرم ہی سب جگہ کہلاتا ہے۔ زحاف کی دوسری قسم وہ ہے جس سے اضافہ ہوتا ہے۔ اسے تغیر بزیادت برخلاف تغیر بہ نقصان کہتے ہیں۔

ارکان جن اجزا سے بنتے ہیں، ان سے آپ بخوبی واقف ہیں، یعنی سببِ خفیف، سببِ ثقیل، وتد مجموع اور وتد مفروق۔ زحافات انہی بنیادی اجزا پر لگتے ہیں۔ زحاف مفرد بھی ہوتے ہیں اور مرکّب بھی۔ یعنی ایک ہی رکن پر کئی زحاف لگتے ہیں۔ مرکّب زحاف ایک ساتھ رکن کے مختلف اجزا پر لگتے ہیں۔ یہ بنیادی اصول ہے، مروّجہ نظامِ زحافات میں کہیں کہیں اس کی خلاف ورزی ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ہم نے چونکہ ریاضی کی طرح اب تک عروض کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، اس لیے زحافات کے نظام میں جہاں قاعدوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔ اور یہ بھی دریافت کیا گیا ہے کہ نظم کیسے قائم رکھا جا سکتا ہے کہ

مطلوبہ مزاحف بھی حاصل ہوں، اور قاعدوں کی خلاف ورزی بھی نہ ہو۔

پہلے ہم سببِ خفیف کے زحافات کو لیتے ہیں:

I۔ اگر رکن سبب خفیف سے شروع ہوتا ہے، تو دوسرا حرف ساکن ہوگا۔ زحاف خَبن، اس ساکن کو گراتا ہے۔ یاد رکھیے رکن میں دوسرے مقام سے سببِ خفیف کا گرانا اس زحاف کا کام ہے۔ مزاحف مخبون کہلاتا ہے۔

مثالیں یہ ہیں:

1۔ فاعلاتن میں فا کا الف (فَعِلاتن رہا)

2۔ مستفعِلُن میں مُس کا س (مُتَفعِلُن رہا، جسے مفاعلن سے بدل لیا)

3۔ مس تفع لن میں مُس کا س (مُتَفعِ لن رہا جسے مفاع لن سے بدل لیا)

4۔ مفعولاتُ میں مف کا ف (معولاتُ رہا جسے فعولاتُ یا مفاعیلُ سے بدل لیا)

5۔ فاعلن میں فا کا الف (فَعِلُن رہا)

II۔ اگر رکن کے شروع میں دو اسبابِ خفیف ہیں تو چوتھا حرف بھی سبب خفیف کا ساکن ہوگا۔ زحاف طیّ اس کو ساقط کرتا ہے۔ مزاحف مطوّی کہلاتا ہے۔

مثالیں یہ ہیں:

1۔ مُستَفعِلُن کے تف کا ف (مُستَعِلن رہا، جسے مفتَعِلُن سے بدل لیا)

2۔ مفعولاتُ کے عو کا واو (مفعِ لاتُ رہا، جسے فاعِ لاتُ سے بدل لیا)

III۔ اگر رکن وتد (مجموع یا مفروق) سے شروع ہوتا ہے اور اس کے فوراً بعد سبب خفیف ہے تو رکن کا پانچواں حرف سببِ خفیف کا ساکن ہوگا۔ زحاف قبض رکن کے پانچویں مقام سے سبب خفیف کا ساکن گراتا ہے۔ مزاحف مقبوض کہلاتا ہے۔

مثالیں یہ ہیں:

1۔ مفاعیلن میں عی کی ی (مفاعلن رہا)

2۔ فاع لاتن میں لا کا الف (فاعلَتن رہا، جسے مُفتَعِلُن سے بدل لیا)
3۔ فعولُن میں لُن کا ن (فعولُ رہا)

IV۔ اگر رکن سباعی سببِ خفیف پر ختم ہوتا ہے تو ظاہر ہے اس کا ساتواں حرف سببِ خفیف کا ساکن ہوگا۔ زحاف کف کے عمل سے یہ ساقط ہوجاتا ہے، مزاحف مکوف کہلاتا ہے۔

مثالیں اس کی یہ ہیں:
1۔ مفاعیلن میں لُن کا ن (مفاعیلُ رہا)
2۔ مُس تفعِ لُن میں لُن کا ن (مستفعِلُ رہا)
3۔ فاعلاتن میں تن کا ن (فاعلاتُ رہا)
4۔ فاع لاتن میں تن کا ن (فاع لاتُ رہا)

ان چاروں صورتوں میں سببِ خفیف کے پہلے حرف کی حرکت برقرار رہے گی۔ اتنی ہی اہم بات یہ ہے کہ مفرد یا مرکّب زحاف کے عمل کے بعد جو مزاحف حاصل ہوگا، وہ مصرع میں ہر جگہ صدر، ابتدا، حشو یا عروض رضرب میں کہیں بھی آ سکتا ہے، اسے عام زحاف کہتے ہیں۔

خبن اور کف اگر کسی ایک رکن میں لگتے ہیں، یعنی رکن سے سبب خفیف کے ساکن دوسرے اور ساتویں مقام سے گرتے ہیں تو اس مرکّب زحاف کا نام ہے شکل۔ مزاحف مشکول کہلاتا ہے۔ دونوں عام زحاف ہیں، اس لیے مشکول بھی عام زحاف ہے، لیکن عروض رضرب میں نہیں آتا کیونکہ متحرک الآخر ہے۔

V۔ اگر رکن کے شروع میں دو اسبابِ خفیف ہیں اور ایسے صرف دو ارکان ہیں، مستفعلن اور مفعولاتُ تو زحاف رفع پہلے سبب خفیف کو ساقط کردیتا ہے۔ مزاحف مرفوع کہلاتا ہے۔ مرفوع مزاحف عروض رضرب کے علاوہ ہر جگہ آ سکتا ہے۔

1۔ مستفعِلُن سے مُس ساقط ہونے کے بعد تفعِلُن بچا، جسے فاعلن سے بدل لیا۔

2۔ مفعلاتُ سے مف ساقط ہونے کے بعد عولاتُ بچا جسے مفعولُ سے بدل لیا۔

VI۔ اگر رکن سبب خفیف پر ختم ہو تو زحاف قصر آخری ساکن ساقط کر کے ماقبل کے متحرک کو ساکن کر دیتا ہے۔ مزاحف کو مقصور کہتے ہیں، جو صرف عروض رضرب کے لیے مخصوص ہے۔

مثالیں:

1۔ مفاعیلُن کا ن ساقط اور ل ساکن ہوا۔ مفاعیلْ، سکونِ لام سے رہا جسے فعولان سے بدل لیتے ہیں۔ مفاعیلْ بھی عروض کی قدیم کتابوں میں درج ہے، لیکن فعولان سے بدل لینے میں فائدہ یہ ہے کہ مفاعیلُ مکفوف (متحرک الآخر) سے التباس کا اندیشہ نہیں رہتا۔

2۔ فاعلاتن سے فاعلاث، ن اور حرکتِ ماقبل کے ساقط ہونے کے بعد اسے بھی فاعلان سے بدل لینا مرجح ہے۔

3۔ فاع لاتن سے ن اور ساتھ میں ماقبل ت کی حرکت ساقط ہونے سے فاع لاث رہا، جسے فاع لان سے بدل لیا۔

4۔ مس تفع لن سے ن ساقط ہوا اور ل ساکن ہوا۔ مُستفعِلْ رہا جو وزن ہے مانوس رکن مفعولن کا۔ اس سے بدل لیا۔

5۔ فعولن میں سے آخر کا ن مع حرکتِ ماقبل ساقط ہوا، فعولْ باقی رہا۔[1]

VII۔ اگر رکن سبب خفیف پر ختم ہو تو زحاف حذف اسے ساقط کر دیتا ہے۔

1۔ نجم الغنی مرحوم نے تنہا وہ کام کیا ہے جو آج کل ادارے بھی اتنے وسائل کے باوجود نہیں کر پاتے۔ ''بحرالصفاحت'' کے علاوہ بھی ان کی کئی کتابیں ہیں۔ ''بحرالفصاحت'' بعض خامیوں کے باوجود اہم کتاب ہے، جس میں عروض کا بھی حصہ ہے۔ ص۔ 185 پر انھوں نے ''زحافات فعولن'' بیان کیے ہیں۔ یا تو وہ حذف بھول گئے یا سہو کاتب سے چھوٹ گیا۔ سہو کتابت زیادہ قوی امکان ہے۔ لیکن یہ ''اتفاق'' بھی عجیب ہے کہ ''آئینہ بلاغت'' میں مرزا محمد عسکری بھی ص 125 پر زحافات فعولن میں حذف ''بھول'' گئے۔ نجم الغنی کی کتاب 1926 میں چھپی اور مرزا عسکری کی کتاب دس برس بعد 1936 میں مکمل ہوئی۔

مزاحف کو محذوف کہتے ہیں اور یہ بھی عروض رضرب کے لیے مخصوص ہے۔

مثالیں یہ ہیں:

1۔ مفاعیلن سے (مفاعی) فعولن باقی رہا

2۔ فاعلاتن سے (فاعلا) فاعلن باقی رہا

3۔ فاع لاتن سے (فاع لا) فاع لن باقی رہا

4۔ مس تفع لن سے (مُس تفع) مفعولُ باقی رہا

5۔ فعولن سے (فعو) فعَلْ باقی رہا[1]

VIII۔ جبّ اور سلخ وہ زحاف ہیں جو رکنِ سالم کے آخر کے دو سببِ خفیف ساقط کرتے ہیں۔

جبّ سے مفاعیلن کے دونوں اسبابِ خفیف گر گئے۔ مفا باقی رہا، جسے فعَلْ سے بدل لیا۔ اسے مجبوب مزاحف کہتے ہیں اور یہ عروض رضرب کے لیے خاص ہے۔

فاع لاتن سلخ کے عمل کے بعد فاع رہ جاتا ہے، بہ سکون عین، کیونکہ سلخ دو اسبابِ خفیف کے ساتھ وتد مفرق کے عین کی حرکت ساقط کرتا ہے۔ چونکہ دو اجزا پر اس کا عمل ہوتا ہے اس لیے یہ مرکّب زحاف ہے۔

IX۔ ہمارے نظامِ عروض کو ایک زحاف کی ضرورت ہے جو رفع سے دو نا کام کرے، یعنی دونوں اسبابِ خفیف شروع رکن سے ساقط کرے، جیسے آخری رکن سے جَبّ مفاعیلن سے ساقط کرتا ہے اور سلخ فاع لاتن میں کرتا ہے۔ اس زحاف کی غیرموجودگی کی وجہ سے جدع زحاف، مفرد زحاف ہوتے ہوئے مفعولاتُ میں اسباب اور وتد مفروق دونوں پر اپنا عمل کرتا ہے۔ یہ آگے آپ دیکھیں گے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ زحاف جدع کو مفرد زحاف تسلیم کیا جائے جو شروع کے دونوں اسبابِ خفیف ساقط کردے اس کی وجہ سے مستفعلن کے دونوں اسباب گرنے سے

علن باقی رہے گا جو فعَلن ہے اور فاع مجدوع اعرج ہے ورنہ حذذ اور قصر کے اجتماع سے یہ فرع بنائی جاتی ہے، جو عروض کے اصول کے خلاف ہے، کیونکہ قصر زحاف صرف اس سالم رکن پر لگتا ہے، جو سببِ خفیف پر ختم ہو اور مستفعلن کے آخر میں وتد مجموع ہے۔ مزاحف پر نہیں، رکن سالم پر زحاف/زحافات کا عمل ہوتا ہے۔

X۔ سالم ارکان، جو سببِ خفیف پر ختم ہوں، تسبیغ سے ان کے آخری ساکن سے پہلے ایک ساکن (الف) کا اضافہ ہوتا ہے۔ دوسرے زحافات کے ساتھ تسبیغ کا بھی عمل ہوسکتا ہے، اگر ان زحافات سے آخرِ رکن میں کوئی نقصان نہ ہوا ہو۔ تسبیغ کے بعد رکن کو مسبّغ کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب کے لیے خاص ہے۔ فاعلاتن سے فاعلاتان یعنی فاعلیّان اور مفاعلین سے مفاعیلان وغیرہ۔

یہاں چند عروضی الجھنوں کی طرف آپ کو توجہ دلانا ہے:

بعض عروضی مقصور محذوف کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ مرکّب زحافوں یا ایک سے زیادہ زحافوں کا عمل ایک ساتھ رکن سالم پر ہوتا ہے، مزاحف پر کوئی زحاف نہیں لگ سکتا، اس لیے مقصور محذوف مزاحف امرِ ممتنع ہے، کیونکہ دونوں کا عمل رکن سالم کے آخری سببِ خفیف پر ہوتا ہے۔ حذف جب اسے ساقط کردیتا ہے تو قصر کا اس پر عمل کیا معنی اور اگر قصر اس کا نقصان کردیتا ہے تو حذف اس ٹوٹے پھوٹے سبب کو ساقط نہیں کرسکتا۔ اس مشکل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

بعض عروضی جبّ کو محذوف مانتے ہیں یہ تصوّر غیر عروضی ہے۔ جبّ مرکّب نہیں مفرد زحاف ہے۔ جب مفاعیلن کے علاوہ مروّجہ عروض میں صرف ایک اور رکن ہے فاع لاتن جس پر جبّ لگ سکتا ہے، لیکن مزاحف فاعِ (بہ حرکت عین) حاصل ہوگا جو عروض تو رکھا جاسکتا ہے معقد بیت میں (جس کا رواج نہیں ہے) ضرب کے لیے بےکار ہے۔ ضرب کے لیے (اور عروض کے لیے بھی) فاع (بہ

سکونِ عین) مسلوخ فراہم ہے۔ جبؔ کو مرکّب زحاف محذوف سمجھنے کی کوئی منطقی وجہ نہیں۔

زحاف رفع مفعولات/مستفعلن کے شروع کے دو اسبابِ خفیف میں سے پہلے سبب کو گرا دیتا ہے۔ خبن سے چونکہ رکن کے پہلے سببِ خفیف کا ساکن ساقط ہوتا ہے، جو رفع کے بعد باقی ہی نہیں رہتا، اس لیے مرفوع مخبون مزاحف امرِ متمنع ہے۔ "کچھ عروضیوں" نے مرفوع مخبون اور محذوف مسبّغ جیسے مزاحف درگاہوں کی جوتیوں کی طرح جمع کر رکھے ہیں۔ یہ عروضی لطیفہ حقیقت ہے۔

ایسے تضادات سے بچنا لازمی ہے، اس لیے گزارش ہے زحافات کی نوعیت اور ان کے عمل کو سمجھ لیں، جو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں، اگر اصول پر نظر رکھیں۔

ہتم ایک زحاف ہے، جس میں کلاسیکی عروض کے مطابق حذف و قصر کا اجتماع ہے۔ گویا یہ مرکّب زحاف ہے۔ زحاف کا اصول یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ زحافات کسی سالم رکن پر لگتے ہیں تو ان سب کا عمل ایک ساتھ (Simultaneously) ہوتا ہے۔ یکے بعد دیگرے (Consecutively) نہیں ہوتا، ورنہ پہلے جو زحاف لگے گا وہ سالم رکن کو متاثر کرے گا اور بعد کے زحاف مزاحف پر لگیں گے اور ٹوٹے پھوٹے اجزا پر بھی۔ دوسری بات ہتم کے سلسلے میں یہ ہے کہ قصر سالم رکن کے آخری سببِ خفیف کا ساکن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط کرتا ہے اور حذف سے آخرِ رکن کا پورا سببِ خفیف ساقط ہوتا ہے۔ اس لیے قصر و حذف کا اجتماع امرِ متمنع ہے۔

ہتم سے مفاعیلنُ کا آخری سببِ خفیف لُن ساقط ہوتا ہے اور اس سے ماقبل کے سببِ خفیف عی کے ی ساقط ہوتی ہے اور ع ساکن ہوجاتا ہے۔ یہ زحاف صرف ہزج میں لگتا ہے کیونکہ مفاعیلن کے علاوہ صرف فاعِ لاتن مُنفصل/مفروق کے آخر میں دو اسبابِ خفیف ہیں۔ ہتم لگنے کے بعد مفاعیلن سے مزاحف مفاع

(بہ سکون ع) حاصل ہوتا ہے جسے ہم وزن مانوس فعول سے بدل لیتے ہیں اور فاع لاتن ہتم لگنے کے بعد فاعلْ رہ جاتا ہے۔ جیسے فع لُن بدل لیتے ہیں۔

آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہتم مرکّب نہیں مفرد زحاف ہے، اور ہم اسے مفرد زحاف ہی سمجھیں گے۔

اب تک عروض میں اتنی مہارت تو آپ کو ہو ہی گئی ہوگی کہ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہتم مزاحف عروض رضرب کے لیے خاص ہے۔

اب ہم ان زحافات کو لیتے ہیں جن کا عمل سببِ ثقیل پر ہوتا ہے۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ صرف دو سالم ارکان ہیں، جن میں سببِ ثقیل آتا ہے اور چونکہ اس کے فوراً بعد سببِ خفیف ہوتا ہے، اس لیے اسے فاصلۂ صغرا بھی کہتے ہیں۔ یہ دو سالم ارکان ہیں مفاعِلَتن اور مُتَفَاعِلُن، جو ایک دوسرے کا عکس ہیں، یعنی ایک میں وتد مجموع پہلے ہے اور ایک میں بعد میں۔

آیئے اب زحافات کو دیکھیں۔

1۔ اگر رکن سبب ثقیل سے شروع ہو تو دوسرے متحرک کو ساکن کرنے کا نام اضمار ہے۔ مثال اس کی صرف ایک ہے۔

متفاعلن کا ت ساکن کرنا۔ ت ساکن ہونے سے مُتْفَاعِلُن ہوا، اسے مانوس اور ہم وزن رکن مُستَفعِلُن سے بدل لیتے ہیں اور مزاحف کو مضمر کہتے ہیں۔

روایتی عروض میں وقص کو مرکّب زحاف مانا جاتا ہے۔ یعنی اضمار سے دوسرا متحرک سببِ ثقیل کا ساکن ہونے سے وہ سبب خفیف ہوگیا اور جس طرح مستفعلن میں خبن سے س ساقط کرتے ہیں اسے ساقط کیا۔

اضمار کے بعد حاصل ہونے والا مُتْفاعلن مزاحف ہوتا ہے اور مزاحف پر زحاف کا عمل نہیں ہوتا، اس لیے خبن سے ساکن کیے، ہوئے حرف کو گرانا عروض کے

اصول کے خلاف ہے۔

ہم وقص کو مفرد زحاف مانتے ہیں جو سبب ثقیل کے دوسرے متحرک کو گراتا ہے۔

3۔ سببِ ثقیل کا دوسرا متحرک اگر رکن میں پانچویں مقام پر ہو تو زحاف عصب اسے ساکن کر دیتا ہے۔ یہ صورت صرف ایک رکن میں ہے اور وہی اس کی مثال ہے۔

مُفاعِلَتُن کا لام، پانچویں مقام پر ساکن ہوا۔ مُفاعِلْتُن ہوا۔ ہم وزن مانوس رکن مفاعیلن ہے۔ اس سے بدل لیا۔ مزاحف کو معصوب کہتے ہیں۔

4۔ سببِ ثقیل کا دوسرا متحرک پانچویں مقام پر رکنِ سالم میں ہو تو زحاف عقل اسے ساقط کر دیتا ہے۔ مفاعِلَتُن ایک اصول ہے۔ اس کا لام ساقط ہوا تو مُفاعَتُن باقی رہا اسے مانوس اور ہم وزن مفاعلن سے بدل لیا۔ مزاحف کو معقول کہتے ہیں۔

یہاں بھی وہی صورت ہے کہ روایتی عروض کی رو سے عقل کو مرکّب زحاف مانتے ہیں جس میں عصب اور قبض کا اجتماع دیکھا جاتا ہے۔ یعنی مفاعَلَتُن معصوب ہو کر مفاعیلن ہوا اور ساکن کیے ہوئے ل کی وجہ سے جو مفاعیلن میں ی ہو گیا (اور اصل رکن کا ت، ل سے بدلا گیا) اسے قبض سے سببِ خفیف کے ساکن کی طرح پانچویں مقام سے گرایا۔ اس میں قباحت یہ ہے کہ مفاعِلْتُن (بہ سکونِ ل یا مفاعیلن، جس نئے نام سے اسے موسوم کیا گیا) مزاحف ہے، سالم رکن نہیں، اس لیے از روئے اصولِ عروض مزاحف پر زحاف نہیں لگتا۔

مرکب زحافوں کا عمل ایک ساتھ رکن سالم پر ہوتا ہے قبض سے ل اس لیے نہیں گر سکتا کہ وہ متحرک ہے۔ قبض سے صرف سببِ خفیف کا ساکن رکنِ سالم میں (مزاحف میں نہیں) پانچویں مقام سے گرتا ہے۔

ہم عقل کو مرکّب زحاف نہیں، مفرد زحاف مانتے ہیں۔ اور جب میں ہم کہتا ہوں، تو اس میں آپ شامل ہیں۔

آیئے ان زحافوں کو سمجھ لیں جن کا عمل وتد مجموع پر ہوتا ہے۔

اگر رکن وتد مجموع سے شروع ہو، تو سرِ وتد کو کاٹنا، خرم کرنا کہلاتا ہے۔ لیکن مختلف ارکان میں اس زحاف کے نام مختلف ہیں، اگرچہ عمل خرم کرنا ہی کہلاتا ہے۔

ا۔ مفاعیلن خرم کے بعد فاعیلن باقی رہتا ہے، جسے مانوس ہم وزن مفعولن سے بدل لیتے ہیں لیکن اہل فارس نے اسے عام زحاف کردیا۔ البتہ جب حشو یا عروض/ضرب میں آتا ہے تو اخرم کے بجائے مخنّق کہلاتا ہے۔ اردو میں بھی ایسا ہی ہے۔ مخنّق رکن/ ارکان تخنیق سے حاصل ہوتے ہیں، جو دو ارکان کے درمیان تسکین اوسط کا عمل ہے، اور اصولی طور سے یہ مفعولن اخرم نہیں ہوتا۔ اخرم مزاحف کا مقام صدر و ابتدا ہی ہے۔ حشو/ حشوین اور آخرِ مصرع میں تسکین اوسط سے حاصل ہونے والے مزاحف ہی آئیں گے۔

2۔ فعولن میں خرم ہوتا ہے تو اسے ثلم زحاف اور مزاحف کو اثلم کہتے ہیں۔ ف کے اسقاط کے بعد عولن باقی رہتا ہے، جسے ہم وزن مانوس فع لُن (بہ تسکین ع) سے بدل لیتے ہیں عربی شاعری میں یہ صدر/ ابتدا کے لیے خاص تھا، لیکن اہلِ فارس نے اسے عام کردیا۔ اردو میں بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے، لیکن فعلُ فعولن یا فعولُ فعولن میں تخنیق کی کارفرمائی سے فع لن حاصل کرنا عروضی طریقہ ہے۔

3۔ مفاعِلَتن میں خرم کرتے ہیں، تو اس کا نام عضب ہوتا ہے اور مزاحف کو اعضب کہتے ہیں۔ سرِ وتد کٹنے سے فاعِلَتن باقی رہا۔ اسے ہم وزن مانوس مُفتَعِلن سے بدل لیتے ہیں۔ عربی شاعری میں یہ زحاف صدر/ ابتدا کے لیے مخصوص ہے۔

4۔ وتد مجموع پر رکن ختم ہوتا ہو اور وہ عروض و ضرب میں ہو تو اس کے ساکن کو مع حرکتِ ماقبل کے اسقاط کو قطع کہتے ہیں اور مزاحف مقطوع کہلاتا ہے۔ مثالیں یہ ہیں:

1۔ مستَفعِلُن میں ن ساقط ہو اور ل ساکن مُستفعِلْ باقی رہا، جسے ہم وزن مانوس مفعولُن سے بدل لیتے ہیں۔

2۔ مُتَفاعِلن میں ن ساقط ہوا اور ل ساکن۔ مُتَفاعِلْ باقی رہا۔ اسے ہم وزن فَعِلاتن سے بدل لیتے ہیں۔

3۔ فاعلن میں ن ساقط ہوا اور ل ساکن۔ فاعل باقی رہا، جسے ہم وزن مانوس فع لن بہ سکون ع سے بدل لیا۔

5۔ عروض رضرب میں وتد مجموع ہوتو اس کے دوسرے متحرک کو ساکن کرنے کا عمل زحاف عرج کا ہے۔ مثالیں۔

i۔ مُستَفعِلُن میں عرج سے ل ساکن ہوا تو مستَفعِلْن ہوگیا جس کا ہم وزن مانوس مفعولان ہے۔

2۔ متفاعلن کا ل ساکن ہوا تو متفاعِلْن ہوا، جس کا وزن وہی ہے جو فِعلا تان کا ہے۔ اسے فَعِلیّان سے بدل لیتے ہیں۔

3۔ فاعِلُن کا ل ساکن ہوا تو فاعِلْن ہوا جس کا ہم وزن مانوس مفعول بہ سکونِ ل ہے۔

6۔ حَذَ ذ وہ زحاف ہے جو آخر رکن میں واقع وتد مجموع کو ساقط کردیتا ہے۔ مزاحف کو احذ بھی کہتے ہیں اور محذوذ بھی۔ مثالیں یہ ہیں:

(!) مستفعلُن سے علن خارج ہوا۔ مُستف رہا جسے فع لن (بہ سکونِ ع) سے بدل لیا۔

(2) مُتَفَاعِلُن سے علن نکلا تو مُتَفاَ رہا، جو ہم وزن فعِلُن (بہ حرکتِ ع) سے بدل لیا۔

(3) فاعلن سے علن ہٹا تو فا باقی رہا۔ جسے فع سے بدل لیا۔

ابن قیس کا مذہب ہے کہ بتْر فعولن کے شروع کا وتد مجموع ساقط کرتا ہے۔ ہم بتر کا یہی عمل مفاعیلن میں بھی مانیں گے۔ یعنی مفا گرنے کے بعد عیلن بچا جو فع لن ہے۔

ایک نئے زحاف کی ضرورت ہے جو درمیانِ رکن کے وتد مجموع کو ساقط کرے۔ اس کا نام قلع رکھا اور مزاحف کا نام مقلوع تجویز کیا جاتا ہے۔ فاعلاتن سے علا ساقط ہوا۔ فاتن بچا جس کو فع لن سے بدل لیا۔

جس طرح سببِ خفیف آخرِ ساکن سالم ہو، تو عروض/ضرب میں ساکن سے پہلے ایک اور ساکن اضافہ تسبیغ کہلاتا ہے، اسی طرح آخرِ رکنِ سالم اگر وتد مجموع ہو تو عروض/ضرب میں ساکن سے پہلے ایک ساکن کا اضافہ اذالہ کہلاتا ہے۔ مثالیں یہ ہیں:

(1) مستفعلن سے مستفعلان

(2) متفاعلن سے متفاعلان

(3) فاعلن سے فاعلان

تنبیہ: ● آخر مصرع کے سببِ خفیف کا حذف سے یا وتد مجموع میں کسی زحاف (قطع) سے نقصان ہوجائے تو تغیر بزیادت خواجہ نصیرالدین طوسی کے الفاظ میں ''کارِ شنیع'' ہوگا۔ حذف کے بعد بھی ازالہ کا عمل نہیں ہوسکتا۔

● قطع سے علن کا ن گرجاتا ہے اور ل ساکن ہوجاتا ہے، یعنی مزاحف میں آخری جزو سببِ خفیف ''بن'' جاتا ہے۔ اس میں تسبیغ بھی نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ سببِ خفیف رکن سالم کا نہیں ہے۔

ترفیل وہ زحاف ہے جو عروض/ضرب میں وتد مجموع پر ایک سببِ خفیف کا اضافہ کرتا ہے۔

مستفعلن زیادتِ سببِ خفیف سے مستفعلاتن اور فاعلن اسی طرح فاعلاتن ہو جاتا ہے۔

اب ان زحافوں کے بارے میں جن کا عمل وتد مفروق پر ہوتا ہے۔

1۔ وقف وہ زحاف ہے جس سے مفعولاتُ کا آخری متحرک ساکن ہوجاتا ہے۔ مفعولاتُ سے مفعولاتْ۔ اسے مفعولان سے بدل لیتے ہیں اور مزاحف کو موقوف کہتے ہیں۔

2۔ کسف / کشف وہ زحاف ہے جو عروض / ضرب میں وتد مفروق (مفعولاتُ) کے آخری متحرک کو ساقط کردیتا ہے۔ مفعولاتُ کی تُ ساقط ہونے کے بعد مفعولا باقی رہا۔ جس کا ہم وزن مانوس مفعولن ہے۔ مزاحف کو مکسوف / مکشوف کہتے ہیں۔

کچھ عروضیوں کا یہ خیال بھی ہے کہ کسف / کشف مفرد نہیں، مرکّب زحاف ہے۔ وہ اس طرح کہ وقف سے مفعولاتُ کی ت ساکن ہوئی۔ یہ ساکن ت رکن میں ساتویں مقام پر ہے۔ چنانچہ کف سے اسے ساقط کردیا۔

بتائیے یہ نا درست کیوں ہے؟

بالکل بجا فرمایا۔ وقف سے مفعولاتُ کی ت کی حرکت ساقط یقیناً ہوتی ہے، لیکن کف کا عمل اس پر دو وجوہ سے نہیں ہوسکتا۔

ایک یہ کہ مفعولاتْ (مفعولان) رکنِ سالم نہیں۔

دوسری اور اتنی ہی اہم بات یہ کہ کف کا عمل سببِ خفیف پر ہوتا ہے۔ لات یا لان سبب خفیف نہیں۔

آپ کا خیال بالکل درست ہے کہ کسف / کشف مفرد زحاف ہے۔

3۔ صَلم کا عمل یہ ہے کہ وتد مفروق آخر رکن ہو تو یہ اسے ساقط کردیتا ہے۔

چنانچہ مفعولاتُ سے لاتُ ہٹ گیا اور مفعو باقی رہا، جسے ہم وزن مانوس فع لُن (بہ سکونِ ع) سے بدل لیا۔ مزاحف کو اصلم کہتے ہیں۔

یہ ہیں سارے مفرد زحافات۔ دو یا دو سے زیادہ زحافات بھی ایک ساتھ کسی رکنِ سالم پر لگ سکتے ہیں لیکن ان کے بارے میں گفتگو سے پہلے کچھ ضروری باتیں عرض کرنا ہیں۔

۱۔ ہم نے نظامِ عروض فارسی سے لیا ہے۔ اہلِ فارس نے تیرہ زحاف وضع کیے، تا کہ ان کے آہنگ، ان کے الفاظ کے تلفظ کے ساتھ روانی سے بحروں میں آئیں۔ یہ تیرہ زحاف ہیں:

جب، ہتم، زلل، بتر، جدع، نحر، جحف، ربع، درس، عرج، طمس، سلخ اور رفع۔ ان میں سے کچھ کا ذکر کیا جاچکا ہے۔ باقی کا مرکّب زحافوں کے تحت آئے گا، کیونکہ کچھ مرکّب زحاف غیر موسوم ہیں، اور جو موسومہ ہیں اوپر درج ہیں۔

یہ نہیں کہ فارسی میں عربی کے زحاف کام میں نہیں لائے گئے۔ یہ زحاف جو تعداد میں چوبیس ہیں اور جن میں سے کچھ کے بارے میں گفتگو ہوچکی ہے۔ یہ ہیں:

خبن، طی، قبض، کف، خبل، شکل، خزم، ثلم، خرب، شتر، ثرم، قطع، حذذ، تسبیغ، اذالہ، ترفیل، خلع، وقف، کسف/کشف، صلم، قصر، حذف، بتر اور تشعیث۔

یہ لمبی فہرست دیکھ کر نارمل انسان کو دورہ پڑنا چاہیے۔ دوسروں کی آپ کے بارے میں جو بھی رائے ہو، آپ یقیناً خود کو نارمل اور ایسا ویسا نارمل؟ مثالی نارمل، ٹائپ سمجھتے ہوں گے۔ اور یہ بھی نارمل بات ہے۔ تو صاحب نارمل ہونے کے بعد آپ کو دورہ نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ یہ بڑے بڑے نہیں، تو غیر مانوس گاڑھے گاڑھے نام وہ ہیں جو زیادہ تر مرکّب زحافوں کے، ان زحافوں کی مختلف شکلیں جو سببِ خفیف، سببِ ثقیل، وتدِ مجموع اور وتدِ مفروق/مقرون کے ہیں اور جن کو اس باب میں ہم نے آسانی سے سمجھ لیا ہے۔ اب یہ زحاف ہمارے لیے نہ اسرار ہیں، نہ بھول

بھلیاں۔ جو کجی اور ٹیڑھی ترچھی پتلی گلیوں سے اور کچھ دیواریں پھاند کر غلط طریقوں سے کچھ مزاحف حاصل کرنے کی روش ابھی تک چلی آرہی ہے، اسے ہم تیر کی طرح سیدھا کریں گے اور جو گڑبڑ ہے اس کی نشاندہی کی جائے گی اور مانے ہوئے اصول کے مطابق تجویزیں پیش کی جائیں گی کہ یہ گڑبڑ گھٹالا کیسے دور کیا جاسکتا ہے اور عروض، باقاعدہ ریاضی کی طرح، فن کے دائرے میں رہتے ہوئے بھی Co-Centeric یعنی ہم مرکز علم کے دائرے میں بھی آجائے اور آپ ان تجویزوں کو اگر معقول پائیں تو قبول کرلیں۔ یہ عروض کی ترقی میں آپ کا حصہ ہوگا، جسے ہندی میں یوگ دان اور انگریزی میں Contribution کہتے ہیں۔

لیکن ان مرکّب زحافوں کی جانچ اور مشق سے پہلے چند اہم باتیں:

1۔اہلِ فارس کا ایک لسانی رویّہ تھا۔ وہ یہ کہ انھوں نے تقریباً ہر لفظ کو ساکن الآخر کرلیا تھا۔ شروع شروع میں مصمتے ہی مصمتے تھے اور سب متحرک۔ یہی زبان بولتے ہوئے آریا تختِ جمشید اور باختر کے علاقوں سے ہندستان آئے تھے، جو اس وقت نہ بھارت ورش تھا، نہ ہندستان اور نہ ہی آریہ ورت۔ چنانچہ ایران کے پرانے کتبے جو پڑھے جاسکے ہیں اور ژند پاژند کی عبارتیں ان میں متحرک الآخر الفاظ ہیں۔ تسہیل کا یہ عمل اہلِ فارس کی فطرت بن گیا اور انھوں نے شاید عربی کے فاصلۂ صغریٰ اور فاصلۂ کبریٰ والے الفاظ آنے کے بعد گفتگو میں جہاں تین حرکتیں قطار میں (یعنی متصل) پائیں، ان میں سے درمیان کی صوت کو ساکن کردیا۔ چنانچہ عَظَمَتُ، عَظمَت ہوگیا۔ ظُلَمَت ،ظُلمَت ہوگیا۔ ظُلَمات کا ل کہ درمیان میں متحرک تھا،ساکن کردیا اور ظلمات کردیا۔

اردو کے کچھ اعلیٰ سند یافتہ یونیورسٹیوں میں اردو ادب اور عروض کے استاد، اپنی ناخواندگی کا اعلان یوں کرتے ہیں کہ ان الفاظ کو ساتھ تین حرکتوں کے نظم نہ ہونے پر اردو کے شاعروں پر اعتراض ٹھونکتے رہتے ہیں۔ خاقانی جیسے جلیل القدر شاعر کا شعر ہے:

آنکہ آں چشمۂ حیواں پسِ ظلمات مدر
تشنگاں را رہِ ظلمات مدر بگشاید

یہ شعر آپ کی خدمت میں دو باتوں پر توجہ دلانے کے لیے پیش کیا گیا۔ آپ اسے آہنگ میں پڑھیں جو آپ یقیناً پڑھ سکتے ہیں، ورنہ عروض کے بارے میں یہ کتاب ہی کیوں پڑھتے؟ ایک تو دونوں مصرعوں میں ظلمات، ل ساکن کے ساتھ ہے۔ دوسرے بہ گشاید میں گ ساکن نہ ہوتا۔ اگر صرف گشاید لفظ ہوتا کیونکہ ساکن حرف سے کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا لیکن گ حرکت سے پڑھیں تو مصرع بے آہنگ ہوجائے گا۔ گ ساکن ہے۔ یہ اس لیے کہ اہلِ فارس، ضرورت ہو اور یہ ضرورت اکثر انھیں پیش آتی ہے، درمیان کی متحرک صوت کو ساکن کردیتے ہیں اور اس کے دونوں بازوؤں کی حرکات سے کام چلا لیتے ہیں۔ اسے تسکینِ اوسط کہتے ہیں۔

اس لسانی رویے کی توسیع خواجہ نصیرالدین طوسی نے عروض میں کردی۔ اور یہ اجازت باقاعدہ منضبط کردی کہ کسی رکن میں تین متوالی حرکات ہوں تو درمیان کا حرف رکن میں بھی ساکن کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً فَعِلا تن کو فعْلا تن کرسکتے ہیں جو مفعولن کا ہم وزن ہے۔ اسی طرح مُفْتَعِلُن کی ع ساکن کرکے مُفْتَعْلُن کرسکتے ہیں۔ یہ بھی مفعولن کا ہم وزن ہے۔ خواجہ نے شاید پہلی بار اس قاعدے کو عروض میں منضبط کردیا جو رودکی سے خاقانی تک اور خاقانی سے سعدی تک شعرا کا معمول تھا، لیکن ایک شرط بھی لگا دی۔ یہ شرط نہ بھولیے گا، اگر ارکان میں تسکینِ اوسط سے بحر بدل جائے تو اس کی اجازت نہیں۔ اس بات سے آج کے نام نہاد عروضی بے خبر ہیں۔

اس کی مثالیں بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ بات ذہن نشین ہوجائے:

لسان الغیب حافظ شیرازی کا شعر ہے:

نہ بتنہا حیوانات و نباتات و جماد
ہرچہ در عالمِ امرست بفرمانِ تو باد

کیوں صاحب۔ آپ کے ماتھے پر شکنیں ابھر رہی ہیں! اچھا! پہلا مصرع پڑھنے میں دقت ہورہی ہے تو چھوڑیئے۔ ایک مشہور یونیورسٹی میں انگریزی کے ایک پروفیسر ہیں، جن کو اردو تنقید اور غالب اور اقبال کی شاعرانہ صلاحیتوں پر انگریزی اصطلاحوں کے غلط صحیح ترجمے چپکانے کا شوق ہے۔ آج تک ان کے دہنِ مبارک سے کوئی ایسا مصرع بھی درست آہنگ میں سننے کا اتفاق نہیں ہوا، جس میں اضافتیں نہ ہوں۔ جہاں اضافت ہو، وہاں وہ اسے نظرانداز کردیتے ہیں اور جہاں ایک بھی اضافت نہ ہووہ سہوِ کاتب سمجھ کر کئی اضافتیں پڑھ دیتے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی سمیناروں میں بھی۔ جی کیا فرمایا۔ آپ ان پروفیسر کی طرح مصرع نثر کی طرح پڑھنا نہیں چاہتے؟ بہت اچھا۔ میں یہی چاہتا تھا، اچھا پہلا مصرع چھوڑ دیں۔ دوسرا مصرع آہنگ میں پڑھیں۔

ہرچہ در عالمِ امرست بفرمانِ تو باد

اب یہ مطلع آہنگ میں پڑھیں:

دیکھ کر ان کو یہ ایک لمحے کو رک جاتا ہے
ہائے اِس دل کو دھڑکنا بھی نہیں آتا ہے

جی کیا فرمایا؟ یہ بھی اسی آہنگ میں ہے؟ بالکل درست۔ آہنگ رمل مخبون کا ہے: فاعلاتن فَعِلاتن فعلاتن فع لُن (فعْ لُن مخبون محذوف مسکّن ہے) پہلا رکن بھی فعِلاتن ہوتا ہے، لیکن فاعلاتن بھی لانے کی اجازت ہے، اور اس اجازت سے شاعروں نے ہمیشہ فائدہ اُٹھایا ہے۔

دیکھ کر اُن = فاعلاتن، کُ یے اک لم = فعِلاتن، حِ کُ رک جا = فعلاتن، تا ہے فع لن۔ حافظ کے شعر میں ضرب فَعِلان ہے لیکن آہنگ اس ذرا سی تبدیلی کے باوجود وہی ہے جسے آپ نے پہچان لیا:

ہرچ درعا= فاعلاتن، لَمِ اَمرِس= فَعِلاتن، ت ب فرما= فعِلاتن، نِ ثٗ باد= فعلان۔ حافظ کے پہلے مصرع پر گفتگو کرنے سے پہلے ایک بات اور سوچیے۔ مطلع کا پہلا مصرع یوں ہوتا:

دیکھ کر اُن کو یہ اک لمحے کو رُک جائے تو کیا

کیا فرمایا؟ یہ بھی اسی آہنگ میں ہے! ٹھیک لیکن ایک بات پر غور فرمائیں:

''تا ہے'' کا وزن فع لُن ہے (جا) ے ثٗ کیا کا وزن ہے فَعِلُن۔ فعْلن (فع لن) میں ع ساکن ہے، فَعِلُن میں ع متحرک ہے، لیکن ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ آہنگ بدلا۔ فَعِلُن میں پہلے تین حروف پر حرکات ہیں۔ تسکینِ اوسط کے تحت اسے ساکن کر دیا گیا تو یہ فَعْلُن (فع لن) ہوگیا۔

مطلع کے عروض وضرب میں فَعْلُن، دراصل فَعِلُن تھا مخبون محذوف، جسے تسکینِ اوسط کے تحت مسکّن کیا گیا۔ اس سے آہنگ پر ایسا اثر نہیں پڑا جس سے ذہن کو جھٹکا لگتا۔ البتہ حافظ کے شعر کے پہلے مصرع میں پہلا حشو تسکینِ اوسط سے فَعِلاتن کے بجائے فعْلاتن (مفعولن) کر دیا گیا، تو آپ کو آہنگ میں کچھ گڑبڑ لگا۔ ازروئے عروض، حافظ کا مصرع درست ہے:

نَ بَ تنہا= فعِلاتن حیوانا= مفعولن ثٗ نَ باتا= فعِلاتن،
ثٗ جماد= فَعِلان

ہم نے دیکھا کہ دوسرے مصرع میں ضرب فعِلُن کے بجائے مخبون مقصورِ فعِلان ہے، لیکن آہنگ پر فرق نہیں پڑا۔ عروض رضرب کی ایک صورت فع لن ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں جس میں ع تسکینِ اوسط کے تحت ساکن کر دیا گیا تھا۔ تب بھی آپ نے مصرع اسی آہنگ میں پڑھا تھا۔ حافظ کے شعر کے پہلے مصرع پر ہم پھر واپس آتے ہیں:

نہ بہ تنہا حیوانات و نباتات و جماد

تسکینِ اوسط کی جو اجازت ہے اس سے فائدہ اٹھا کر حافظ نے فاعلاتن یا فعِلاتن کے بعد فعِلاتن کے بجائے رکن کو فعْلاتن (مفعولن) کر دیا ہے۔ ہمیں، یعنی آپ کو اور مجھے یہ مصرع مانوس آہنگ سے الگ نہیں بلکہ بے آہنگ لگتا ہے۔ لیکن عروض کی رو سے مصرع اسی بحر میں ہے۔

اب خاقانی کا یہ شعر پڑھئے:

بلبل گفتا کہ گل بشگوفہ است از آنک
شاخ جنیبت کش است گُل شہ والا جناب

کیوں صاحب؟ مشکل آ رہی ہے نا؟ کیا فرمایا۔ صرف دوسرا مصرع ٹھیک سے پڑھا جاتا ہے پہلا ذرا آہنگ سے الگ ہے۔ جی؟ بلبل گفتا اضافت سے نہیں ہے۔ اضافت سے واقعی مانوس آہنگ میں آجاتا ہے، لیکن یہاں اضافت نہیں ہے۔

یہ کوئی مُعمّا نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مُفتعِلُن فاعلن / فاعلان مربع مضاعف آہنگ ہے۔ مصرع کے دو ٹکڑے ہیں۔ چاہے مفتعِلُن فاعلن رکھے یا شاعر کو اختیار ہے کہ مفتعلن فاعلان رکھے، لیکن اسی کے ساتھ ایک اجازت اور بھی ہے۔ مُفتَعِلُن میں ت ع ل پر لگاتار تین حرکات ہیں۔ ع کو ساکن کر کے مُفْ تَعْ لُنْ یعنی مفعولن کیا جاسکتا ہے اور خاقانی نے اس شعر میں اس اجازت سے فائدہ اٹھایا ہے:

بلبل گُف = مفعولن؛ تا کِ گُل = فاعلن؛ بش گوفہ = مفعولن؛ است زا نک = فاعلان

شاخ جنی = مفتعلن؛ بت کَ شَس ت = فاعلان، گل شہِ وا = مفتعلن، لا جناب = فاعلان

دیکھا آپ نے پہلے مصرع میں دونوں مفتعلن، تسکینِ اوسط سے خاقانی نے مفعولن کر دیے ہیں۔ تسکینِ اوسط کی یہ مثال تو ارکان میں تھی۔ الفاظ میں بھی تسکینِ

اوسط کی ایک مثال ہے اور یہ صورت فارسی شاعری میں عام ہے۔

''بہ شگوفہ'' میں بہ ہائے مختفی سے ہے، یعنی یہ صرف مکتوبی ہے، ملفوظی نہیں۔ یہ صرف ب کو فتحہ کی حرکت دیتی ہے۔ اس طرح ایک ساتھ قطار میں تین حرکات ہوگئیں۔ ب ش گ؛ ش ساکن ہوگیا۔ تسکینِ اوسط کے تحت اور بش گو (فہ) ہوگیا۔

اردو میں ان رعایتوں سے فائدہ اٹھایا گیا ہے لیکن بہت ہی کم۔ عشاریہ صفر صفر ایک فیصدی بھی نہیں۔ ناسخ کا ایک مصرع اس کی مثال ہے:

ناسخ قول ہے بجا حضرتِ میر درد کا

بحر مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن ہے اور ناسخ نے صدر میں تسکین اوسط سے رکن کو مفعولن کر دیا ہے۔ اب آپ اتنی عروض تو جان ہی گئے ہیں کہ ابھی تک باقاعدہ تقطیع کے بارے میں بات نہیں ہوئی ہے، لیکن یہ نکتہ آپ سمجھ لیں گے، ''ناسخ قول ہے بجا'' مفعولن مفاعلن ہے اور 'حضرتِ میر درد کا' کا وزن مفتعِلن مفاعلن ہے۔ ارکان کو الگ کرنے کی مشق آپ کریں۔ ضرور کرلیں گے اور اس سے آپ کی خوداعتمادی میں اضافہ ہوگا۔

ساری گفتگو کا مقصد یہ تھا کہ عروض میں اگر تسکینِ اوسط رکن میں ہو تو اسے بھی ایک زحاف شمار کیا جاتا ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں۔

1۔ پہلی صورت تو وہی ہے جس کے بارے میں ابھی بات ہوئی۔ جیسے فِعلاتن یا مُفتَعِلُن تسکینِ اوسط سے مفعولن ہوجائے یا فَعِلُن ع ساکن کرنے سے فعلُن (فع لن) ہوجائے۔ اسے صرف ''تسکین'' کہتے ہیں۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو ارکان مختلف ارکان ساتھ ساتھ ایسے ہوں کہ دونوں کو ملا کر نقشہ یہ بنے کہ تین متوالی حرکات ہوں: جیسے:

مفعولُ مُفَاعِلُن یا مفعولُ مُفَاعلین

تسکین اوسط کا اصول یہاں بھی لگے گا۔ پہلی مثال میں مفاعلُن کا م ساکن ہوجائے گا کیونکہ اس سے پہلے مفعُولُ کا ل متحرک ہے اور بعد کا ف بھی متحرک ہے۔ اس سے ہوگا یہ کہ دو رکن مفعولن فاعلن حاصل ہوں گے۔ دوسری مثال میں بھی مفاعیلن کا م انہی وجوہ سے ساکن ہوگا اور مفعولن فاعیلن دو رکن حاصل ہوں گے۔ فاعیلن کا وزن چونکہ مفعولن کے برابر ہے۔ اس لیے دونوں رکن مفعولن مفعولن ہوجایں گے۔

جب دو ارکان میں تسکین کا یہ عمل ہو تو اسے تخنیق / تحبیق کہتے ہیں۔ خواجہ اسے تسکین ہی کہتے ہیں۔ مثال بھی سمجھ لیجیے:

ساقی مرا ظرف یاد رکھنا
پیمانہ اگر بدل گیا ہے

دونوں مصرعے برابر وزن کے ہیں اور ارکان بھی ایک ہی ہیں، یعنی مفعولُ مُفَاعلن فعولن ساقی م (مفعولُ) رَظرف یا (مفاعلن) د رکھنا (فعولن)

پیمانَ (مفعولُ) اگر بدل (مفاعلن) گیا ہے (فعولن)

اور اب یہ شعر:

کچھ تو سازش ہے رہبروں کی
کچھ طرزِ سفر بدل گیا ہے

کچھ تو سا (مفعولن) زش ہَ رَ ہ (فاعلن) بروں کی (فعولن)

کچھ طرزِ (مفعولُ) سفر بدل (مفاعلن) گیا ہے۔ (فعولن)

آہنگ پہلے مصرع کا ذرا سا مختلف ہے، لیکن ہزج میں اور رباعی میں یہ آہنگ اٹ پٹا نہیں، سروش معلوم ہوتا ہے۔ شاید اس وجہ سے کہ ہم اس تغیّر سے بہت مانوس ہیں۔

کلاسیکی عروض کی رو سے مفرد زحافات ختم ہوئے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہتم زحاف کو حذف اور قصر سے مرکّب بتایا جاتا ہے، جس کا عمل ایسے رکنِ سالم پر ہوتا ہے، جس کے آخر میں دو اسبابِ خفیف ہوں۔ یہ رکن ہیں مفاعیلن اور فاع لاتن۔ حذف سے لُن یا تن گر گیا تو قصر کا اس پر عمل نہیں ہوسکتا، کیونکہ قصر کا کام ہے آخری ساکن ن کو ساقط اور ماقبل کے متحرک کو ساکن کرنا۔ اگر قصر لگا تو حذف نہیں لگ سکتا۔ یہ تصوّر کہ حذف سے مفاعیلن کا لُن گرا، پھر قصر سے مزاحف مفاعی کی ی مع حرکت ماقبل کے ساقط ہوئی، عروض کے اس اصول کی نفی ہے کہ مرکّب زحافات کا عمل مزاحف پر نہیں، بلکہ رکنِ سالم پر ایک ساتھ ہوتا ہے۔

ہتم کو ہم مرکّب نہیں، مفرد زحاف مانیں گے، جس کا عمل اس رکنِ سالم پر ہوتا ہے جس کے آخر میں دو اسبابِ خفیف ہوں۔ یہ آخری سبب خفیف کے ساتھ اس کے ماقبل کے ساکن کو اور اس سے پہلے کے متحرک کی حرکت کو ساقط کرتا ہے۔

چنانچہ ہتم سے مفاعیلن کا سببِ خفیف لن ساقط ہوا، اسی کے ساتھ عی کی یٓ ساقط ہوئی، اور ع ساکن ہوا۔ مفاع (بہ سکون ع) اہتم مزاحف حاصل ہوا، جسے فعولُ (ل ساکن) سے بدل لیا یہ صرف عروض رضرب میں لایا جاسکتا ہے۔ اس طرح فاع لاتن سے فاعِل (بچا) جسے فع لُن یعنی فعْلُن سے بدل سکتے ہیں۔

ہمارے نظامِ زحاف کو ایک ایسے زحاف کی ضرورت ہے جو رکن سالم کے شروع کے دو اسبابِ خفیف ساقط کردے (رفع صرف ایک سببِ خفیف ساقط کرتا ہے) مفعولاتُ اور مستفعلُن، دو ایسے ارکان اس وقت تک (کلاسیکی عروض میں) ہیں، جن کے شروع میں دو اسبابِ خفیف ہیں۔ رفع کے وزن پر اس زحاف کا نام دفع اور مزاحف کا نام مدفوع تجویز کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے جدع کو مفرد زحاف تسلیم کرنے سے جو افراتفری نظام میں ہے، وہ دور ہوجاتی ہے۔ اس نئے زحاف کی ضرورت نہ ہوگی اگر جدع سے صرف شروع کے دو اسبابِ خفیف ساقط کیے جائیں۔

جدع کا عمل یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ مفعولاتُ کے دونوں اسبابِ خفیف کو ساقط کرنے کے ساتھ ساتھ مفرد زحاف کی حیثیت سے وتد مفروق (لاتُ) کی ت بھی ساکن کرتا ہے۔ ایک مفرد زحاف کا عمل بہ یک وقت اسبابِ خفیف اور وتد مفروق پر ہونا الجھن کا باعث ہے اور محقق طوسی کے قول کی نفی ہے۔ وقف سے وتد مفروق کی ت ساکن ہوگی اور جدع سے شروع کے دونوں اسبابِ خفیف ساقط ہوں گے، اور فاع حاصل ہوگا۔ یہ مزاحف مجدوع کے بجائے مجدوع موقوف ہے۔

مفعولاتُ میں ایک زحاف نحر ہے اور کلاسیکی عروض کے لحاظ سے مجدوع فاع کے الف کا اسقاط کیا تو فع حاصل ہوا جو منحور ہے۔ اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زحاف نحر میں جدع اور کسف کا اجتماع تصور کیا جائے۔ جدع سے شروع کے دونوں سبب مف عو ساقط ہوئے اور کسف/کشف سے ت ساقط ہوا۔ لاَ باقی رہا، جسے فع سے بدل لیا۔

اب کچھ گفتگو مرکّب زحافوں کے بارے میں ہوجائے۔ کچھ زحاف غیر موسوم ہیں، یعنی اپنے اصلی ناموں سے عطف کے ساتھ جانے جاتے ہیں اور کچھ کے باقاعدہ نام ہیں۔ آیئے زحافوں کے اس کوہِ طور کی تھوڑی سی سیر ہوجائے۔

1۔ شکل

سببِ خفیف کا ساکن، رکن میں دوسرے مقام سے گرتا ہے تو خبن کہلاتا ہے اور ساتویں مقام سے گرتا ہے تو کف کہلاتا ہے۔ یہ دونوں زحاف ایک ہی رکن میں ایک ساتھ لگیں تو خبن و کف (مخبون مکفوف) کے بجائے زحاف کو شکل اور مزاحف کو مشکول کہتے ہیں۔

مثالیں (1) فاعلاتن سے الف دوسرے مقام سے اور ن ساتویں مقام سے گرا۔ فَعِلاتُ باقی رہا۔

(2) مس تفع لن (مفروتی) سے س دوسرے مقام سے اور ن ساتویں مقام سے گرا۔ مُتَفْعِلُ باقی رہا۔ اسے مُفَاعِلُ سے بدل لیا۔

2۔ شتر

اس زحاف میں خرم اور قبض کا اجتماع ہے۔ مفاعیلن میں سرِ وتد مجموع م خرم سے گرا، اور پانچویں مقام سے سبب خفیف کا ساکن ی گرا۔ اشتر مزاحف فاعلن باقی رہا۔

3۔ ثرم

یہ بھی خرم اور قبض کا اجتماع ہے، لیکن فعولن میں خرم کے عمل کو ثلم زحاف کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اس لیے اسے ثلم اور قبض کا اجتماع کہنا چاہیے۔ سرِ وتد مجموع، ف، ثلم نے اور ن پانچویں مقام سے قبض نے ساقط کیا۔ عولُ باقی رہا۔ اسے فعْلُ یا فاعِ سے بدل لیا دونوں متحرک الآخر ہیں۔

4۔ خَرْب

اس زحاف میں خرم اور کف کا اجتماع ہے۔ خرم سے مفاعیلن کا م (پہلا حرف) اور کف سے آخری حرف ن (ساتویں مقام سے)، دونوں ایک ساتھ ساقط ہوئے۔ باقی بچا فاعیلُ جسے مانوس اور ہم وزن مفعولُ سے بدل لیا۔ مزاحف کو اَخرب کہتے ہیں۔

5۔ تشعیث

خلیل کہ واضعِ عروض ہے، اس نے فاعلاتن کے درمیان میں وتد مجموع علا کا لام گرا کر فاعاتن حاصل کیا، اور اسے مفعولن سے بدل لیا۔ زجاج اور قطرب اور اخفش نے اور طرح سے یہ مزاحف حاصل کیا ہے۔ خلیل کی بات ماننا چاہیے کہ اس نے

عروض وضع کیا۔ فاعلاتن خبن اور تسکین کے اجتماع سے فعْلاتن ہو جاتا ہے، جسے مفعولن سے بدل لیتے ہیں۔ خلیل نے جو طریقہ بتایا ہے، اسی کو ماننا چاہیے۔ یہ مفعولن آخرِ مصرع کے لیے ہے۔ مخبونُ مسکّن مفعولن بیت میں ہر جگہ آ سکتا ہے۔ اسے مُشعَث کہتے ہیں۔

6۔ خَبْل

خبن اور طی کے اجتماع کو خبل کہتے ہیں اور چونکہ یہ دو زحاف اسبابِ خفیف کے دوسرے اور چوتھے ساکنوں کو ساقط کرتے ہیں، اس لیے یہ مرکّب زحاف صرف مستفعلن (متصل) (مُس تف علن) اور مفعولاتُ پر لگ سکتا ہے۔

مُستَفْعِلُن سے مُتعلُن باقی رہتا ہے، جسے فعِلتن سے بدل لیتے ہیں۔

مفعولاتُ سے معُلاتُ باقی رہتا ہے۔ اسے فَعِلاتُ سے بدل لیتے ہیں۔ ان مزاحف کو مخبول کہتے ہیں۔

7۔ خَلْعُ

خبن و قطع کے اجتماع کا نام خلْعُ ہے۔ مثالیں یہ ہیں:

1۔ مستفعِلُن: خبن سے س، قطع سے ن مع حرکت ل ساقط ہوئے۔ متَفْعِلْ باقی رہا۔ اسے ہم وزن فعولن سے بدل لیا۔ مزاحف کو مخلّع کہتے ہیں۔

2۔ فاعلن: خبن سے الف، قطع سے ن مع حرکتِ ماقبل ل ساقط ہوئے۔ فعَلْ حاصل ہوا۔

8۔ زَلَلْ

خرم اور ہتم کا اجتماع ہے زحاف زلَلْ۔ مفاعیلن میں خرم سے شروع کا میم، اور

ہتم سے آخر کا سبب خفیف لُن اور ماقبل کے سبب خفیف (عی) کا ساکن ع کی حرکت کے ساتھ ساقط ہونے کے بعد فاع باقی رہا۔ فاع اور فُعلْ دونوں ہم وزن ہیں۔ مزاحف کو ازل کہتے ہیں۔

9۔ بترْ

عروض کی کتابوں میں (بحرالفصاحت، آئینۂ بلاغت وغیرہ) اس زحاف کی تعریف کے سلسلے میں تضاد اور بے ضابطگی ہے۔ مفاعیلن (ہزج) کے لیے تو یہ اجتماع خرْم وجبّ ہے لیکن فعولن (متقارب) میں اسے اجتماع حذف وقطع کہتے ہیں۔ فاعلاتن (رمل) میں بھی اسے حذف وقطع کا اجتماع بتاتے ہیں۔ اس تضاد کی وجہ یہ ہے کہ ایک ہی نام کے دو زحاف ہیں ایک اہلِ عرب کا اور ایک اہلِ فارس کا۔ حذف صرف اُس رکنِ سالم پر لگتا ہے جس کے آخر میں سببِ خفیف ہو اور قطع صرف اس رکنِ سالم پر لگتا ہے جس کے آخر میں وتد مجموع ہو۔ یہ دونوں (سبب اور وتد ایک ساتھ کسی رکن کے آخر میں نہیں ہو سکتے، اس لیے یہ طریقہ نادرست ہے۔

ابن قیس نے فعولن کا وتد مجموع بتر سے گرا دیا تھا۔ ابن قیس کا مذہب زیادہ منطقی اور قابل فہم ہے۔ ہم بتر کو مفرد زحاف مانیں گے، جو اول رکن کا وتد مجموع کو ساقط کرتا ہے۔

خواجہ نصیرالدین، جنھیں ہم محقق طوسی کے نام سے زیادہ جانتے ہیں، اپنے عہد کے بہت بڑے عالم تھے۔ فلسفے اور طبعی علوم کے بارے میں انھوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ ''معیارالاشعار' سے کہیں زیادہ اہم ہے اور انھیں کی وجہ سے مشرق اور مغرب میں انھیں جانا جاتا ہے۔

''معیارالاشعار' میں انھوں نے عروض کی تشریح کی ہے اور زحافات کے سلسلے میں ان کا یہ قول کبھی ذہن سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیے۔

تغیّرات یا مفرد بود یا مرکّب

و

مفرد آں بود کہ در آں رکن یک نوع تغیر پیش بیفتند

و

مرکّب آں بود کہ زیادت از یک نوع افتد!

اما مفرد از چہار نو خالی نبود، از آنکہ تغیّرات

یا در سببِ خفیف افتد

یا در سببِ ثقیل

یا در وتد مجموع

یا در وتد مفروق

یہ عبارت معیارالاشعار کے اس نسخے میں ہے، جو مفتی محمد سعداللہ کی شرح (میزان الافکار) کے ساتھ 1246 ھجری میں مطبع علی بخش سے شائع ہوئی (ص24)

اس بات کی طرف خاص طور سے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری عروض کی کتابوں میں وہ زحاف بھی، جو بہ یک وقت ایک سے زیادہ انواع پر عمل کرتے ہیں، ان میں سے کئی مفرد زحاف کی حیثیت سے دکھائے گئے ہیں۔ مفعولاتُ کے تحت جدع موقوف کو صرف جدع دکھایا جاتا ہے۔ ایسی باتوں کی وجہ سے جو خرابیاں ہمارے نظامِ عروض میں در آئی ہیں، ان کی نشاندہی، اور انھیں دور کرنے کی یہ ادنیٰ سی کوشش ہے! اور مجھے خوشی ہے کہ آپ ان نزاکتوں کو سمجھتے ہیں۔

صدور ابتدا کے زحافات

اہلِ عرب نے خرم، ثلم، خرب، شتر اور ثرم پانچ زحاف صدر و مطلع کے لیے مخصوص رکھے تھے، لیکن اہلِ فارس نے انھیں عام زحاف کردیا۔ اردو نے اس معاملے میں اہلِ فارس کا اتباع کیا ہے۔ اخرم مزاحف صرف ہزج (مفاعیلن) میں

ہے۔ اس بحر میں مفعولن حشو یا عروض وضرب میں واقع ہو تو اسے اخرم نہیں بلکہ مخنق کہتے ہیں اور مخنن مزاحف تخنیق سے حاصل کرتے ہیں۔ باقی زحافوں اور مزاحف کے نام نہیں بدلتے۔

یہاں ایک بات عرض کردی جائے کہ شتر عام زحاف کردینے کے باوجود اسے عروض وضرب میں استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ آپ غور کریں۔ مفاعیلن کا اشتر فاعلن ہوتا ہے۔

جی فرمایئے، جی بالکل درست فرمایا شاید اس لیے کہ صدر و مطلع، حشو اور عروض وضرب میں فاعلن ہوتو بحر متدارک ہوجائے گی۔

صدر و ابتدا کا مخصوص زحاف خرم ثلم اور ثرم حشو اور آخرِ مصرع میں لانے کا کوئی جواز نہیں جب تسکین/ تخنیق سے وہ وزن حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مفاعیلُ مفاعیلن، مفعولن مفعولن فراہم کرتے ہیں۔ فعولُ فعولن سے فُعلُن فعْلن حاصل ہوتے ہیں، فعولُ فعولُ سے فعولن فعْلُ ہوتے ہیں۔ خرم کیے بغیر یہ مزاحف حاصل ہوسکتے ہیں، اس لیے خرم کا عمل اوائل مصرع ہی کے لیے محدود رکھنا احسن ہے۔

حشو کے لیے مخصوص زحاف

ایسا کوئی زحاف نہیں ہے جو حشو/ حشوین کے لیے مخصوص ہو۔ ہر عام زحاف صدر و مطلع اور عروض وضرب کی طرح حشو/ حشوین میں بھی آسکتا ہے۔

عروض وضرب کے لیے مخصوص زحاف

قطع، حذذ، اذالہ، ترفیل، تسبیغ، وقف، کسف، صلم، قصر، حذف، بتر اور تشعیث (اہلِ عرب کے) اور جبّ، ہتم زلل، بتر، جدع، نحر، جحف، ربع، درس، عرج، طمس اور سلخ (اہلِ فارس کے)

بتر اہل عرب اور اہل فارس دونوں کے یہاں مشترک ہے، لیکن عمل ان کے مختلف ہیں۔ اہلِ عرب کے نزدیک بتر کا عمل فعولن میں یہ ہے:

حذف کے بعد فعو بچا۔ اس پر قطع جاری کیا۔ واو ساقط ہوا اور ع ساکن ہوا۔ فع بچا اور فاعلاتن میں عمل یہ ہے:

حذف کے بعد فاعلا بچا۔ اس پر قطع جاری کیا۔ الف ساقط ہو اور ماقبل کا لام ساکن ہوا۔ فاعل باقی رہا۔ اسے ہم وزن اور مانوس فعْلن (فع لن) سے بدل لیا۔

جی فرمایئے! آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ قطع صرف اس وتد مجموع پر لگتا ہے، جو رکن سالم کے آخر میں ہو۔ فاعلاتن میں وتد مجموع درمیانِ رکن میں ہے اور حذف کے عمل کے بعد، محذوف مزاحف کے آخر میں ہوتا ہے۔ آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے کہ زحاف/زحافوں کا عمل رکنِ سالم پر ہوتا ہے، مزاحف پر مفرد یا مرکّب زحافوں کا عمل نہیں ہوسکتا۔ یہ بے ضابطگی اس کتاب میں دور کردی گئی ہے۔

اہلِ فارس کا بتر زحاف خرم اور جبّ کے مرکّب عمل کا نام ہے۔ جبّ ہزج کے رکنِ سالم سے مخصوص ہے، کیونکہ مفاعیلن ہی ایسا سالم رکن ہے جس کے آخر میں دو اسبابِ خفیف ہیں۔ اس بتر زحاف کو اہلِ عرب کے بتر سے کنفیوز نہیں کرنا چاہیے، جیسا پروفیسر عنوان عشتی نے ''عروضی اور فنّی مسائل'' میں کیا ہے۔ کچھ لوگوں کو ابھی تک اطلاع نہیں کہ اہلِ فارس کا زحاف اہلِ عرب کے زحاف کا ہم نام ہوتے ہوئے بھی مختلف ہے۔ اگر عروض سے شغف ہے تو عروض کے بارے میں پڑھنا چاہیے۔

تشعیث ایسا زحاف ہے جو صرف فاعلاتن سے مخصوص ہے اور عربی میں اس کا عمل چار مختلف طریقوں پر تصور کیا گیا ہے:

1۔ اخفش کا مذہب یہ ہے کہ وتد مجموع میں خرم سے ع گر گئی۔ فالاتن بچا جسے مفعولن سے بدل لیا، لیکن آج، جب عروض کو ایک نظام سمجھیں تو درمیانِ رکن کے

وتد مجموع میں خرم کا عمل کیسے تصور کریں، جب یہ زحاف وتد مجموع سے شروع ہونے والے رکنِ سالم کا سر تراشتا ہے۔

2۔ قطرب کا مذہب یہ ہے کہ درمیانِ رکن وتد مجموع میں قطع ہے۔ اس کی وجہ سے علا کا الف ساقط ہوا اور لام ساکن ہوا۔ فاعِلَتُن باقی رہا، جسے مفعولن سے بدل لیا، لیکن قطع تو اس رکنِ سالم پر لگتا ہے جو وتد مجموع پر ختم ہو۔ یہاں وتد مجموع درمیان میں ہے۔

3۔ خلیل کا مذہب یہ ہے کہ وتد مجموع علا کا دوسرا حرفِ متحرک لام ساقط ہوا۔ فاعاتن رہا۔ اسے مفعولن سے بدل لیا۔ خاص اس رکن کے لیے یہ زحاف واضعِ عروض خلیل نے وضع کیا۔ اسی کو ماننا چاہیے۔

4۔ زجاج کا مذہب یہ ہے کہ مخبون فعِلاتن کی عین کو ساکن کر دیا۔ فعْلاتن ہوا۔ اسے مفعولن سے بدل لیا۔ اس صورت سے حاصل ہونے والا مفعولن ایسا مزاحف ہے جو ہر مقام پر آسکتا ہے۔ زجاج کے مذہب کا اس مزاحف کے سلسلے میں تجزیہ کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ تسکینِ اوسط کا اصول محقق طوسی سے پہلے موجود تھا، زجاج نے تشعیث کے تحت وسطی حرکت ساقط کی ہے۔ مُتَفَاعِلُن میں اضمار اور مفاعِلَتُن میں عصب ایسے ہی زحاف ہیں جو اہل عرب نے افاعیل میں وسطی حرکت ساقط کرنے کے لیے استعمال کیے۔ فارسی میں تو یہ لسانی روش تھی جس کی بنا پر محقق طوسی نے تسکینِ اوسط کا زحاف وضع کیا۔

جی فرمائیے، آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟

اچھا! میں کسی مذہب کو ترجیح نہیں دوں گا؟ میں چاہتا ہوں، اس سلسلے میں اپنے لیے فیصلہ آپ خود کریں۔ ساری باتیں آپ کے سامنے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ میرے کہنے سے کوئی بات مانیں۔ اصول کے مطابق جو آپ کو درست لگے، وہ مانئے۔ ہاں ایک بات کا خیال رکھئے، معاقبہ وہ حکم ہے جس کے تحت دو متصل

اسبابِ خفیف کے دونوں ساکن نہیں گرائے جاسکتے، اس لیے عروض/ضرب سے پہلے فاعلاتُ یا فعلاتُ یعنی مکفوف یا مخبون مکفوف ہوتو زجاج والا نہیں، خلیل والا زحاف عروض/ضرب میں آئے گا۔ مثال کے طور پر یہ شعر:

کل ہمیں یہ شکوا تھا، وہ ستم کا پیکر ہیں
آج ہے ہمیں شکوا، وہ ستم نہیں کرتے

اصل میں فاعلاتُ مفعولن (اچار بار) سے اسی وقت تقطیع ہوسکتی ہے، جب خلیل کا مُشعث مفعولن ہو۔ مخبون مسکّن مفولن سے اس آہنگ کی تقطیع نہیں ہوگی کیونکہ تنَ اور فاَ کے ساکن معاقبہ کی وجہ سے نہیں گرائے جاسکتے۔

عام زحافات

عام زحافات وہ ہیں، جن کے عمل کے بعد حاصل ہونے والے مزاحف شعر میں تینوں مقامات پر لائے جاتے ہیں۔ یہ زحاف ہیں خَبن، طی، قبض اور کف۔ ان سے سببِ خفیف کا ساکن رُکنِ سالم میں بالترتیب دوسرے، چوتھے، پانچویں اور ساتویں مقام سے ساقط ہوتا ہے۔

جی، آپ کچھ پوچھ رہے تھے، پوچھیے۔

جی ہاں، مفاعیلن، فاعلاتن، فاع لاتن اور مُس تَفعِ لُن میں ساتواں ساکن سببِ خفیف کا ہے، اور کف سے یہ ساقط ہوتا ہے۔ بالترتیب مفاعیلُ، فاعلاتُ اور فاع لاتُ اور مس تفعِ لُ/ مکفوف حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بھی عام مزاحف ہیں، لیکن چونکہ متحرک الآخر ہیں اور ہماری زبان میں مصرع ایسے لفظ پر ختم نہیں ہوتا جو متحرک الآخر ہو، اس لیے یہ مزاحف عروض وضرب میں نہیں آتے، لیکن کہیں گے ہم کف کو بھی عام زحاف۔ اور ہاں شعر مُعقد ہو، جس میں دونوں مصرعے جڑے ہوئے ہوں تو عروض میں متحرک الآخر مکفوف آئے گا۔ رباعی کے سلسلے میں اس کے بارے میں

بات ہوگی۔

اگر کسی رکنِ سالم میں بہ یک وقت خبن اور طی، دونوں کی کارفرمائی ہو، تو اس کو مخبون مطوی کے بجائے خبل کے نام سے یاد کریں گے۔ مخبول کو عام مزاحف سمجھنے میں کوئی قباحت نہیں، اگرچہ کلاسیکی عروض میں اسے عروض وضرب میں نہیں لاتے۔

جی؟ آپ مخبون مطوی بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن جب اس کا نام ہے تو نام لیجیے۔ یا جیسا آپ کا جی چاہے۔

خبن اور کف کا اجتماع بھی ہوسکتا ہے۔ یہ اس پر منحصر ہے کہ رکنِ سالم میں دوسرے اور ساتویں مقام پر ساکن ہوں اور وہ سببِ خفیف کے ہوں۔ یہ رکن وتد مفروق والا مُس تَفعِ لُن ہے اور فاعلاتن تو ہے ہی۔ خبن اور کف کا اجتماع ہوتو اس مرکب زحاف کو شکل کہتے ہیں۔ ہے تو یہ عام زحاف، لیکن مزاحف چونکہ متحرک الآخر ہوتا ہے، اس لیے عروض/ضرب میں استعمال نہیں ہوتا۔ البتہ معقد شعر کے عروض میں لاسکتے ہیں۔

ہمارے یہاں عروض میں جو مزاحف آتے ہیں، وہی ضرب میں بھی، لیکن عربی عروض میں ان کی تعداد مختلف ہے خواجہ محقق طوسی کی کتاب ''معیارالاشعار'' میں ان کی مثالیں جگہ جگہ ہیں، جہاں وہ مختلف بحور میں عروض کی تعداد ضربوں سے مختلف بتاتے ہیں، لیکن یہ عربی کا طریقہ ہے، آپ کی اطلاع کے لیے بتا دیا۔ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہے۔ مضارع کے سلسلے میں انھوں نے لکھا ہے:

''میانِ یا ونونِ مفاعیلن مراقبہ باشد، و در عروض کف نیز روا بود و مفاعیلن شاید کہ بخرم، اخرب یا اشتر شود۔'' (زرِ کامل عیار 197)

اس سے دو اہم باتیں واضح ہوتی ہیں۔

مفاعیلن میں دو اسبابِ خفیف ہیں۔ عی اور لن۔ ان دونوں کے ساکنوں کو

ایک ساتھ مضارع میں ثابت رکھنا روانہیں۔ یعنی ان دونوں ساکنوں کو ایک ساتھ گرانا بھی روانہیں ہے۔ یہ بھی مراقبہ کے تحت آتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلے مصرع کا آخری رکن مکفوف یعنی متحرک الآخر ہو تو شعر کے دونوں مصرعے عروض پر آئے بغیر ملا کر پڑھے جائیں گے (آخر شعر اکائی ہے، نہ کہ مصرع، لیکن اردو میں ایسا نہیں ہے)

مراقبہ کی طرح دو اصطلاحیں اور بھی ہیں۔ مُعاقبہ اور مُکانفہ۔ انھیں بھی سمجھ لیجیے۔ معاقبہ وہ صورت ہے کہ رکن سالم میں دو اسبابِ خفیف مُتصل ہوں تو اس بات کی آزادی ہے کہ ان کے ساکنوں کو بحال رکھیں، یا ان میں سے ایک کو رکھیں، ایک کو گرائیں۔ دونوں کو گرنا روانہیں۔ دو رکنوں میں سببِ خفیف متصل ہوں، جیسے فاعلاتن فاعلاتن، تو یہ حکم تن فا کے ساکنوں پر بھی حاوی ہے۔ رمل میں معاقبہ کا حکم ہے۔

مکانفہ یہ ہے کہ رکنِ سالم میں دو اسبابِ خفیف ہوں تو ان کو ایک ساتھ رکھنے یا دونوں کو گرا دینے یا صرف ایک کو گرا دینے کی آزادی ہے۔ سمجھ لیں کہ یہ حکم ارکان کے لیے نہیں، بحروں کے لیے ہیں۔

پھر دہرا دوں مراقبہ، معاقبہ اور مکانفہ، تینوں صورتیں ایسی ہیں جن کا اطلاق بحروں پر ہوتا ہے۔ یعنی ایک بحر میں ایک رکن کے لیے حکم ہے، دوسری بحر میں نہیں۔

تفصیل میں جانے کی اس لیے ضرورت نہیں کہ عربی عروض کی بہت سی باتوں کو فارسی عروض نے ترک کیا۔ صاحب بحرالفصاحت ص 161 پر لکھتے ہیں ''مراقبہ مشاکل، قریب، جدید اور مضارع میں لازم ہے، اور سریع، منسرح میں غالباً ہوتا ہے اور بحر خفیف میں جائز ہے۔''

جو صورت غالباً ہو یا جائز ہو اس کے بارے میں آپ ہی فیصلہ کریں۔ پھر عروض کی اہم کتابوں میں ایسا بھی ہے کہ ایک بحر میں مراقبہ کا حکم بھی بتایا گیا ہے اور اس بحر کے سالم آہنگ کی مثال بھی درج ہے۔

جدول زحافات

ہزج

مفاعیلن مفا (وتد مجموع) + عی (سبب خفیف) + لُن (سبب خفیف)

خَرم: مفعولُن سرِ وتد جس سے رکن شروع ہوتا ہے، یعنی مُ ساقط ہوا۔ بچا فاعیلن جسے مفعولن سے بدل لیا۔ یہ اَخرم ہے۔

کفّ: مفاعیلُ ساتویں مقام ـــ، سببِ خفیف کا ساکن، جس پر رکن ختم ہوتا ہے، ساقط ہوا۔ مفاعیلُ باقی رہا یہ مکفوف ہے۔

قصُر: مفاعیلُ آخرِ رکن کے سببِ خفیف کا ساکن گر گیا اور ماقبل کا متحرک ساکن ہوگیا۔ مفاعیلْ بچا۔ یہی ہے فعولان۔ یہ مقصور ہے۔

قَبض: مفاعلن سببِ حفیف کا ساکن، رکن میں پانچویں مقام سے گرا، بچا مفاعلن یہ مقبوض ہے۔

شتر: فاعلن خرم اور قبض کا عمل ایک ساتھ رکنِ سالم پر ہوا۔ خرم سے سرِ وتدم اور قبض سے ی، پہلے سبب خفیف کا ساکن پانچویں مقام سے گرنے کے بعد فاعلن بچا۔ یہ اشتر ہے۔

ہتم فعولُ

اس زحاف کو قصر اور حذف کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے اور کچھ عروضی مقصور محذوف رمحذوف مقصور کی اصطلاح بھی استعمال کرتے ہیں۔ یعنی حذف سے آخری سبب خفیف لُن گرایا اور قصر سے عی کی ی گرا کر ع کو ساکن کیا۔ یہ امر ممتنع ہے کیونکہ قصر کا عمل آخری سبب خفیف پر ہوتا ہے، جسے حذف نے پہلے ہی گرا دیا۔

معیارالاشعار میں محقق نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (زرِ کامل عیار، ص 103) لیکن مفتی سعداللہ کے نسخے (معیارالاشعار: ص 34) میں ہے: ''فعول و ایں مقصور است و بعضے متاخران ایں را ازل نام نہادہ اند۔'' مقصور سے پہلے محذوف لکھنے سے رہ گیا ہے، مفتی صاحب کے مصدر نسخے میں۔ قواعد العروض میں ص 63 پر قدر بلگرامی نے اسے اہتم کہا ہے اور بتایا ہے ''بقول محقق ازل'' یہ درست نہیں محقق کہتے ہیں کچھ متاخران نے اس کو ازل کہا ہے۔ وہ خود ازل نہیں کہتے۔ مفتی سعداللہ کے نسخے میں محقق نے اسی صفحہ پر فاع کو ازل مخنق/اخبق بتایا ہے۔

مرکب زحاف رکن سالم پر یکے بعد دیگرے نہیں، ایک ساتھ لگتے ہیں۔ نظامِ زحافات میں جو یہ بے ضابطگی چلی آ رہی ہے اسے دور کرنا ممکن ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ہتم کو مفرد زحاف مانیں جو ایسے ارکان پر لگتا ہے، جن کے آخر میں دو اسباب خفیف ہوں۔ یہ آخری سبب کو ساقط کرتا ہے، اس سے ماقبل کے سبب کے ساکن کو گرانے کے ساتھ ساتھ، متحرک کو بھی ساکن کرتا ہے۔ اس طرح مفاع باقی رہا، جسے ہم وزن فعولُ سے بدل لیا۔ یہ ہتم ہے۔

کمال عرض کرتا ہے کہ ہزج میں حکم معاقبہ ہے، اور جس طرح یہ مزاحف حاصل کیا گیا ہے، معاقبہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اس لیے یہ ردّ کیا جاتا ہے۔

ہتم : فعولُ — مفاعیلن پر تین زحافوں، بتر، قبض اور تسبیغ کا ایک ساتھ عمل ہو، تو بتر سے شروع کا وتد مجموع گرے گا۔ قبض سے سببِ خفیف کا ساکن ی گرے گا اور تسبیغ سے آخری سببِ خفیف میں ساکن سے پہلے الف ساکن کا اضافہ ہوگا۔ علان حاصل ہوگا۔ اسے ہم وزن فعولُ سے بدل لیا۔

جَبّ : فَعَلُ — آخر کے دو اسبابِ خفیف ساقط ہونے سے وتد مجموع مفا بچا، جو فعَلُ کا ہم وزن ہے۔ یہ مجبوب ہے۔ معاقبہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے اس لیے یہ زحاف رد کیا جاتا ہے۔

زلَلُ : فاع / فعْلُ — یہ زحاف مرکب ہے ہتم اور خرم سے۔ خرم سے سرِ وتد م اور ہتم سے آخری سببِ خفیف لن اور پہلے سبب خفیف کا ساکن مع حرکتِ ماقبل ساقط ہوئے۔ فاع باقی رہا یہ ازل ہے۔ ہزج میں معاقبہ ہے، اس لیے اس حکم کی پیروی لازم ہے۔ ہتم سے فعولُ اور جبّ سے فعَلُ حاصل کرنے کے جو طریقے رائج ہیں، ان سے ذرا انحراف کیا جائے تو حکم معاقبہ کی خلاف ورزی کیے بغیر بھی عروض/ضرب کے لیے فعول اور فعَلُ حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ہتم کا نام وہی رہے گا، لیکن عمل بدل جائے گا۔

بتر قبض: فعَلُ جعف — بتر سے وتد مجموع مفا ساقط ہو اور قبض سے سببِ خفیف کا ساکن ی پانچویں مقام سے گرا۔ علَن حاصل ہوا۔ اسے فعَلُ سے بدل لیا۔ یہ ابتر مقبوض ہے۔

نوٹ: اس زحاف کا نام جعف رکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک تجویز ہے اس صورت میں مزاحف کو مجعوف کہیں گے۔

ایک طریقہ آسانی سے فراہم ہے کہ رباعی کی ضربوں میں حکم معاقبہ کی پابندی قائم رکھی جاسکتی ہے۔ اہلِ علم اس پر غور بھی فرمائیں اور محاکمہ بھی۔

بترُ حذف: فع ابن قیس کے اتتباع میں بتر سے وتد مجموع مفا، ساقط ہوا اور حذف سے آخری سبب خفیف لُن ساقط ہوا۔ عی باقی رہا۔ اسے فع سے بدل لیا اسے ابتر محذوف کہیں گے۔

بترِ قصر فاع بتر سے مفا (وتد مجموع) پہلا جز رکنِ سالم کا ساقط ہوا۔ قصر سے آخر کا ن ساکن سببِ خفیف کا مع حرکتِ ماقبل لام کی زائل ہوئی۔ عیلْ بچا جسے فاعْ سے بدل لیا۔

تبسیغ مفاعیلان رکنِ سالم میں آخری سببِ خفیف کے متحرک اور ساکن کے درمیان ایک اور ساکن کا اضافہ کیا گیا ہے۔ مفاعیلان مُسبَّغ ہے۔

بعض عروضیوں کا یہ خیال کہ رکن سالم میں تغیر بزیادت نہیں ہوسکتا کیونکہ رکن دائرے سے خارج ہوجاتا ہے، اس لیے درست نہیں کہ فارسی کے جلیل القدر شاعروں نے جن میں خاقانی اور حافظ شامل ہیں، یہ زحاف استعمال کیا ہے۔ قواعد کا استخراج فن سے ہوتا ہے کیونکہ فن مقدّم ہے۔ اساتذہ جمہور کے فن سے جو قواعد اخذ کیے جاتے ہیں، پھر انھیں کو کلیہ کی حیثیت ملتی ہے۔ قواعدالعروض میں قدر بلگرامی نے ص 62 پر جو یہ لکھا ہے "مفاعیلان مُسبَّغ بشرطِ غنہ" تو یہ ان کے عہد میں بھی زائد المعیاد تھا۔

خرب مفعولُ یہ زحاف مرکّب ہے۔ خرم و کف سے خرم سے پہلے حرف م اور کف سے ساتویں حرف ن کے اسقاط کے بعد فاعیلُ حاصل ہوا۔ اسے مفعولُ سے بدل لیا۔ مزاحف کو اخرب کہتے ہیں۔

حذف: فعولن رکنِ سالم کا آخری سببِ خفیف لن گر گیا۔ مفاعی بچا، اسے فعولن سے بدل لیا۔ مزاحف کو محذوف کہتے ہیں۔

قبض و تسبیغ: مفاعلان قبض سے ی گری اور تسبیغ سے لُن کے دونوں حروف کے درمیان الف (ساکن) کے اضافے سے مفاعلان حاصل ہوا۔ مزاحف کو مقبوض مُسبّغ کہتے ہیں۔

خرم و تسبیغ: مفعولان خرم سے سرِ وتد مُ گرا اور تسبیغ سے لُن، لان ہوا، فاعیلان حاصل ہوا اسے مفعولان سے بدل لیا۔ مزاحف کو اخرم مسبّغ کہتے ہیں۔

تنبیہ:

عروض کی بعض کتابوں میں (بحر الفصاحت ص 145) فعولان محذوف مسبّغ فرع کی حیثیت سے درج ہے۔ حذف سے چونکہ آخری سببِ خفیف کا نقصان ہو جاتا ہے، اس لیے تسبیغ کا عمل جو تغیر بزیادت ہے، ناجائز ہے۔ معیار الاشعار سے خواجہ نصیر الدین طوسی کا قول نقل کیا جاتا ہے: ''اگر آخرِ رکن را تغیرے بہ نقصان کردہ باشند، تسبیغ و اذالت در وے نتواں کرد، چہ در آخرِ یک رکن حکم بہ تغیر ہم بہ نقصان دہم، بزیادت شنیع بود۔'' یہ حکم امتناعی ہے کہ جس رکن کے آخر میں کسی زحاف سے نقصان ہو چکا ہو، اس میں تغیر بزیادت کرنا برا کام ہے۔

خرم و حذف فعِ لُن خرم سے سرِ وتد مُ اور حذف سے لُن کے گرنے کے بعد فاعی بچا۔ اسے فعْلُن سے بدل لیا۔ مزاحف اخرم محذوف ہے۔

بترُ: فعْلُن

ابنِ قیس کے مذہب کی رو سے ہزج میں فعْلُن مفرد زحاف بھی ہوسکتا ہے۔ بتر سے وتد مفا ساقط کریں، تو عیلن باقی رہتا ہے، جس کا وزن فعْلُن ہے متقارب (فعولن) میں ابن قیس نے ایسا کیا۔

خرم و قصر: فعْلان

خرم سے سرِ وتد، مُ اور قصر سے آخری سببِ خفیف کا ساکن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہونے کے بعد فاعیل بچا۔ اسے فعْلان (بہ سکون ع) سے بدل لیا۔ مزاحف کو اخرم مقصور کہتے ہیں۔

رمل

فاعلاتن...... فا (سببِ خفیف) + علا (وتد مجموع) +تن (سبب خفیف)

خبن: فَعِلاتن رکنِ سالم سے سببِ خفیف کا ساکن دوسرے مقام سے گرا۔
مزاحف کومخبون کہتے ہیں۔

کف: فاعِلاتُ رکن سالم سے سببِ خفیف کا ساکن ساتویں مقام سے گرا۔
مزاحف کومکفوف کہتے ہیں۔

قصر: فاعلان سببِ خفیف جس پر رکنِ سالم ختم ہوتا ہے، اس کا ساکن مع
حرکت ماقبل کے ساقط ہوا۔ فاعلات بہ سکون ت باقی رہا۔
مکفوف سے التباس سے بچنے کے لیے فاعلان سے بدل لیا۔
مزاحف کومقصور کہتے ہیں۔

تشعیث: مفعولن 1۔ خلیل ابنِ احمد فراہیدی کا مذہب ہے کہ وتد مجموع (علا)
کا دوسرا متحرک (ل) ساقط ہوا فاعاتن رہا۔ اسے ہم وزن
مفعولن سے بدل لیا۔ خلیل کا طریق ہے اس لیے درست ہے۔
اس مزاحف کومُشعث کہتے ہیں۔

2۔ اخفش کا مذہب ہے کہ سرِ وتد کے کاٹنے سے فاعاتن حاصل

ہوا، جسے مفعولن سے بدل لیا (لیکن اس میں قباحت یہ ہے کہ خرم کا عمل اس وتد مجموع میں ہوتا ہے، جو رکن کا پہلا جزو ہو۔

3۔ قطرب کا مذہب ہے کہ وتدِ علا میں قطع سے ساکن الف گرا اور ماقبل کا ل ساکن ہوا۔ فاعِلتُن رہا۔ اسے مفعولن سے بدل لیا۔ (اس میں قباحت یہ ہے کہ قطع کا عمل اس وتد مجموع پر ہوتا ہے جو آخر رکن ہو۔

4۔ زجاج کا مذہب ہے کہ فعِلاتن، مخبون، کو تسکین اوسط سے فعْلاتن کرلیا جو مفعولن کا وزن ہے۔ مخبون مسکّن مفعولن بے داغ مزاحف ہے اور محقق طوسی بھی اسی کے حق میں ہیں۔ (تن اور فا میں معاقبہ ہے اس لیے یہ مزاحف مکفوف کے بعد نہیں آئے گا۔ خلیل کا طریقہ مرجح ہے کہ خلیل واضع عروض ہے۔

تشعیث تسبیغ مفعوْلان

ہم خلیل کے طریق کو مانتے ہیں۔ فاعلاتن میں سبب خفیف فا ثابت رہا۔ وتد مجموع علا کا دوسرا متحرک لام ساقط ہوا اور آخر کے سبب خفیف تن میں ت اور ن کے درمیان الف ساکن کا اضافہ ہوا۔ فاعاتان حاصل ہوا، جسے مفعولان سے بدل لیا۔

تشیعث و حذف فعلن

تشعیث سے لام ساقط ہوا، حذف سے تن ساقط ہوا۔ فاعا بچا جو فع لُن ہے یہ مُشعث محذوف ہے۔

شکل: فَعِلاتُ

شکل مرکب ہے خبن اور کف کے مشترکہ اور ایک ساتھ عمل سے۔ شروع اور آخر رکن کے اسباب خفیف کے ساکن گر گئے۔ مزاحف مشکول کہلاتا ہے۔

حذف: فاعِلُن

سببِ خفیف، جو آخر رُکن ہے، ساقط ہوا۔ فاعلا رہا۔ اسے فاعلن سے بدل لیا۔ مزاحف کو محذوف کہتے ہیں۔

خبن و حذف فعِلُن — خبن سے فا کا الف گرا، اور حذف سے تن ساقط ہوا۔ فَعِلا باقی رہا۔ اسے فعِلُن بہ حرکتِ ع سے بدل لیا۔ مزاحف کو مخبون محذوف کہتے ہیں۔

خبن و خذف تسکین فع لن — مندرجہ بالا فعِلُن میں تین متوالی حرکات ہیں۔ درمیان کا ع ساکن ہوگیا اور فع لُن حاصل ہوا۔

بتر: فع لُن

بحرالفصاحت اور آئینہ بلاغت میں زحاف بتر کو ہزج کے تحت اجتماع خرم وجب بتایا گیا ہے، لیکن رمل کے تحت اسے ''حذف وقطع زحاف'' کا اجتماع بتایا گیا ہے۔ ایسا ہی متقارب کے تحت بتایا گیا ہے۔ یہ صریح بد نظمی اور بے ضابطگی ہے۔ ایک زحاف مختلف ارکان میں مختلف عمل نہیں کرسکتا۔

مفرد زحاف کا عمل اور مرکّب زحافات کا عمل رکنِ سالم پر ہوتا ہے۔ ایک ساتھ! یکے بعد دیگرے نہیں، یعنی مزاحف پر نہیں۔ صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے فاعلاتن سے فعْلن محذوف مقطوع حاصل کیا ہے۔ اس طرح کہ پہلے حذف لگایا۔ تن گرا اور فاعلا باقی بچا۔ پھر قطع سے علا کے الف کو ساقط کرکے ل کو ساکن کیا۔ اس طرح فاعل حاصل کیا جسے فعْلن سے بدل لیا۔

کمال عرض کرتا ہے کہ حذف سے تن بے شک ساقط کرسکتے ہیں کہ رکن کے آخر میں یہ سببِ خفیف ہے، لیکن قطع کا عمل صرف رکنِ سالم پر ہوتا ہے، اگر آخر میں وتد مجموع ہو۔ یہاں وتد مجموع رکنِ سالم میں نہیں بلکہ مزاحف فاعلا کے آخر میں ہے۔

کمال یہ بھی عرض کرتا ہے کہ محذوف مقطوع یا مقطوع محذوف

مزاحف امرِ ممتنع ہے، کیونکہ حذف و قطع دونوں کا عمل آخرِ رکن کے جزو پر ہوتا ہے، جو بہ یک وقت سبب خفیف اور وتد مجموع نہیں ہوسکتا۔

فعْلُن چونکہ مخبون محذوف مسکّن مزاحف کی حیثیت سے رمل میں مہیّا ہے، اس لیے ناممکن العمل مقطوع محذوف / محذوف مقطوع تراشنے کی سعی کی ضرورت بھی نہیں۔

قوعدالعروض میں بھی ص 63 پر فعْلُن کو ابتر مزاحف لکھا گیا ہے، یعنی حذف سے تن گرایا قطع سے علا کا الف گرایا اور لام ساکن کیا۔ فاعل حاصل ہوا، یہ طریقہ درست نہیں۔

خبن، تشعیث، فعولْ

خبن سے پہلے سبب خفیف کا ساکن (الف) تشعیث سے وتد مجموع کا دوسرا متحرک (لام) ساقط ہوئے اور قصر سے آخر کے سببِ خفیف کا ساکن (نون) گرا اور متحرک (ت) ساکن ہوا۔ فعاتْ بچا، جو فعولْ ہے۔

قواعدالعروض میں ص 64 پر چودھویں فرع فاعلاتن کی یہ بتائی گئی ہے:

''فعولْ، بسکونِ آخر یہ مخبون محذوف اعرج ہے'' میزان الافکار مع معیارالاشعار (متن) میں ص 34 پر اور ''زرِ کامل عیار ترجمہ معیارالاشعار'' کے فارسی متن) میں محقق سے منسوب یہ عبارت ہے، ص 105 پر:

''فعولْ د این مخبون محذوف اعرج است'' عرج زحاف آخرِ مصرع کا زحاف ہے اور اس سے اس وتد مجموع کا دوسرا متحرک ساکن ہوتا ہے جو رکنِ سالم کے آخر میں ہو۔ مفتی محمد سعداللہ

کے نسخے میں محقق طوسی سے منسوب عبارت استناد کی محتاج ہے۔ فاعلاتن کے آخر میں سبب خفیف ہے، وتد مجموع نہیں، اور عرج کا عمل اُس وتد مجموع پر ہوتا ہے، جو رکن سالم کا آخری جزو ہو۔ چونکہ ایسا نہیں ہے، اس لیے یہ زحاف نادرست ہے۔

قلع: فعْلُن اس مجوزہ زحاف سے درمیانِ رکن کا وتد مجموع علا ساقط ہوا۔ فالن باقی رہا۔ اسے فعْلُن سے بدل لیا۔ مزاحف مقلوع ہے۔

قلع وحذف فع قلع سے وتد مجموع علا اور حذف سے سببِ خفیف تن ساقط ہونے کے بعد فا بچا، جو فع کا ہم وزن ہے۔ مزاحف مقلوع محذوف ہے۔

جحف: فع کلاسیکی عروض یا روایتی عروض میں مخبون مزاحف فَعِلاتن میں فاصلۂ صغریٰ ہے۔ اس کے ساقط کرنے کے بعد تن بچتا ہے جسے فع سے بدل لیتے ہیں۔ کمال عرض کرتا ہے کہ قباحت اس میں یہ ہے کہ فَعِلاتن رکن سالم نہیں مزاحف ہے، اس لیے اس پر کوئی زحاف وارد کرنا عروض کے قاعدے کی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے اس زحاف کو مسترد ہونا چاہیے۔

تسبیغ: فاعلیّان سالم رکن سبب خفیف پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے متحرک اور ساکن کے درمیان ایک ساکن (الف) کا اضافہ کیا۔ فاعلاتان ہوا۔ اسے فاعلیّان سے بدل لیا۔

ربع: فعَلْ

صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے اس میں تین مفرد زحافوں، خبن، حذف اور قطع یا ایک مفرد زحاف خبن اور ایک مرکب زحاف بتر کا اجتماع بتایا ہے۔ عمل یہ ہے کہ خبن سے پہلے سبب خفیف فا کا الف ساقط ہوا۔ حذف سے آخر رکن

تن گرا اور قطع سے وتد مجموع علا کا الف گرا اور ل ساکن ہوا۔ یوں فَعَل حاصل ہوا۔

قدر بلگرامی نے بھی قواعدالعروض میں ص 64 پر فاعلاتن کی پندرہویں فرع مخبون محذوف مقطوع لکھی ہے۔

مفتی محمد سعداللہ کے نسخے میں ص 35 پر فاعلاتن کی فروع کے تحت یہ اندراج ہے، جو معیارالاشعار میں محقق سے منسوب ہے۔

''فَعَل، وایں مخبون محذوف مقطوع ست، و فاع و ایں محذوف مطموس، یا مخبون محذوف مدروس ست...''

سید محمود کی منتہی العروض میں ربع اور درس کی یہ تعریفیں ص 25 پر ہیں۔

''اگر فاعلاتن میں خبن اور بتر جمع ہوں تو اس کو ربع کہتے ہیں''۔ بتُر حذف اور قطع سے مرکّب زحاف ہے، اور یہ محال ہے کیونکہ کوئی رکن بہ یک وقت سبب خفیف اور وتد مجموع پر ختم نہیں ہوسکتا۔ حذف ختمِ رکن کے سبب خفیف کو ساقط کرتا ہے، اور قطع ختمِ رکن کے وتد مجموع کے ساکن کو ساقط کرکے ماقبل کے متحرک کو ساکن کرتا ہے۔ عروض و ضرب کے جزوِ آخر کا زحاف اسی رکن میں قبل جزو آخر پر نہیں لگ سکتا۔ اگرچہ یہ عبارت محقق سے منسوب ہے، لیکن اس کا مستند ہونا انھیں کے وضع کیے ہوئے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کی وجہ سے مشکوک ہے۔

محقق عالم تھے، اس لیے علمی کام میں نامطابقتیں نہیں ہونا چاہئیں۔ فاعلاتن سے فعَل یوں حاصل کیا جاسکتا ہے۔ خبن

تشعیث (خلیل کا زحاف) اور حذف بہ یک وقت لگائیں۔ فا کا ساکن الف گرے گا۔ علا کا لام ساقط ہوگا تن ساقط ہوگا حاصل ہوگا فعا یہی فعل ہے۔

خبن و قلع: فَعَلُ خبن سے فا کا الف رکن میں دوسرے مقام سے گرا۔ قلع سے وتد مجموع علا ساقط ہوا۔ باقی بچا فَتَن جسے مانوس اور ہم وزن فعَلُ سے بدل لیا۔ مزاحف مخبون مقلوع کہلائے گا۔

خبن و قصر فَعِلاتُ/ فَعِلان خبن سے فا کا ساکن گرا، اور قصر سے آخر رکن کے سبب خفیف کا ساکن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ فَعِلاتُ باقی رہا۔ فعلاتُ (مشکول یعنی مخبون مکفوف) سے التباس نہ ہو، اس لیے فعِلان سے بھی بدل لیتے ہیں۔ مزاحف کو مخبون مقصور کہتے ہیں۔

خبن قصر فعْلان تسکینُ مخبون مقصور فعَلان میں تین متوالی حرکات ہیں۔ تسکین اوسط سے ع کو ساکن کردیا۔ مخبون مقصور مسکّن فعْلان حاصل ہوا۔

تشیعث و قصر فعْلان تشعیث و قصر کے ایک ساتھ عمل سے علا کا لام ساقط ہوا، تُن کا نون مع حرکتِ تا ساقط ہوئے فاعاتُ بچا جو **فعْلان** ہے۔

صاحب بحرالفصاحت نے ص 149 پر جہاں فاعلاتن کی فروع سے بحث کی ہے، وہاں اس فرع فعْلان کے بارے میں لکھا ہے۔ اس کو مقطوع بھی کہتے ہیں اور ابتر مسبغ بھی بولتے ہیں، اس لیے کہ زحافات قطع یا بتر کے واقع (ہو) نے سے فاعلاتن، فعلن، بہ سکونِ عین بنتا ہے، اور فعلن میں تسبیغ آنے سے فعْلان ہوجاتا ہے اور خواجہ نصیرالدین کے نزدیک چونکہ یہاں خبن لازم ہے اس لیے مخبون مسکّن و مقصور ہی سمجھنا چاہیے۔

کمال عرض کرتا ہے کہ قطع زحاف کا عمل ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ سالم رکن وتد مجموع پر ختم ہونے والی تالیف نہیں ہے پھر جس رکن کے آخری جزو میں تغیر بہ نقصان ہو چکا ہو، اس میں تغیر بزیادت ممنوع ہے خواجہ نصیرالدین طوسی کا قول نہایت واضح اور درست ہے۔

خبن: روایتی عروض کے لحاظ سے فاعلاتن، خبن کے عمل سے فعِلاتن ہوا۔

جحف و تسبیغ فاع

فَعِلا فاصلۂ صغریٰ ہے، جحف اس فاصلۂ صغریٰ رصولت کو ساقط کرتا ہے۔ گویا جحف کا عمل رکن سالم پر نہیں، مزاحف پر ہوا جو زحافات کے نظام کی نفی ہے۔ تن، آخر کا سبب خفیف باقی رہا، جو فع کا ہم وزن ہے۔ تسبیغ سے یہ فاع ہوگیا۔ یہ سراسر بدنظمی ہے اور قابلِ ردّ ہے۔

قلع وقصر: فاع قلع سے وتد مجموع علا اور قصر سے آخری سببِ خفیف کا ساکن (ن) مع حرکت ماقبل (ل) کے ساقط ہونے کے بعد فال باقی رہا، جسے فاع سے بدل لیا۔ یہ مزاحف مقلوع مقصور ہے۔

خبن و تسبیغ: فعلیّان خبن سے پہلے سببِ خفیف کا ساکن دوسرے مقام سے گرا اور تسبیغ سے آخرِ رکن کے سبب خفیف میں متحرک اور ساکن کے درمیان ایک الف ساکن کا اضافہ ہوا۔ فعِلاتَان حاصل ہوا، جسے فعِلیّان سے بدل لیا۔

خبن تسبیغ: تسکین: مفعولان خبن سے رکنِ سالم کا الف دوسرے مقام سے گرا اور تسبیغ سے آخرِ رکن کے سببِ خفیف کے متحرک اور سالم کے درمیان ایک ساکن کا اضافہ ہوا، اور تین متوالی حرکات سے ع کی حرکت زائل ہوئی۔ فعَلاتان حاصل ہوا۔ یہ مفعولان کا وزن ہے۔

تشعیث و تسبیغ   تشعیث سے لام ساقط ہوا اور تسبیغ سے آخری جُز تن سے تان ہوا۔ مفعولان حاصل ہوا۔ تشعیث اور تسبیغ کے عمل ایک ساتھ
مفعولان

فاعِ لاتن

فاعِ (وتد مفروق) + لا (سببِ خفیف) + تن (سببِ خفیف)

کف: سببِ خفیف کا ساکن، رکن میں ساتویں مقام سے ساقط ہوا۔
فاعِ لاتُ فاعِ لاتُ باقی رہا۔ مزاحف مکفوف کہلاتا ہے۔

قصر: فاعِ لاتْ سببِ خفیف کا ساکن، جس پر رکن ختم ہوتا ہے، مع حرکتِ ماقبل
فاعِ لان کے ساقط ہوا۔ فاعِ لاتْ باقی رہا۔ مکفوف مزاحف سے التباس
سے بچنے کے لیے اس مقصور مزاحف کو فاعِ لان سے بھی بدل
لیتے ہیں۔ پہلے فاعِ لاتْ بھی رائج تھا۔

حذف: رکن کے آخر کا سببِ خفیف ساقط ہوا۔ محذوف فاعِ لا باقی رہا،
فاعِ لُن جسے فاعِ لُن سے بدل لیا۔

سلخ: فاع یہ زحاف خاص اس رکن کے لیے ہے۔ آخر کے دونوں اسباب
خفیف ساقط ہوئے اور ع ساکن ہوا اور مسلوخ فاع باقی رہا۔

قبض: مُفْتَعِلُن قبض سے سببِ خفیف لا کا ساکن، پانچویں مقام سے ساقط
ہوا۔ فاعِلَتُن باقی رہا۔ جسے ہم وزن معروف مفتعِلُن سے بدل
لیا۔ یہ مقبوض ہے۔

قبض و تسکین: مفعولن مقبوض رکن میں تین متوالی حرکات ہیں۔ درمیان کی حرکت ہٹا دینے سے فاعلْتن رہا، جسے مفعولن سے بدل لیا۔ یہ مقبوض مسکّن ہے۔

قبض و کف: مُفْتَعِلُ قبض سے پانچویں مقام سے اور کف سے ساتویں مقام سے، دونوں اسباب خفیف کے ساکن ساقط ہوئے۔ فاعِلَت باقی رہا۔ اسے مُفْتَعِلُ سے بدل لیا۔

کف و قبض: تسکین مفعولُ مندرجہ بالا فاعِلَت کا ل تسکینِ اوسط سے ساکن کر دیا۔ فاعِلْت رہا، اسے ہم وزن مفعولُ سے بدل لیا۔ یہ نیا زحاف ہے۔

جذم: فع لن یہ نیا زحاف ہے۔ اس کے عمل سے رکن کے شروع میں واقع وتد مفروق ساقط ہوتا ہے۔ چنانچہ لاتن بچا۔ اسے مانوس فع لُن سے بدل لیا۔ یہ اجذم ہے۔

جذم و حذف: فع جذم سے وتد مفروق فاعِ اور آخر کا سببِ خفیف تن، حذف سے ساقط ہونے کے بعد لا بچا۔ اسے فع سے بدل لیا۔

جِذم و قصر: فاعْ جذم سے فاعِ اور قصر سے آخری سببِ خفیف کا ساکن مع حرکتِ ماقبل ساقط ہوا۔ فاتْ رہا۔ یہ فاع ساکن الآخر ہے۔

رجز

مُستَفعِلُن مُس (سببِ خفیف)+ تف (سببِ خفیف)+ عِلُن (وتد مجموع)

خبن: مفاعِلُن پہلے سبب خفیف کا ساکن س، دوسرے مقام سے گرا۔ مُتَفعِلُن باقی رہا، ہم وزن معروف مُفاعِلُن سے بدل لیا۔ یہ مخبون ہے۔

طیّ: مُفتَعِلُن دوسرے سببِ خفیف کا ساکن ف، چوتھے مقام سے ساقط ہوا مُستَعِلُن باقی رہا۔ ہم وزن اور مانوس مُفتَعِلُن سے بدل لیا۔ یہ مطوی ہے۔

طیّ و تسکین: مفعولن مندرجہ بالا میں تین متوالی حرکات ت، ع اور ل پر ہیں ع ساکن کرنے سے مُستعلُن رمُفتَعْلُن رہا، جس کا وزن مفعولن کے برابر ہے یہ عام زحاف ہے۔

قطع: مفعولن وتد مجموع کا ساکن ن ماقبل کی حرکت کے ساتھ ساقط ہونے سے مُستَفعِل باقی رہا۔ اسے ہم وزن مفعولن سے بدل لیا۔ یہ مقطوع مفعولن صرف عروض رضرب میں آسکتا ہے۔

خبلُ: فَعِلَتُن یہ خبن اور طیّ کا اجتماع ہے۔ دونوں اسبابِ خفیف کے ساکن (دوسرے اور چوتھے مقام سے) ساقط ہونے کے بعد مُتَعِلُن باقی بچا۔ اسے فَعِلَتُن سے بدل لیا۔ یہ مخبول ہے۔

طیّ و قطع : طی سے سَ گرا، قطع سے آخر کا عَ ساقط ہوا، ماقبل کا لَ
فاعلن ساکن ہوا۔ مستعِلْ حاصل ہوا، جو فاعلن ہے۔

عرج : عرج سے وتد مجموع کا دوسرا متحرک لام ساکن ہوا۔ مُستَفْعِلْن کو
مفعولان مفعولان سے بدل لیا۔ یہ اعرج ہے۔[1]

خلع : فعولن اجتماعِ خبن و قطع کا نام خلع ہے۔ خبن سے س اور قطع سے آخر رُکن کے وتد مجموع کا ساکن ن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا مَتَفُعِلْ باقی رہا۔ جانے پہچانے فعولن سے بدل لیا۔ یہ مخلّع ہے۔

طیّ و قطع : طی سے ف ساقط ہوا۔ قطع سے ن ساقط اور ل ساکن ہو۔
فاعلن مُستعِلْ بچا، اسے فاعلن سے بدل لیا۔ یہ آخرِ مصرع کا زحاف ہے۔

رفع : فاعلن پہلا سببِ خفیف مُس ساقط ہونے سے تفعِلُن باقی رہا، جس کا ہم وزن فاعلن ہے۔ یہ مرفوع ہے۔ یہ صدر/ ابتدا اور حشوین کا مزاحف ہے۔

جدع : فعَلْ اس زحاف کے مجوزہ عمل سے شروع کے دونوں اسبابِ خفیف ساقط ہوئے۔ عِلُن باقی رہا۔ اسے فعَلْ سے بدل لیا۔ یہ مجدوع ہے، آخرِ مصرع کا مزاحف ہے۔

جدع و قطع : فع جدع سے شروع کے دور اسباب خفیف مُس تَف ساقط ہوئے، اور قطع سے آخر کے وتد مجموع کا آخری ساکن نون مع حرکت ماقبل کے ساقط ہونے سے عِلُن کا لام ساقط ہوا۔ عِلْ باقی رہا۔ یہ فع ہے۔

حذذ : فعْلُن آخر رکن کا وتد مجموع ساقط ہونے سے مُستَفْ باقی رہا، جو فعْلُن

۱۔ یہ مستفعِلن کا ایک خاص زحاف ہے۔ بحرالفصاحت میں اس کا ذکر نہیں۔

کا وزن ہے۔ مزاحف کو احذ بھی کہتے ہیں اور محذوذ بھی۔ یہ آخرِ مصرع کا مزاحف ہے۔

طمس: فعْلان — طمس کا عمل آخر کے وتد مجموع کے دونوں متحرک ساقط کرنا ہے۔ مُستفن باقی رہتا ہے، جسے فعْلان سے بدل لیتے ہیں اور جو عروض رضرب میں احذ فع لن کا متبادل ہوتا ہے۔

ازالہ: مُستَفعِلان — آخر رکن کے وتد مجموع کے ساکن سے پہلے ساکن الف بڑھایا گیا۔ اس تغیر بزیادت سے مُستَفعِلان بنا۔ یہ مذال ہے۔

ترفیل: مُستَفعِلاتن — وتد مجموع پر ختم ہونے والے رکنِ سالم میں ایک سببِ خفیف تن کے اضافہ سے ہوا۔ اسے مستفعلاتن سے بدل لیا۔ یہ مُرفّل ہے۔

خبن و ازالہ: مفاعلان — خبن سے مفاعلن حاصل ہونے کا عمل ہم دیکھ چکے ہیں۔ آخر کا وتد مجموع نقصان سے محفوظ رہتا ہے اس لیے اس میں ازالہ کیا جاسکتا ہے۔ مفاعلان، مخبون مذال ہے۔

طیّ و ازالہ: مُفتَعِلان — طی کا عمل واضح کیا جاچکا ہے۔ اس مزاحف میں بھی وتد مجموع مجروح نہیں ہوتا، اس لیے طیّ کے ساتھ ازالہ کا بھی عمل رکنِ سالم پر ہوسکتا ہے۔ مطوی مذال ہے مفتَعِلان۔

خبل و ازالہ: فعِلَتان — خبن اور طی سے اسبابِ خفیف کے ساکن گرانے کے ساتھ ساتھ وتد مجموع کے آخری ساکن سے پہلے ایک اور ساکن کے اضافے سے فعِلَتان حاصل ہوتا ہے۔ یہ مخبول مذال ہے۔

طی و عرج: فاعلان — طی سے ف گرا اور عرج سے ل ساکن ہوا۔ مُس تعِلن باقی رہا، جو فاعلان سے بدلا گیا۔

جدع و ازالہ: فعولْ
جدع سے دونوں اسبابِ خفیف ساقط ہوئے اور ازالہ سے علن میں ن سے پہلے الف کا اضافہ ہوا۔ علان حاصل ہوا، جو وزن فعول (بہ سکونِ لام) ہے۔ یہ مجدوع مذال ہے۔

خبن و ترفیل: مفاعلاتن
خبن سے آخر کا وتد مجموع متاثر نہیں ہوتا، اس لیے خبن کے ساتھ ترفیل سے ایک سببِ خفیف کا آخر رکن میں اضافہ کرنے سے مفاعِلُنْتن حاصل ہوا جسے مفاعلاتن سے بدل لیتے ہیں، یہ مخبون مُرفّل ہے۔

طےّ و ترفیل: مُفْتَعِلاتن
دوسرے سببِ خفیف کے ساکن چوتھے مقام سے ساقط ہونے کے ساتھ آخر رکن کے وتد مجموع پر ایک سببِ خفیف کا اضافہ کرنے سے مُفْتَعِلاتن کا ہم وزن مستَعِلُنْتُنْ حاصل ہوا۔ یہ مطوی مرفّل ہے۔

جذذ و حذف: فع

صاحب بحرالفصاحت نے اس مزاحف کو حاصل کرنے کے لیے یہ عمل لکھا ہے کہ حذذ سے آخر کا وتد مجموع ساقط ہوا۔ مستف باقی رہا حذف سے اس مزاحف کا دوسرا سبب خفیف ساقط ہوا۔ محذوذ محذوف مُس حاصل ہوا، جسے فع سے بدل لیا۔ کمال عرض کرتا ہے کہ زحافوں کا عمل ایک ساتھ رکنِ سالم پر ہوتا ہے یہ طریقہ فع حاصل کرنے کا قطعاً غیرعروضی ہے، اس لیے اسے مسترد کیا جانا چاہیے۔ حذف سے صرف رکنِ سالم کے آخر میں واقع ہونے والا سببِ خفیف گرایا جاسکتا ہے، جو مستفعلن میں ہے ہی نہیں۔

قصر و حذذ: فاع

صاحب بحر الفصاحت نے یہ مزاحف حاصل کرنے کا روایتی طریقہ یہ لکھا ہے کہ حذذ کے عمل سے وتد مجموع ساقط ہوگیا۔

مستفعِ باقی رہا۔ اس میں قصر کے عمل سے ف ساقط ہوا اور ماقبل کا ت ساکن ہوا۔ مُست باقی رہا، اسے فاع سے بدل لیا۔

کمالؔ عرض کرتا ہے کہ یہ بھی نظامِ زحافات میں ایک بدعنوانی اور غیر عروضی عمل ہے کیونکہ قصر کا عمل صرف رکنِ سالم کے اس سبب خفیف پر ہوتا ہے، جس پر رکنِ سالم ختم ہو، یہاں مزاحف مستفعِ پر زحاف کی عمل آوری تصور کی گئی ہے۔

جدع و عرج: فاع جدع اور عرج کے ایک ساتھ عمل سے شروع کے دو اسباب خفیف مستفع ساقط ہونے کے ساتھ ساتھ آخرِ رکن کے وتد مجموع کا دوسرا متحرک (ل) ساکن ہوا۔ علْن باقی رہا، جسے فاع سے بدل لیا۔

خبن و حذذ: فعَل خبن سے س دوسرے مقام سے اور حذذ سے وتد مجموع علن کے ساقط ہونے کے بعد مُتفْ بچا۔ اسے فعَل سے بدل لیا۔ یہ مخبون احذ ہے۔

رفع اور طی: فعِلن رفع سے پہلا سبب خفیف مس اور طی سے دوسرے سبب خفیف کا ساکن ف چوتھے مقام سے ایک ساتھ ساقط ہوئے۔ تعِلُن باقی رہا۔ اسے فعِلُن سے بدل لیا۔ یہ مرفوع مطوی ہے۔

رفع طی و ازالہ فعِلان رفع وطی سے آخرِ رکن کا وتد مجموع مجروح نہیں ہوتا، اس لیے اس میں ازالہ ممکن ہے۔ تینوں زحاف ایک ساتھ لگتے ہیں۔ اور تعِلان۔ حاصل ہوا، جسے فِعلان سے بدل لیا۔

جدع و قطع: فع جدع سے شروع کے دونوں سبب خفیف ساقط ہوئے، قطع سے ن ساقط ہوا اور ل ساکن ہوا۔ عل رہا جو فع ہے۔

خبن وعرج: خبن سے دوسرا ساکن س جو سببِ خفیف میں ہے اور عرج سے
فعولان وِتد مجموع کے دوسرے متحرک ل کی حرکت ساقط ہونے سے
مُتَفعِلُن بچا۔ اسے فعولان سے بدل لیا۔ یہ مخبون اعرج ہے۔

مُس تَفْعِ لُن

مُس (سببِ خفیف)+ تَفْعِ (وتد مفروق)+لُن (سببِ خفیف)

خبن: مفاع لن دوسرے مقام سے سببِ خفیف کا ساکن س گرنے سے مُتَفْعِلُن باقی رہا۔ اسے مفاعلن سے بدل لیا۔ یہ عام زحاف ہے۔

قصر: مفعولن رکن کے آخر کے سببِ خفیف کا ساکن ن، مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا مُستفعِلْ باقی رہا، جسے ہم وزن مفعولن سے بدل لیا۔

شکل: مفاعِلُ خبن اور کف سے شروع اور آخر کے اسبابِ خفیف کے ساکن (س اور ن) ساقط ہوئے۔ دوسرے اور ساتویں مقام سے مُتَفْعِلُ باقی رہا۔ اسے مفاعِلُ سے بدل لیا۔ یہ عام زحاف ہے، لیکن متحرک الاخر ہے اس لیے آخرِ مصرع میں نہیں آتا۔

خبن و قصر: فعولن خبن سے س گرا، اور قصر سے لُن کا ن آخرِ رکن سے ساقط ہوا اور ل ساکن ہوا۔ مُتَفْعِلْ باقی رہا، جسے فعولن سے بدل لیا۔ یہ مخبون مقصور ہے۔

تسبیغ: رکن کے آخر کے سببِ خفیف میں متحرک اور ساکن کے درمیان
مس تَفعِ لان الف ساکن کا اضافہ ہوا۔ یہ مستبغ ہے۔

خبن و تسبیغ: خبن سے ساکن س دوسرے مقام سے ساقط ہوا اور آخرِ رکن
مفاع لان جو سببِ خفیف ہے، اس میں ساکن سے پہلے الف ساکن کا
اضافہ ہوا۔ مُتَفعِلان کو مفاعلان سے بدل لیا۔ یہ مخبون مسبّغ ہے۔

صاحب بحرالفصاحت نے ص 153 پر اس رکن کو مخبون مذال اس لیے قرار دیا ہے کہ خبن کے بعد مفاعلن کو شاید انھوں نے ایسا رکن تصور کیا، جو علن وتد مجموع پر ختم ہوتا ہے۔ چونکہ مرکب زحافوں کا عمل، چاہے وہ موسوم ہوں یا غیر موسوم، ایک ساتھ رکنِ سالم پر ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر دکھایا گیا ہے۔ حکیم نجم الغنی نے پہلے مفاعلن مزاحف بنایا اور اس مزاحف پر تغیر بزیادت کیا۔ یہ صاحب بحرِالفصاحت سے بڑا تسامح ہوا ہے، جو انھوں نے لکھا ہے۔ مفاعلان مخبون مذال ہے، مس تفع لن سے بوجہ خبن کے مفاعلن حاصل ہوا اور جب بعجہ اذالہ کے آخر کے وتد مجموع میں ساکن سے ماقبل ایک الف بڑھایا تو مفاعلان ہوگیا۔

صاحب بحرالفصاحت نے جب مفاعلن مزاحف میں وتد مجموع آخر میں ''دیکھا'' اور اس پر اذلہ سے ساکن سے پہلے ایک اور ساکن کا اضافہ کیا، تو انھوں نے ترفیل سے مفاعلاتن کی فرع کیوں نہیں بنائی؟ شاید ادھر دھیان نہیں گیا۔

کَف: مُستَفعِلُ ساتویں مقام سے سببِ خفیف کا ساکن ن گرا۔ مستفعلُ باقی رہا۔

مفعولاتُ

مف (سببِ خفیف)+ عو (سببِ خفیف)+ لاتُ (وتد مفروق)

خبن: مفاعیلُ پہلے سببِ خفیف کا ساکن (ف) دوسرے مقام سے گرا معولاتُ باقی رہا۔ اسے فعولاتُ یا مفاعیلُ سے بدل لیا۔

طی: فاعِ لاتُ دوسرے سببِ خفیف کا ساکن (و) چوتھے مقام سے ساقط ہوا۔ مَفْعُ لاتُ باقی رہا، جو ہم وزن مانوس فاعِ لاتُ سے بدل لیا۔

وقف: مفعولاتْ مفعولان یہ زحاف اس رکن کے لیے خاص ہے یہ آخر رکن کے وتد مفروق کے دوسرے متحرک یعنی ت کو ساکن کرتا ہے مفعولاتْ رہا۔ اسے مفعولان سے بدل لیتے ہیں۔ یہ مزاحف موقوف ہے۔

خَبْلُ: فعِلاتُ خبن اور طی دونوں کے عمل اس مرکب زحاف میں شامل ہیں۔ ان سے دونوں اسبابِ خفیف کے ساکن ساقط ہوئے۔ معُلاتُ رہ گیا، جسے فَعِلاتُ سے بدل لیا۔

کسف / کشف مفعولن وتد مفروق کا دوسرا متحرک (تُ) ساقط ہوگیا۔ مفعولا باقی رہا۔ یہی وزن مفعولن کا ہے۔ یہ مزاحف مکسوف رمکشوف ہے۔

خبن و کسف فعولن خبن سے ف اور کسف سے تُ کے ساقط ہونے کے بعد معولا بچا، اس کو فعولن سے بدل لیا۔

ایک عجیب بات صاحبِ بحرالفصاحت نے ص 53 وص 54 پر صاحب مفتاح کے حوالے سے لکھی ہے کہ یہ زحاف مرکب بھی ہوسکتا اس میں اجتماع وقف وکف ہے۔ وہ اس طرح کہ وقف سے تائے مفعولاتُ ساکن ہوئی، پھر کف سے گر گئی کہ رکن میں ساتویں مقام پر ہے۔

کمالؔ عرض کرتا ہے کہ یہ نظریہ نہایت گمراہ کن ہے، کیونکہ:

(1) مرکب زحافات کا عمل ایک ساتھ رکنِ سالم پر ہوتا ہے۔ وقف کا عمل پہلے ہوگا۔ تب ساتویں مقام پر ت ساکن ہوگی، جسے کف سے گرانے کی سعی کی گئی ہے۔

(2) کف کا عمل صرف سببِ خفیف کے اس ساکن کو گرانا ہے، جو ساتویں مقام پر ہو۔ ساتویں مقام سے زیادہ اہمیت ساکن کے سببِ خفیف کا ساکن ہونے کی ہے۔ لاتُ سببِ خفیف نہیں ہے۔

رفع: مفعولُ جس رکن کے شروع میں دو اسباب خفیف ہوں، ان میں سے پہلے کا اسقاط رفع کا عمل ہے۔ مف گرا دینے کے بعد عولاتُ باقی رہا۔ یہ مفعولُ کا ہم وزن ہے، اس لیے اس سے بدل لیا۔

صلم: فعْلُن آخرِ رکن کا وتد مفروق (لاتُ) ساقط ہوا۔ مفعو باقی رہا۔ ہم وزن فعْلن (بہ تسکین ع) سے بدل لیا۔ یہ مزاحف اصلم ہے۔

جدع: فاع صاحب بحرالفصاحت، صاحب آئینہ بلاغت اور دوسرے عروضیوں نے جدع کا عمل شروع کے دونوں اسبابِ خفیف کا اسقاط اور وتد مفروق کے آخری متحرک کو ساکن کرنا بتایا ہے۔

گویا یہ مفرد زحاف دو اسبابِ خفیف بھی ساقط کرتا ہے اور تائے مفعولاتُ کو، کہ وتد مفروق کا حصہ ہے، ساکن کرتا ہے جو زحاف وقف کا عمل ہے۔

محقق طوسی نے بہت واضح طور سے لکھا ہے کہ مفرد زحاف کا صرف ایک نوع پر عمل ہوگا۔ اس لیے صرف جدع سے فاع حاصل کرنا عروض کے بنیادی اصول کی نفی ہونے کی وجہ سے مسترد کیا جاتا ہے۔

جدع و وقف: فاع مفعولاتُ پر جدع اور وقف زحافوں کا ایک ساتھ عمل ہوا۔ جدع سے شروع کے دونوں اسبابِ خفیف ساقط ہوئے اور وقف سے تائے مفعولاتُ ساکن ہوئی۔ لاتْ، بہ تسکینِ ت باقی رہا۔ اسے فاع سے بدل لیا۔ یہ مزاحف مجدوع موقوف ہے۔

جدع: فَعُلُ جدع کے عمل سے دونوں اسبابِ خفیف جو شروع رکن میں ہیں، ساقط ہوئے۔ لاتُ بہ حرکتِ ت یعنی وتد مفروق باقی رہا۔ اسے فعُلُ سے بدل لیا۔ یہ مزاحف مجدوع ہے۔ ضرب میں یہ مزاحف نہیں آسکتا کیونکہ متحرک الآخر ہے، لیکن معقد بیت میں عروض ہوسکتا ہے۔

نَحر: فع

صاحب بحرالفصاحت اور صاحبِ آئینہ بلاغت دونوں نے فع رکنِ سالم سے حاصل کرنے کے بجائے یہ عمل دکھایا ہے کہ جدع سے لاتُ/ فاعِ حاصل کیا، پھر اس مزاحف کا الف گرا دیا۔ کیوں کیسے؟ یہ نہیں بتایا۔ مزاحف پر کسی زحاف کے عمل کے بغیر بس الف گرا دیا، اور فع حاصل ہوا تو اسے منحور کہا۔

مزاحف پر کسی زحاف کا عمل عروض کے اصول کے خلاف ہے۔

مرکب زحاف بھی ایک ساتھ رکنِ سالم پر لگتے ہیں۔ اس لیے نحر سے جس طرح فع حاصل کیا گیا ہے وہ بھی اتنا ہی نادرست ہے، جتنا صرف جدع سے فاع حاصل کرنا۔ اس لیے اسے مسترد کیا جانا چاہیے۔

نحر: فع — نحر زحاف میں اجتماع ہے جدع اور کسف کا۔ جدع سے شروع کے دونوں اسباب خفیف (مفعو) ساقط ہوئے اور اسی کے ساتھ وتد مفروق کا دوسرا متحرک (تُ) آخر رکن سے بہ سبب کسف کے ساقط ہوا۔ لا باقی رہا اسے فع سے بدل لیا۔ یہ مزاحف منحور ہے لیکن اسے حاصل کرنے کا عمل وہ ہے جو یہاں لکھا گیا۔

خبن و وقف فعولان — خبن سے پہلے سبب کا ساکن (ف) دوسرے مقام سے گرا اور وقف سے وتد مفروق کی ت ساکن ہوئی معولات، تسکینِ ت سے رہا۔ اسے فعولان سے بدل لیا۔ یہ مخبون موقوف مزاحف ہے۔

طیّ و وقف: فاعلان — طےّ سے دوسرے سببِ خفیف کا ساکن (و) چوتھے مقام سے گرا اور وقف سے رکن کا آخری حرف متحرک (ت) ساکن ہوا۔ مفعِلاْت رہا۔ اسے فاعلان سے بدل لیا۔

طیّ و کسف: فاعلن — طےّ سے دوسرے سببِ خفیف کا ساکن واو چوتھے مقام سے اور کسف سے وتد مفروق کا دوسرا متحرک تُ کے ساقط ہونے کے بعد مُفْعُلاَ بچا، جسے مانوس فاعلن سے بدل لیا۔

خبل و وقف: فعِلان — خبن اور طےّ سے دونوں اسبابِ خفیف کے ساکن (ف اور و) ساقط ہوئے اور وقف سے آخر رکن کی ت کی حرکت زائل

ہوئی۔ فَعُلات رہا۔ اسے فعِلان سے بدل لیا۔ یہ مخبول موقوف مزاحف ہے۔

کچھ ممکنہ زحافات کا اضافہ کردیا گیا ہے تاکہ مرکبہ بحور میں جن میں مفعولاتُ رکن ہوتا ہے، زیادہ آزادی آہنگوں کے سلسلے میں ہو۔

وافر

مفاَعِلَتُن:

(1) مفا (وتد مجموع)+ عِلَتُن (فاصلۂ صغریٰ) (2) مفا (وتد مجموع)+ عِلَ (سبب ثقیل)+تن (سببِ خفیف)

عَصْبُ: مفاعیلن رکن میں تین متوالی حرکات ع،ل اور ت پر ہیں۔ تسکینِ اوسط کے تحت بھی اسے ساکن کیا جاسکتا تھا۔ لیکن عربی میں چونکہ تسکینِ اوسط کا اصول نہیں ہے، اور یہ بحرِ اہلِ عرب کی مرغوب بحروں میں سے ہے، اس لیے انھوں نے فاصلۂ صغریٰ کے دوسرے متحرک ل کو ساکن کرنے کے لیے ایک زحاف وضع کیا۔ ل ساکن ہونے کے بعد رکن مفاعلتن ہوگیا جو وزن میں مفاعیلن کے برابر ہے، اس لیے اس سے بدلا گیا۔ یہ معصوب ہے۔

عَضَب: مُفتَعِلُن وافر میں خرم کو عَضَب کہتے ہیں۔ سرِ وتد (مُ) کاٹا گیا۔ فاعِلَتُن باقی رہا اسے مُفتَعِلُن سے بدل لیا کہ مانوس اور ہم وزن ہے۔ یہ اعضب ہے۔

قَصَم: مفعولن یہ مرکّب زحاف ہے، جس میں عصب اور عَضَب کا اجتماع ہے۔ سرِ وتد کٹا اور ل ساکن ہوا۔ فاعِلُتن حاصل ہوا، جو مفعولن

کا ہم وزن ہے۔ یہ اقصم ہے۔

عَقلُ: مفاعلن

صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے عقل کو مرکّب زحاف مانا ہے اور بتایا ہے کہ اس میں عصب اور قبض کا اجتماع ہے، وہ اس طرح کہ عصب سے پانچویں مقام پر ل ساکن ہوا۔ علَ سببِ ثقیل، جو فاصلۂ صغریٰ کا پہلا نصف جزو تھا، سببِ خفیف ہوگیا اور جب سببِ خفیف ہوگیا تو قبض سے ساکن ل پانچویں مقام سے، سببِ خفیف کے ساکن کی حیثیت سے ساقط ہوا۔ یوں مفاعَتن بچا، جسے مانوس اور ہم وزن مفاعلن سے بدل لیا۔ صاحب بحرالفصاحت نے صفات القاموس میں مولوی سعداللہ کے قول کا حوالہ بھی دیا ہے۔

یہ عمل زحاف اور طرزِ استدلال مسترد کیا جانا چاہیے کیونکہ عصب سے اگر ل ساکن کیا تو مفاعلْتن مزاحف ہوگیا اور مزاحف پر کوئی زحاف نہیں لگے گا۔ اگر خرم کا عمل متحرک سرِ وتد مجموع پر، اسے ساکن کیے بغیر ہوسکتا ہے تو کسی اور متحرک کو ساکن کرکے سببِ ثقیل کو سببِ خفیف بنا کر، اس پر سببِ خفیف کے کسی زحاف کو تعمیل کرنا اصول سے انحراف ہے۔

عقلُ : مفاعلن عقل مفرد زحاف ہے، جو سببِ ثقیل کے دوسرے متحرک کو پانچویں مقام سے ساقط کرتا ہے۔ مفاعَتن باقی رہا، جسے ہم وزن مفاعلن سے بدل لیا۔ یہ معقول ہے۔

جمّ : فاعلن یہ مرکّب زحاف ہے، جس میں عَضَب اور عقل کا اجتماع ہے۔ عَضَب سے سرِ وتد، اور عقل سے سببِ ثقیل کا دوسرا متحرک پانچویں مقام سے ساقط ہوئے۔ فاعَتن باقی رہا، جسے فاعلن

سے بدل لیا۔ یہ اجم ہے۔

نقص: مفاعیلُ یہ مرکّب زحاف ہے، جس میں عصب اور کف کا اجتماع ہے۔ بہ یک وقت دونوں کے عمل سے مفاعِلَتُ یوں ترشا کہ عصب سے ل ساکن ہوا اور کف سے رکن کا آخری حرفِ ساکن ن، یہ سبب خفیف کا ساکن بھی ساتویں مقام پر ہے، ساقط ہوا۔ مفاعِلْتُ کو ہم وزن مفاعیلُ سے بدل لیا۔ یہ منقوص ہے۔

عَقْص: مفعولُ اس مرکّب زحاف میں تین مفرد زحافوں کے عمل شامل ہیں۔ عَضَب، عصب اور کف۔ یہ تینوں عمل ایک ساتھ وارد ہوتے ہیں۔ عضَب سے سرِ وتد م خرم ہوا۔ عصب سے ل ساکن ہوا اور کف سے آخرِ رکن ن ساقط ہوا فاعِلْتُ باقی رہا۔ اسے مفعولُ سے بدل لیا۔ یہ اعقص ہے۔

قطف: فعولن یہ بھی مرکّب زحاف ہے، اور اس میں عصب اور حذف کا اجتماع ہے۔ عصب سے ل ساکن ہوا، اور حذف سے آخرِ رکن کا سببِ خفیف ساقط ہوا، مفاعِلْ باقی رہا۔ اسے فعولن سے بدل لیا۔ یہ مقطوف ہے۔

کمالؔ عرض کرتا ہے کہ یہ زحاف بھی ممکن ہیں:

قصر: مفاعلن مفرد زحاف قصر سے آخرِ رکن کے سببِ خفیف کا ساکن ن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ مفاعِلَتْ باقی رہا۔ مفاعلن سے بدل لیا۔ یہ مقصور ہے۔

قصم و حذف: فعْلن عضب سے م خرم ہوا، عصب سے ل ساکن ہوا اور حذف سے تن ساقط ہوا۔ فاعِلْ باقی رہا۔ اسے فعْلن سے بدل لیا۔ یہ اقصم محذوف ہے۔

قصم و قصر: مفعولُ — عضب سے سر وتد م خرم ہوا۔ عصب سے ل ساکن ہوا۔ قصر سے آخرِ رکن کا سببِ خفیف متاثر ہوا۔ ن، مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ فاعلْتُ بچا اسے مفعولُ سے بدل لیا۔ یہ اقصم مقصور ہے۔

بتر: فعِلن — ابن قیس کے اتباع میں جیسے اس نے متقارب میں کیا، شروع میں وتد مجموع ساقط کیا۔ عِلتَن رہا جسے فَعِلُن سے بدل لیا۔

زیادت والے یہ زحاف بھی ممکن ہیں:

عصب و تسبیغ: مفاعیلان زحافوں کا عمل واضح ہے۔

عضب و تسبیغ: مفْتَعِلان زحافوں کا عمل واضح ہے۔

قصم و تسبیغ: مفعولان زحافوں کا عمل واضح ہے۔

عقل و تسبیغ: مفاعلان زحافوں کا عمل واضح ہے۔

کامل

مُتَفاعِلُن: (1) مُتَفَا (فاصلۂ صغریٰ) + عِلُن (وتد مجموع)
(2) مُتَ (سبب ثقیل) + فا (سببِ خفیف) + علن (وتد مجموع)

اضمار: مستَفْعِلُن کامل بھی اہلِ عرب کی بہت پسندیدہ بحروں میں سے ہے، اور وہ متفا کو فاصلۂ صغریٰ مانتے ہیں۔ تسکینِ اوسط کا اصول چونکہ ان کے یہاں نہیں ہے، اس لیے رکن کے دوسرے متحرک کو جو فاصلۂ صغریٰ میں ہے، ساکن کرنے کے لیے ایک زحاف اضمار وضع کیا۔ اضمار کے بعد مُتْفاعلن ہوگیا، جسے ہم وزن مستَفْعِلُن سے بدل لیا۔ یہ مضمر ہے۔

وقص: مفاعلن صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے اسے اضمار اور خبن کا مرکّب بتایا ہے۔ یعنی پہلے تو اضمار سے ت ساکن کی اور اس طرح مُتْفاعِلن مزاحف حاصل ہوا۔ اور سببِ ثقیل سے سببِ خفیف ہوجانے کے بعد اس پر خبن لگا دیا۔

کمالؔ عرض کرتا ہے کہ مزاحف پر دوسرا زحاف اس رکن کے اُس حرف پر نہیں لگ سکتا جو کسی اور زحاف سے متاثر ہوچکا ہو۔
اس لیے:

وقص مفرد زحاف ہے، جو ابتدائے رکن میں سببِ ثقیل کے دوسرے متحرک کو ساقط کرتا ہے، مزاحف کو موقوص کہتے ہیں۔

خزل/ جزل مفتعلن اجتماعِ اضمار وطی کو خزل/جزل کہتے ہیں۔ ت ساکن ہوئی، الف چوتھے مقام سے سببِ خفیف کے ساکن ہونے کی وجہ سے طی سے ساقط ہوا مُتفعِلُن باقی رہا۔ اسے مانوس مفتعلن سے بدل لیا۔ اسے مخزول/مجزول کہتے ہیں۔

قطع: فعِلاتن آخر کے وتد مجموع کا ساکن (ن) مع حرکت ماقبل کے ساقط ہوا۔ مُتفاعِلْ باقی رہا۔ اسے مانوس فعِلاتن سے بدل لیا۔ یہ مقطوع ہے۔

اذالہ: متفاعلان آخر رکن کے وتد مجموع میں ساکن سے قبل ایک اور ساکن رکھنے سے متفاعلان ہوا، یہ مذال ہے۔

ترفیل: متفاعلاتن آخرِ رکن کے وتد مجموع پر ایک سببِ خفیف کا اضافہ کیا۔ متفاعِلُنْتُن ہوا اسے متفاعلاتن سے بدل لیا، یہ مرفل ہے۔

اضمار و اذالہ: مستفعلان دونوں زحافوں کا عمل واضح ہے۔ یہ مزاحف مضمر مذال ہے۔

اضمار و ترفیل: مستفعلاتن دونوں زحافوں کا عمل واضح ہے۔ یہ مزاحف مضمر مرفل ہے۔

وقص و اذالہ: مفاعلان دونوں زحافوں کا عمل واضح ہے۔ یہ مزاحف موقوص مذال ہے۔

وقص و ترفیل: مفاعلاتن دونوں زحافوں کا عمل واضح ہے۔ یہ مزاحف موقوص مرفل ہے۔

خزل و اذالہ: زحافوں کا عمل واضح ہے۔ مزاحف کو مخزول مذال کہتے ہیں۔
مفتعلان

خزل وترفیل: زحافوں کا عمل واضح ہے۔ مزاحف کو مخزول مرفل کہتے ہیں۔
مفتعلاتن

> صاحب بحرالفصاحت نے ص 158 پر ایک فرع مخذوذ مذال بھی درج کی ہے۔
>
> ''فعِلان، بکسرِ عین مخذوذ مذال ہے۔ حذذ کی وجہ سے متفاعلن سے عین (یہ کتابت کی غلطی ہے، علن ہونا چاہیے: کمالؔ) گر گیا تو مُتَفا کو فَعِلُن، مکسورالعین سے بدل لیا۔ اذالہ کی وجہ سے اس میں ایک الف نون سے قبل زیادہ ہو کر فعِلان بن گیا۔''
>
> یہ عبارت پڑھ کر کمال افسوس ہوا۔ اذالہ صرف اس وقت ممکن ہے، جب رُکنِ سالم میں اور تغیرات چاہے ہوئے ہوں یا نہیں لیکن آخر کے وتد مجموع میں کوئی نقصان نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں تو حذذ سے وتد مجموع ہی ساقط ہو چکا ہے۔ ہمارے حوالے کی کتابیں ایسی عبرتناک باتوں سے بھری پڑی ہیں۔ مخذوذ مذال ممتنع و محال ہے۔

وقص وطی وعرج: وقص سے ت اور طی سے الف ساقط ہوئے، عرج سے لام ساکن ہوا۔ مُفعِلُن بچا۔ یہی فعِلان کا وزن ہے۔ یہ موقوص مطوی اعرج ہے۔
فعِلان

قطع وتسکین یا اضمار و قطع: مقطوع فعِلاتن تسکین اوسط سے فعْلاتن ہوا، جسے مفعولن سے بدل لیا۔ اضمار اور قطع کا عمل ایک ساتھ ہو تو بھی یہی مزاحف حاصل ہوگا۔
مفعولن

حذذ: فَعِلُن — اس زحاف سے آخر کا وتد مجموع ساقط ہوا۔ متفا باقی رہا۔ اسے مانوس فَعِلُن بہ حرکتِ عین سے بدل لیا۔ یہ احذ/محذوذ ہے۔

حذذ و تسکین یا اضمار و حذذ: فَعْلُن — تسکینِ اوسط سے فَعِلُن کی ع ساکن کرنے سے بھی اور اضمار و حذذ سے بھی یہ مزاحف حاصل ہوتا ہے۔

کمالؔ عرض کرتا ہے کہ یہ زحاف بھی ممکن ہیں۔

وقص و قطع: فعولن — وقص سے سببِ ثقیل کا دوسرا متحرک ت اور قطع سے آخر کے وتد مجموع کا ساکن ن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوئے۔ مفاعِل باقی رہا جسے فعولن سے بدل لیا۔ یہ موقوص مقطوع ہے۔

وقص و حذذ: فعَل — وقص سے ت اور حذذ سے علن (وتد مجموع) کے اسقاط کے بعد مُفا بچا اسے فعَل سے بدل لیا۔

متقارب

فعولن: فعو (وتد مجموع) + لن (سببِ خفیف)

ثلم: فعْلن سرِ وتد کاٹا گیا۔ یہ عمل خرم کہلاتا ہے لیکن متقارب میں اسے ثلم اور مزاحف کو اثلم کہتے ہیں، عولن باقی رہا، جسے فعْلن، بہ سکون ع سے بدل لیا۔

قبض: فعولُ رکن میں پانچویں مقام سے سببِ خفیف کا ساکن ن جو رکن کا آخری حرف بھی ہے، ساقط ہوا۔ یہ مقبوض ہے۔

قصر: فعولْ سببِ خفیف جو آخرِ رکن میں ہے، اس کا ساکن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا، یہ مقصور ہے۔ فعولْ ساکن الاخر بچا۔

حذف: فَعَلْ سببِ خفیف، جس پر رکن ختم ہوتا ہے، ساقط ہوا۔ فعُو باقی رہا، جسے فعَلْ سے بدل لیا۔ یہ محذوف ہے۔

ثرم: فعْلُ یہ مرکب زحاف ہے۔ وتد پر خرم اور سببِ خفیف پر قبض کا عمل ہوتا ہے۔ عولُ باقی رہے، جسے فعْلُ (ع ساکن ل مضموم) سے بدل لیا۔ مزاحف کو اثرم کہتے ہیں۔

بتُرُ : فع

صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت اس میں حذف وقطع کا اجتماع بتاتے ہیں۔ حذف سے سببِ خفیف آخرِ رکن سے ساقط کیا جاسکتا ہے، لیکن حذف کے بعد فعو جو وتد مجموع بچتا ہے، وہ مزاحف ہے، اس پر قطع کا عمل نہیں ہوسکتا، کیونکہ قطع کا عمل سالم رکن کے اس وتد مجموع پر ہوتا ہے، جو رکن کے آخر میں ہو۔ مرکّب زحافات سالم رکن پر ایک ساتھ نافذ ہوتے ہیں۔

حذف اور قطع دونوں زحافوں کا عمل آخرِ رکن پر ہوتا ہے اور آخر رکن بہ یک وقت سببِ خفیف اور وتد مجموع نہیں ہوسکتا، اس لیے بتُر کی کارفرمائی اس تعریف کے ساتھ مسترد کی جاتی ہے۔

بتُر: فع ابنِ قیس کا مذہب ہے کہ بتر سے شرع کا وتد مجموع ساقط ہوا۔ لُن باقی رہا۔ اسے فع سے بدل لیا۔ مزاحف کو ابتر کہتے ہیں۔
کمالؔ عرض کرتا ہے کہ ابن قیس کا طریقہ ماننا چاہیے۔ اس اعتبار سے بتر مفرد زحاف ہے، جو ابتدائے رکن کا وتد مجموع ساقط کرتا ہے۔

تسبیغ: فعولان ختمِ رکن کے سببِ خفیف میں متحرک اور ساکن کے درمیان ساکن الف کے اضافے سے مُسبّغ فعولان حاصل ہوا۔

ثلم و حذف: فع خرم کرنے سے سرِ وتد، اور حذف سے سببِ خفیف ساقط ہوئے۔ عو باقی رہا، جسے فع سے بدل لیا۔ یہ اثلم محذوف ہے۔

ثلم وقصر فاع خرم کے عمل سے سرِ وتد کٹا اور قصر سے آخر کا ن (جو سببِ خفیف میں ہے) مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ عولْ بہ تسکینِ ل باقی رہا۔ اسے فاع سے بدل لیا۔ یہ اثلم مقصور ہے۔

ثلم وتسبیغ: فعلان خرم کے عمل سے جو ثلم ہے سرِ وتد کٹا اور سببِ خفیف جو آخر رکن میں ہے، اس کے متحرک اور ساکن کے درمیانِ الف ساکن کا اضافہ ہوا۔ عولان حاصل ہوا، اسے فعلان سے بدل لیا۔ یہ اثلم مسبغ ہے۔

متدارک

فاعلن: فا (سببِ خفیف)+ عِلُن (وتد مجموع)

خبن: فَعِلُن — سببِ خفیف کا ساکن، دوسرے مقام سے ساقط ہوا۔ فَعِلُن باقی رہا۔ یہ مخبون ہے۔

قطع: فعْلُن — وتد مجموع، جو آخرِ رکن ہے، اس کا ساکن (ن) مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ فاعِل رہا۔ اسے فَعْلُن سے بدل لیا یہ مقطوع ہے۔

خبن و تسکین: فعْلُن — مخبون فَعِلُن، تسکینِ اوسط سے ع کے سکون کے ساتھ فعْلُن ہوگیا۔ یہ مخبون مسکّن ہے۔

ایک ہی وزن کے دو مزاحف کی ضرورت یوں ہے کہ مقطوع صرف عروض/ ضرب میں آسکتا ہے اور مخبون، مسکّن عام زحاف ہے، یعنی صدر/ ابتدا حشو اور عروض/ ضرب، ہر مقام پر آسکتا ہے۔

خَلْع: فَعَل — خبن اور قطع کے اجتماع کا نام خلع ہے۔ خبن سے فا کا الف اور قطع سے علُن کا ن مع حرکتِ ل کے ساقط ہوئے۔ فعَل حاصل ہوا۔ یہ مخلّع ہے۔

حذذ: فَع — آخرِ رکن وتد مجموع ساقط ہوا۔ فا باقی رہا۔ اسے فع سے بدل لیا۔ یہ محذوذ یا احذ ہے۔

ترفیل: فاعلاتن — آخر کے وتد مجموع پر ایک سببِ خفیف کا اضافہ ہوا۔ فاعِلُنْتن ہوا، جسے فاعلاتن سے بدل لیا۔ یہ مرفّل ہے۔

اذالہ: فاعلان — آخر کے وتد مجموع کے ساکن سے پہلے ایک اور ساکن (الف) کا اضافہ ہوا۔ یہ مذال ہے۔

خبن و اذالہ: فَعِلان — خبن سے سببِ خفیف کا ساکن الف گرا اور اذالہ سے وتد مجموع کے ن سے پہلے ساکن (الف) کا اضافہ ہوا۔ فعِلان حاصل ہوا۔ یہ مخبون مذال ہے۔

خبن، تسکین واذالہ فعْلان — مخبون مذال فَعِلان کی ع تسکینِ اوسط سے ساکن ہوئی فعْلان مخبون مسکّن مذال ہے۔

عرج: فعْلان — رکنِ سالم میں وتد مجموع کا دوسرا متحرک ساکن ہوا۔ فاعِلْن ہوا۔ اسے فعْلان سے بدل لیا۔

جمیل

مفاعلاتن: مفا (وتد مجموع)+ علا (وتد مجموع)+تن (سببِ خفیف)

خرم: فاعلاتن شروع کے وتد کا پہلا متحرک ساقط ہوا۔ فاعلاتن بچا، یہ اخرم ہے۔

نبض: مفاعلاتُ یہ نیا زحاف ہے۔ سببِ خفیف کا ساکن آٹھویں مقام سے ساقط ہوا۔ مفاعلاتُ بچا، منبوض ہے۔

قصر: مفاعلاتْ آخرِ رکن کے سببِ خفیف کا ساکن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط یا مفاعلان ہوا۔ مفاعلاتْ بچا، جسے مفاعلان سے بدل لیا۔ یہ مقصور ہے۔

حذف: مفاعلن آخرِ رکن کا سببِ خفیف ساقط ہوا۔ مفاعلا بچا، جسے مانوس مفاعلن سے بدل لیا، یہ محذوف ہے۔

بتُر: فعولن ابنِ قیس کے اتباع میں بتُر سے پہلا وتد مجموع مفا ساقط کیا۔ علاتن باقی رہا، جسے ہم وزن فعولُن سے بدل لیا، یہ ابتر ہے۔

خرم ونبض: فاعلاتُ خرم سے رکن کا پہلا حرف م اور نبض سے آخری حرف ن ساقط ہونے کے بعد فاعلاتُ بچا۔ یہ اخرم منبوض ہے۔

خرم وقصر:
فاعلان
خرم سے م، سرِ وتد مجموع وقصر سے ن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہونے کے بعد فاعلات بچا جسے فاعلان سے بدل لیا، یہ اخرم مقصور ہے۔

خرم و حذف:
فاعلن
خرم سے سرِ وتد م اور حذف سے آخر کا سبب خفیف تن ساقط ہونے کے بعد فاعلا بچا۔ اسے مانوس اور ہم وزن فاعلن سے بدل لیا۔ یہ اخرم محذوف ہے۔

خلیل

مُفتَعُولتن: مف (سببِ خفیف)+تَعُو (وتد مجموع)+لَتن (وتد مجموع)

خبن: مُتَفاعلن سببِ خفیف کا ساکن، دوسرے مقام سے ساقط ہوا، مَتَعُولتن باقی رہا۔ اسے مانوس مُتَفاعِلُن سے بدل لیا۔ یہ مخبون ہے۔

خبن و تسکین مستفعلن مخبون متفاعلن میں تین متصل حَرکات شروع میں ہیں۔ درمیان کی ت ساکن ہونے سے مُتفاعلن ہوا۔ اسے مانوس مستفعلن سے بدل لیا۔ یہ مخبون مسکَّن ہے۔

حذذ: فاعلن آخر رکن کا وتد مجموع (لَتَن) ساقط ہوا۔ مُفتَعُو بچا۔ اسے مانوس فاعلن سے بدل لیا۔ یہ محذوذ/احذ ہے۔

قطع: فاعلاتن آخرِ رکن کے وتد مجموع کا ساکن، مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ مَفتَعُولَت بچا، اسے مانوس فاعلاتن سے بدل لیا۔ یہ مقطوع ہے۔

خبن و قطع: خلع فَعِلاتن خبن سے سببِ خفیف کا ساکن ساقط ہوا اور ساتھ ہی آخرِ رکن کے وتد مجموع کے ساکن کے ساتھ ساتھ حرکتِ ماقبل کے ساقط ہونے سے مَتَعُولت رہا۔ اسے مانوس فَعِلاتن سے بدل لیا۔ یہ

مخلع ہے۔

خبن و قطع و تسکین مفعولن مخبون مقطوع میں تین متوالی حرکات شروع میں ہیں۔ درمیان کی حرکت ساکن ہونے سے مَفْعُولُن رہا جو مفعولن کا وزن ہے۔

اذالہ مفتعولتان آخرِ رکن کے وتد مجموع میں ساکن سے پہلے الف ساکن کا اضافہ ہوا، مفتعولتان ہوا، یہ مذال ہے۔

شمیم

مفاعی لَتَن: مُفا (وتد مجموع) + عی (سببِ خفیف) لتن (وتد مجموع)

خرم: مستفعلن — آغازِ رکن کے سرِ وتد کے ساقط ہونے سے فاعی لتن باقی رہا، اسے مانوس مستفعِلُن سے بدل لیا کہ ہم وزن ہے۔ یہ اخرم ہے۔

قبض مفاعِلتَن — سببِ خفیف کا ساکن رکنِ سالم میں پانچویں مقام سے ساقط ہوا۔ مُفاعِلتَن باقی رہا۔ یہ مقبوض ہے۔

خرم و قبض: مُفتَعِلُن (اشتر) — خرم سے رکن کا پہلا حرف م کہ سرِ وتد ہے اور قبض سے سببِ خفیف کا ساکن پانچویں مقام سے ساقط ہونے کے بعد فاعلتن بچا۔ اسے مانوس ہم وزن مُفتَعِلُن سے بدل لیا۔ یہ اخرم مقبوض ہے۔ یعنی اشتر۔

قطع: مفاعیلن — وتد مجموع، جس پر رکن ختم ہوتا ہے، آخری حرف ن اور اس کے ماقبل کی حرکت سے محروم ہوا۔ مفاعیلْت بچا۔ اسے مانوس اور ہم وزن مفاعیلن سے بدل لیا۔ یہ مقطوع ہے۔

حذذ: فعولن — آخر کا وتد مجموع ساقط ہونے کے بعد مفاعی بچا۔ اسے ہم وزن فعولن سے بدل لیا۔ یہ احذ/محذوذ ہے۔

خرم و قطع: مفعولن
شروع کا سرِ وتد خرم سے ساقط ہوا اور رکن کے آخر کا ساکن مع حرکت ماقبل قطع سے ساقط ہوا۔ فاعی لٹ بچا۔ یہ وزن ہے مفعولن کا۔اس سے بدل لیا۔

خرم و حذذ: فعْلن
خرم سے سرِ وتد م اور حذذ سے آخرِ رکن کا وتد مجموع دونوں ایک ساتھ ساقط ہوئے۔ فاعی بچا، ہم وزن فعْلن (بہ تسکینِ عین) سے بدلا گیا۔

بتْر: فاعلن
ابنِ قیس کے اتباع میں شروع کا وتد مجموع ساقط کیا۔ عی لَتُن باقی رہا، ہم وزن فاعلن سے بدل لیا۔

کشیر

مُستَفعِلتَن : مُس (سببِ خفیف) + تفعِ (وتد مفروق) + لتَن (وتد مجموع)

خبن مفاعِلتَن — سببِ خفیف کا ساکن دوسرے مقام سے ساقط ہوا۔ مُتَفعِلتن باقی رہا۔ اسے ہم وزن اور مانوس مفاعِلتَن سے بدل لیا۔

خبن و تسکین مفاعی لن — پہلے سببِ خفیف میں خبن سے س ساقط ہوا، آخر کے وتد مجموع کا ل ساکن ہوا، کہ اس کے بعد ت متحرک ہے اور ماقبل وتد مفروق کا متحرک ع ہے۔ مُ تفْ عِلتَن حاصل ہوا، جو مفاعی لن کا ہم وزن ہے۔ یہ مخبون مسکن ہے۔

قطع: مُستَفعِلُن — آخرِ رکن کے وتد مجموع کا ساکن ن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ مُستَفعِلَتُ باقی رہا۔ اسے ہم وزن مُستَفعِلُن سے بدل لیا۔

خلع : خبن و قطع مفاعلن — خبن و قطع کے ایک ساتھ عمل کے بعد مُتَفعِلَتُ باقی رہا۔ ہم وزن مفاعلن سے بدل لیا یہ مَخلّع ہے۔

تسکین: مفعولاتن — وتد مفروق اور وتد مجموع کے اتصال سے تین متوالی حرکات عِ لِ تَ پر ہیں۔ وسطی حرکت ل پر ہے۔ اسے ساکن کرنے سے مُستَفعِلتَن ہوجاتا ہے جسے مفعولاتن سے بدل لیا۔ ایک مفعولاتن، دو فعْلن (بہ تسکین عین) کے برابر ہے۔

نہال

مُفْتَعِلَا تُن:

مُفْت (وتد مفروق) + عِلا (وتد مجموع) + تن (سببِ خفیف)

نبض: سببِ خفیف کا ساکن آٹھویں مقام سے گرا۔ مُفْتَعِلاتُ باقی
مُفْتَعِلا تُ رہا۔ یہ منبوض ہے۔

قصر: مُفْتَعِلان رکن کے آخر میں سببِ خفیف کا ساکن مع حرکتِ ماقبل کے ساقط ہوا۔ مفتعِلات، بہ تسکین تا باقی رہا۔ منبوض سے التباس نہ ہو، اس لیے مفْتَعِلان کیا گیا۔ یہ مقصور ہے۔

حذف: مُفْتَعِلُن آخرِ رکن کا سببِ خفیف ساقط ہوا۔ مُفْتَعَلا بچا۔ مانوس مُفْتَعِلُن سے بدل لیا۔ یہ محذوف ہے۔

مفاعی لاتُ

مُفا (وتد مجموع) + عی (سبب خفیف) + لاتُ (وتد مفروق)

خرم مفعولاتُ سرِ وتد مجموع، میم کٹا۔ فاعی لاتُ بچا۔ اسے مانوس مفعولاتُ سے بدل لیا۔

قبض مفاعلاتُ پانچویں مقام سے یؔ ساقط ہوئی، سببِ خفیف سے۔ مفاعلاتُ بچا۔

خرم و قبض فاعلاتُ خرم و قبض کے ایک ساتھ عمل کے بعد فاعلاتُ باقی رہا۔

صلم فعولن رکنِ سالم کا آخری جُز، وتد مفروق ساقط ہوا۔ مضاعی بچا۔ اسے مانوس ہم وزن فعولن سے بدل لیا۔

وقف مفاعیلان دوسرا متحرک وتد مفروق کا، جو ختمِ رکن پر ہے، ساکن ہوا، مفاعی لات کو مفاعیلان سے بدل لیا۔

کسف/کشف مفاعلین رکن کے آخر کاتُ وتد مفروق کا ساقط ہوا مفاعی لا بچا۔ اسے مفاعلین سے بدل لیا۔

قبض وقف دونوں زحافوں کا ایک ساتھ عمل ہونے سے مفاعلاتُ باقی رہا۔
مفاعلان اسے مفاعلان سے بدل لیا۔

قبض و کسف = دونوں زحافوں کے ایک ساتھ عمل کے بعد مفاعِ لا بچا۔
مفاعلن اسے مفاعلن سے بدل لیا۔

خرم و قبض تینوں زحافوں کے ایک ساتھ عمل کے بعد فاعلاتُ بچا۔ اسے
وقف : فاعلان مانوس ہم وزن فاعلان سے بدل لیا۔

خرم و قبض: ایک ساتھ تینوں زحافوں کے عمل کے بعد فاعلا بچا۔ اسے مانوس
کسف / کشف ہم وزن فاعلن سے بدل لیا۔
فاعلن

وتد مفروق والے دائرے میں سباعی ارکان مس تفعِ لُن، فاعِ لاتن کے ساتھ مفعولاتُ متحرک الاخر ہے۔ مفروقی ارکان سے مفرد بحور کا انفکاک نہیں کرتے۔ البتہ مرکّب بحروں میں یہ ارکان رکھے گئے۔ 'معیارالاشعار' میں، خواجہ محقق طوسی نے جو دائرہ موتلفہ بنایا ہے، اس میں فاصلۂ صغریٰ نہیں۔ سبب ثقیل کے بعد سبب خفیف رکھا ہے، اور تین بحریں کامل (مُتفاعلن) وافر (مفاعِلتن) اور تیسری جس کا کوئی نام نہیں ہے، اسے مہمل کہا ہے، غیر مستعمل کے معنی ہیں، اور فاعلاتک (کاف کی تحریک ہے) ہے ک کو ساکن کریں تو فاعلاتن (فاعلاتکْ) ہو جاتا ہے، جو دائرۂ مجتلبہ کی بحرِ رمل ہے۔ اسے اُس دائرے میں مہمل کہا ہے، غیر مستعمل کے مفہوم ہیں۔

ہم بھی مفاعی لاتُ سے کوئی بحر نہیں نکالتے۔ البتہ آپ چاہیں تو اس دائرے کے دوسرے ارکان اور اُن کے مزاحف کے ساتھ مفاعی لاتُ اور اُس کے مزاحف ہے، باقاعدہ خلط کر کے نئے آہنگ تلاش کر سکتے ہیں۔ اسے مشق سمجھیں۔

مرکّب بحریں

عروض کی ریاضی کے سلسلے میں ہم چونکہ مرحلہ بہ مرحلہ، قدم بہ قدم چل رہے ہیں تا کہ ہر بات واضح ہوتی جائے، اس لیے بحورِ مرکّبہ کو سمجھنے سے پہلے دو باتیں، جو بنیادی ہیں وہ ذہن نشین کرلیں۔

۱۔ یہ بحورِ مرکّبہ یا مرکّب بحریں کہلاتی اسی لیے ہیں کہ یہ دو ارکان (اصول) سے ترکیب پاتی ہیں۔

2۔ عروض کے قواعد منضبط ہوئے، اس وقت بحر کی اکائی مصرع نہیں بلکہ شعر تھا۔ اس لیے مربّع کنیڈے میں مصرع دو ارکان کا ہوتا ہے، کیونکہ شعر میں چار رکن ہوتے ہیں۔ مسدّس میں شعر میں چھ رکن ہوتے ہیں، اس لیے مصرع میں تین رکن ہوتے ہیں۔ مثمن میں آٹھ رکن شعر میں اور چار رکن مصرع میں ہوتے ہیں۔ اب نظمیں بھی لکھی جاتی ہیں، جن میں ضروری نہیں کہ جفت مصرعے بیت کی صورت میں ہوں، لیکن وہ اصطلاحیں برقرار رہیں اسی سلسلے میں یہ بات بھی بتا دی جائے کہ ایک اصطلاح مضاعف[1] کی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ارکان کی تعداد دونی کر دی گئی ہے۔ یعنی مثمن مضاعف کے معنی ہیں کہ سولہ رکنی شعر۔

۱۔ ایک صاحب عنوان چشتی ہیں، جو جامعہ ملیہ اسلامیہ میں عروضیات کے پروفیسر ہیں۔ انھوں نے عروض میں بہت سے اجتہاد کیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مضاعف کو اپنی کتاب میں مزاعف بھی کہتے ہیں۔ وہ املا کی غلطی تک کو عروض میں اجتہاد سمجھتے ہیں۔

3۔ بعض بحریں مثمن، بعض مسدّس اور بعض دونوں طرح رائج ہیں لیکن کئی میں ایسی صورت بھی ہے کہ مسدّس میں رکن الف+رکن ب+ رکن الف کے بجائے مختلف صورت بھی ہوسکتی ہے۔ اس لیے جب دائروں میں یہ صورت پائیں تو پریشان نہ ہوں، بلکہ اس کونوٹ کرلیں۔

بحورِ مرکبہ کا پہلا دائرہ، دائرہ مشتبہ ہے۔ اس میں نو مسدّس بحریں ہیں۔ پورے اجزا جگہ زیادہ گھیرتے ہیں اس لیے ہم علامتیں لکھیں گے: سخ، سببِ خفیف کے لیے مج، وتد مجموع کے لیے اور مف، وتد مفروق کے لیے ہم پھر ابھی یہ علامتیں دہرائیں گے۔

2۔ دائرہ متوافقہ میں چار بحروں کو مثمن کنیڈے میں رکھا گیا ہے۔ اگر ہم ریاضی دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دوسرے نمبر پر بحرِ خفیف بھی اس میں ہے، جس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ منسرح جو پہلی بحر اس دائرے کی ہے مستفعلن مفعولاتُ کی تکرار سے وجود میں آتی ہے۔ پورے ارکان لکھنے میں جگہ زیادہ گھرتی ہے اور اب آپ کو اتنی مہارت ہوگئی ہے کہ علامت سے رکن سمجھ لیں، اس لیے ہم یہ علامتیں استعمال کریں گے۔: سخ (سببِ خفیف) مج (وتد مجموع) مف (وتد مفروق)

1۔ منسرح	سخ سخ مج	سخ سخ مف	سخ سخ مج	سخ سخ مف
	مستفعِلُن	مفعولاتُ	مستفعِلُن	مفعولاتُ
2۔ خفیف	سخ مج سخ	سخ مف سخ	سخ مج سخ	سخ مف سخ
	فاعلاتن	مس تفعِ لُن	فاعلاتن	مُس تفعِ لُن
3۔ مضارع	مج سخ سخ	مف سخ سخ	مج سخ سخ	مف سخ سخ
	مفاعیلن	فاعِ لاتن	مفاعیلن	فاعِ لاتن
4۔ مقتضب	سخ سخ مف	سخ سخ مج	سخ سخ مف	سخ سخ مج
	مفعولاتُ	مستفعِلُن	مفعولاتُ	مستعلُن

5۔مجتث سخ مف سخ سخ مج سخ سخ مف سخ سخ مج سخ
مُس تفع لُن فاعلاتن مُس تفع لُن فاعلاتن

3۔ یہ عجیب بات ہے کہ بحرِ خفیف کو اس دائرے کے بجائے متضائقہ میں رکھا گیا ہے اس میں یہ بحورِ مرکبہ رکھی گئی ہیں۔

سریع، جدید، قریب، خفیف اور مشاکل۔ یہ پانچوں بحریں بحرالفصاحت میں ص 139 پر دائرہ میں دکھائی گئی ہیں، مسدس کنیڈے میں۔ یعنی مصرع میں تین ارکان۔ ان دونوں دائروں کی بحور، دائرہ مشتبہ میں، مسدّس کنیڈے میں، اس ترتیب سے بحرالفصاحت میں دکھائی گئی ہیں:

1۔سریع، 2۔منسرح، 3۔خفیف، 4۔مضارع، 5۔مقتضب، 6۔مجتث، 7۔جدید، 8۔قریب اور 9۔مشاکل۔

اب ہم ان بحروں کے انفکاک کی ریاضی پر ایک نظر ڈالیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا یہ ترتیب صحیح ہے؟ علامتیں وہی ہیں۔ سخ (سبب خفیف) مج (وتد مجموع) اور مف (وتد مفروق)۔ دائرہ سریع سے شروع ہوتا ہے، جس کے ارکان ہیں مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ دائرہ وتد مجموع سے شروع کرنا چاہیے۔ یعنی قریب سے لیکن آسانی کے لیے سریع سے شروع کرتے ہیں۔ بالآخر دائرہ جہاں سے شروع ہوگا وہیں آکر ختم ہوگا۔

دائرۂ مشتبہ (مسدس)

1۔ سریع	سخ سخ مج مستفعلُن	سخ سخ مج مستفعلُن	سخ سخ مف مفعولاتُ
2۔ جدید	سخ مج سخ فاعلاتن	سخ مج سخ فاعلاتن	سخ مف سخ مُس تفعِ لُن
3۔ قریب	مج سخ سخ مفاعیلن	مج سخ سخ مفاعیلن	مف سخ سخ فاعِ لاتن
4۔ منسرح	سخ سخ مج مُستفعِلُن	سخ سخ مف مفعولاتُ	سخ سخ مج مستفعِلُن
5۔ خفیف	سخ مج سخ فاعلاتن	سخ مف سخ مُس تفعِ لُن	سخ مج سخ فاعلاتن
6۔ مضارع	مج سخ سخ مفاعیلن	مف سخ سخ فاعِ لاتن	مج سخ سخ مفاعیلن
7۔ مقتضب	سخ سخ مف مفعولاتُ	سخ سخ مج مستفعِلُن	سخ سخ مج مستفعِلُن

8۔ مجتث	سخ مف سخ مُس تفعِ لُن	سخ مج سخ فاعلاتن	سخ مج سخ فاعلاتن
9۔ مشاکل	مف سخ سخ فاعِ لاتن	مج سخ سخ مفاعیلُن	مج سخ سخ مفاعیلُن
سریع: دائرہ پورا ہوگیا	سخ سخ مج مستفعِلُن	سخ سخ مج مستفعِلُن	سخ سخ مف مفعولاتُ

اس جدول سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ کس بحر میں مستفعلن اور فاعلاتن متصل ہیں۔ (یعنی وتد مجموع ان کا جزو ہے) اور کن بحروں میں مُس تفعِ لُن اور فاعِ لاتن منفصل ہیں۔ (یعنی ان کی تالیف میں وتد مفروق ہے) یہ جاننا اس لیے ضروری ہے کہ ان کی مزاحف صورتوں میں آپ انھی ارکان کے زحاف استعمال کریں۔ یہ غلطی اچھے اچھے عروضیوں سے ہوجاتی ہے۔ مثال کے طور پر مرزا عسکری نے آئینہ بلاغت میں ص 118 پر مضارع میں فاعِ لاتن دکھایا ہے، لیکن خفیف میں مستفعلُن دکھایا ہے۔ حالانکہ آپ نے دیکھا کہ اس کی تالیف میں دو اسباب خفیف کے درمیان وتد مفروق ہے۔ اسی طرح جدید میں بھی انھوں نے مُس تفعِ لُن کے بجائے مستفعلُن دکھایا ہے۔ قریب اور مشاکل میں فاعِ لاتن وتد مفروق اور اس کے بعد دو اسباب خفیف کا مجموعہ ہے، لیکن ''آئینہ بلاغت'' کے اس صفحے پر ان دونوں بحور میں فاعلاتن دکھایا گیا ہے۔

جب تک آپ کو ازبر نہ ہوجائے کہ کہاں مستفعلن اور فاعلاتن متصل (مجموعی) اور کہاں منفصل (مفروقی) ہیں، آپ اُنھیں الگ الگ لکھیں تاکہ وتد مجموع اور وتد مفروق کا فرق آپ کی نظر میں رہے اور جب آپ کو اچھی طرح، پکّے طریقے سے ارکان میں وتد مجموع اور وتد مفروق کی موجودگی کا لحاظ رہے تو پھر آپ یہ ارکان ملاکر بھی لکھ سکتے ہیں۔ لیکن ایک بات کا خیال رہے کہ ایک ہی اسلوب رکھیں۔ یہ

نہیں کہ ایک جگہ مفروق رکن کو فاعلاتن لکھا، ایک جگہ فاعِ لاتن۔ ایک جگہ مستفعلن اور ایک جگہ مُس تفعِ لن۔

ایک بات اور سمجھ لیجیے۔ اگر کوئی مسدّس بحر ہے، جس میں ارکان یوں ہیں:

1۔ الف الف ب

2۔ الف ب الف

3۔ الف ب ب

انھیں جب مثمّن بنائیں گے تو ارکان کی ترتیب یہ ہوگی:

الف ب الف ب!

اب تو بحورِ مرکبہ کا ایک دائرہ اور باقی رہ گیا ہے۔ یہ دائرہ بحرِ صریم سے شروع ہوتا ہے جس کے ارکان ہیں: مفاعیلن فاعِ لاتن فاعِ لاتن۔ بحرالفصاحت میں ص 141 پر جو دائرہ دیا ہے، اس میں پہلا فاعِ لاتن (منفصل) اور دوسرا فاعلاتن (متصل) دکھایا گیا ہے۔ بحروں کی ترتیب یہ دی ہے:

1۔صریم، 2۔کبیر، 3۔ بدیل، 4۔قلیب، 5۔حمید، 6۔صغیر، 7۔اصیم، 8۔سلیم، اور 9 حمیم۔

آیئے ہم فکِ بحور کی ریاضی کا چارٹ بنائیں۔

دائرۂ مُنعکسہ

1۔صریم	مج سخ سخ	مف سخ سخ	مف سخ سخ
	مفاعیلن	فاعِ لاتن	فاعِ لاتن
2۔کبیر	سخ سخ مف	سخ سخ مف	سخ سخ مج
	مفعولاتُ	مفعولاتُ	مستفعلن
3۔بدیل	سخ مف سخ	سخ مف سخ	سخ مج سخ
	مُس تفعِ لن	مُس تفعِ لُن	فاعلاتن
4۔قلیب	مف سخ سخ	مف سخ سخ	مج سخ سخ
	فاعِ لاتن	فاعِ لاتن	مفاعیلن
5۔حمید	سخ سخ مف	سخ سخ مج	سخ سخ مف
	مفعولاتُ	مستفعلن	مفعولاتُ
6۔صغیر	سخ مف سخ	سخ مج سخ	سخ مف سخ
	مُس تفعِ لن	فاعلاتن	مس تفعِ لُن
7۔اصیم	مف سخ سخ	مج سخ سخ	مف سخ سخ
	فاعِ لاتن	مفاعیلن	فاعِ لاتن

8۔ سلیم	سخ سخ مج مُستَفعِلُن	سخ سخ مف مفعولاتُ	سخ سخ مف مفعولاتُ
9۔ جمیم	سخ مج سخ فاعلاتن	سخ مف سخ مُس تفعِ لن	سخ مف سخ مُس تفعِ لن
صریم: دائرہ پورا ہوگیا	مج سخ سخ	مف سخ سخ	مف سخ سخ
مرکب بحریں ختم ہوئیں	مفاعیلن	فاعِ لاتن	فاعِ لاتن

دائرۂ مختلفہ کی ریاضی

عروض علم بھی ہے اور فن بھی، لیکن عروض کا نام سن کر لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ اور اگر کسی رسالے میں اس موضوع پر کوئی مضمون چھپا ہو تو تیزی سے اس وقت تک ورق اُلٹے جاتے ہیں، جب تک دوسرے مضمون کی سرخی نہیں آجاتی۔ اس بات کا ذاتی مگر غائبانہ تجربہ مجھے یوں ہے کہ میں اس غیر مقبول موضوع پر لکھتا رہتا ہوں۔ فوری طور پر اس کے بارے میں بہت کم لوگ خط لکھتے ہیں۔ ہاں کبھی چھ مہینے بعد اور کبھی اس سے بھی زیادہ عرصے کے بعد لوگ بڑے اشتیاق سے خط لکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اتنے دنوں تک وہ اس مضمون میں پیش کیے گئے نکات سمجھتے رہے، بلکہ اس لیے کہ جب ان کے پاس کچھ پڑھنے کو نہ رہا اور ردّی میں پڑے اخباروں کے اشتہارات بھی پڑھ چکے تو مجبوراً اپنے بورڈم کو بہلانے کو وہ بھی خوشی سے نہیں، عروض پر مضمون پڑھ ڈالا اور پھر اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لیے یا وقت کاٹنے کے لیے (کیونکہ وقت ان کو کاٹ رہا تھا) مصنف کو خط لکھ دیا۔

عروض کے ساتھ مشکل یہ ہے کہ اسے مرحلہ بہ مرحلہ پڑھنا پڑتا ہے اور عروض پر اکثر لکھنے والے عام قاری کے لیے نہیں۔ عروضیوں کے لیے موشگافیاں کرتے ہیں۔ میں چونکہ عروضی نہیں ہوں اور عام انسان ہونے کا مجھے احساس رہتا ہے اور پچاس برس، جی ہاں نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوگیا عام قاری کے لیے لکھتے ہوئے، اس لیے عروض کے موضوع پر بھی میں عروضیوں کے مخصوص گروہ کے لیے

نہیں لکھتا اور چونکہ کلی شے (Cliche) اور اصطلاحات زیادہ استعمال نہیں کرتا، اس لیے میری بات عام قاری کو سمجھ میں فوراً آجاتی ہے اور اس کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ اگر میری معروضات میں کوئی بات غیر منطقی ہو تو مجھے ٹوک سکتا ہے اور نہیں تو عروض کے بارے میں اتنی معلومات تو اس کو ہو ہی جاتی ہیں کہ نہ صرف وہ نکتہ سمجھ لے بلکہ اس کی جانچ بھی کر سکے۔

دو اہم بحریں ہیں۔ ہزج اور متقارب۔ ہزج سالم (مثمن) میں مفاعیلن کی، ایک شعر میں آٹھ بار تکرار ہے۔ اس کے آہنگ سے آپ سب مانوس ہیں۔ غالب کا یہ مطلع:

ستایش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا
وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا

اور متقارب (مثمن میں) فعولن کی آٹھ بار گردان ہے، ایک شعر میں۔ اس آہنگ سے بھی آپ سب مانوس ہیں: سودا کا مطلع ہے:

گدا دستِ اہلِ کرم دیکھتے ہیں
ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں

مفاعیلن اور فعولن کا آہنگ ایک دوسرے سے بہت ملتا جلتا ہے، لیکن جب یہ ارکان مکرّر سہ کرر آتے ہیں تو آہنگ بدل جاتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ مفائی ہی فعولن ہے۔ مفاعیلن میں لُن زیادہ ہے۔ وہ دو حرفی کلمہ یا جزو کلمہ (چاہے بامعنی ہو یا بے معنی) جس میں پہلا حرف متحرک ہو (وہ تو ہوگا ہی) لیکن دوسرا ساکن ہو، اسے سببِ خفیف کہتے ہیں۔ اب ریاضی کی علامتوں کے ساتھ یوں لکھ سکتے ہیں:

فعولن + سببِ خفیف = مفاعیلن (اسے فعولاتن بھی کہہ سکتے تھے، لیکن عروضیوں نے آپ کو پریشان کرنے کے لیے ایسا نہیں کیا)

مفاعیلن - سببِ خفیف = فعولن

اب ریاضی کی ہی بات ہو رہی ہے تو یہ بھی سمجھ لیں کہ فعُو اور مُفَا ہم وزن

ہیں۔ ان کے پہلے اور دوسرے حرف متحرک ہیں اور تیسرا ساکن۔ دو حرکتیں ساتھ ساتھ ہیں، اس لیے اس تین حرفی کلمہ کو یا جزوِ کلمہ کو وتد مجموع کہتے ہیں۔ گویا مفاعیلن اور فعولن دونوں کے اجزائے ترکیبی میں ایک وتد مجموع ہے۔ ایک میں دو اور ایک میں ایک سببِ خفیف ہے۔ ریاضی کی زبان میں یوں لکھ سکتے ہیں:

وتد مجموع + سببِ خفیف = فعولن

وتد مجموع + سببِ خفیف + سببِ خفیف = مفاعیلن

عروضیوں نے سوچا کہ خماسی (پنج حرفی) فعولن اور سباعی (ہفت حرفی) ارکان کو ملا کر ایک نیا آہنگ بنایا جائے۔ یہ بہت آسان ہے۔ دو صورتیں تو سامنے کی ہیں:

1۔ مفاعیلُن فعولُن کو اکائی سمجھ کر، ان دو ارکان کی اسی ترتیب میں تکرار شروع کردیں۔

2۔ فعولن مفاعیلُن کو یونٹ سمجھیں اور ان دو ارکان کی تکرار اسی ترتیب سے کریں۔ یہ تو ہوا لیکن عروضیوں نے سوچا کہ یہ کافی نہیں ہے۔

اب ذرا ان آہنگوں کو بھی سمجھ لیں۔ شعر یہ ہے:

دکھا دے آج دریا دلی ساقی ہمیں بھی
ہر اک میخوار کے ہاتھ میں اک جام چھلکے

یہ کچھ اٹ پٹا سا آہنگ لگتا ہے، کیونکہ نہ مشاعروں میں اس بحر میں کلام سنا، نہ کوئی فلمی غزل لتا منگیشکر، آشا بھونسلے، محمد رفیع وغیرہ نے گائی، نہ مہدی حسن یا غلام علی ہی نے اس آہنگ کی کوئی غزل گائی اور تو اور کورس کی کسی کتاب میں بھی اس وزن کی کوئی نظم غزل، قصیدہ، مثنوی نہیں۔ لیکن یہ شعر بحر عریض میں موزوں ہے۔ ہر مصرع کا وزن ہے مفاعیلن فعولن مفاعیلن فعولن، تقطیع میں دیکھ لیں۔

1۔ دکھا دے آ (مفاعیلن) ج دریا (فعولن) دلی ساقی (مفاعیلن) ہمیں بھی (فعولن)

2۔ ہر اک میخوا (مفاعیلن) رکے ہا (فعولن) تھ میں اک جا (مفاعیلن) م چھلکے (فعولن)

یہ تاریکی آنکھوں میں چبھی جاے ہے اب تو
بھیانک ہی کوئی خواب ہم کو نظر آئے

اس آہنگ سے بھی ہم مانوس نہیں ہیں، کیونکہ رائج نہیں ہے لیکن ہے یہ بحر طویل کا آہنگ۔ ہر مصرع فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن کے وزن پر ہے۔ پہلے مصرع میں تاریکی کی ی اور دوسرے مصرع میں ہی کی ی دونوں گرتی ہیں تاریکی کی ی موصول ہے، اس لیے نہیں گرتی۔ یہ آگے کی بات ہے۔

1۔ یہ تاری (فعولن) کِ آنکھوں میں (مفاعیلن) چبھی جا (فعولن) ے ہے اب تو (مفاعیلن)

2۔ بھیانک (فعولن) ہِ کوئی خوا (مفاعیلن) ب ہم کو (فعولن) نظر آئے (مفاعیلن)

عروضیوں نے وتد مجموع اور سببِ خفیف کی مختلف ترتیبوں سے اور آہنگ بنانے کے بارے میں سوچا۔ ایک طریقہ تو یہ تھا۔ دو پرچیوں پر وتد مجموع لکھ لیتے اور تین سببِ خفیف اور ان کو مختلف ترتیبوں سے اس طرح سے رکھتے کہ دو وتد ایک ساتھ نہ آئیں۔ پھر جو ترتیب آئے اسے دہرائیں۔ لیکن یہ جوا ہوتا۔ اس میں کوئی قاعدہ نہ ہوتا۔ عروض علم ہے، اور اس میں قاعدے بھی ہیں۔ کس قاعدے سے بحریں نکلیں جسے عروض کی اصطلاح میں فکِ بحور کہتے ہیں، یا کہتے ہیں کیسے بحروں کا انفکاک ہوا۔ آئیے سمجھ لیں، ایک مرتبہ سمجھ لیں تو ہمیشہ یاد رہے گا:

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ وتد+سبب ہے فعولن اور وتد+سبب+سبب ہے مفاعیلن (وتد کے مطلب وتد مجموع اور سبب سے مراد سببِ خفیف) فعولن مفاعیلن سے شروع کرتے ہیں۔ ہ کے مطلب ہیں رکن ختم ہوا۔

1۔ وتد + سبب ہ وتد + سبب + سبب

2۔......سبب + وتد + سبب ہ سبب + وتد

3۔...........وتد + سبب + سبب ہ وتد + سبب

4۔........سبب + سبب + وتد ○ سبب + وتد

5۔........سبب + وتد ○ سبب + وتد + سبب

6۔........وتد + سبب ○ وتد + سبب + سبب

ملاحظہ فرمایا، چھٹے نمبر پر وہی ترتیب آ گئی جو پہلے نمبر پر تھی۔ دائرے میں ہوتا ہی یہی ہے کہ چکر پورا ہوا تو پھر وہیں پہنچ گئے۔ اسی لیے اسے دائرہ کہتے ہیں۔ فعولن اور مفاعیلن یا مفاعیلن فعولن سے مرکب بحروں کا انفکاک ہوتا ہے، تو اسے دائرۂ مختلفہ کہتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ فعولن خماسی رکن ہے (پانچ حرفوں کا) اور مفاعیلن سُباعی رکن ہے (سات حرفوں کا)

دائرہ مختلفہ میں جو پانچ بحریں نکلی ہیں، ان کے نام الگ الگ ہیں اور ان کے ارکان بھی الگ الگ ہیں۔ فعولن اور مفاعیلن کے: اجزائے ترکیبی سے ہم واقف ہیں، اوتاد اور اسباب کی مختلف ترتیبوں سے مختلف ارکان صورت پذیر ہوتے ہیں۔ آیئے اس کو ایک بار پھر دہرالیں کہ پچھلا سبق تازہ ہو جائے۔

1۔ فاعلن ہے سببِ خفیف + وتد مجموع
2۔ فاعلاتن ہے سببِ خفیف + وتد مجموع + سببِ خفیف
3۔ مستفعلن ہے سببِ خفیف + سببِ خفیف + وتد مجموع

آپ کے لیے پہچاننا مشکل نہیں ہے کہ دائرۂ مختلفہ کی جو پانچ بحریں ہیں ان کے بنیادی ارکان کیا ہیں:

1۔ فعولُن مفاعیلُن (کی تکرار) .... بحرِ طویل
2۔ فاعلاتن فاعلُن (کی تکرار) .... بحرِ مدید
3۔ مفاعیلن فعولن (کی تکرار) .... بحرِ عریض
4۔ مستفعلن فاعلن (کی تکرار) .... بحرِ بسیط
5۔ فاعلن فاعلاتن (کی تکرار) .... بحرِ عمیق

جو ترکیبیں اوتاد اور اسباب کی ہیں ان میں دو ارکان کے الگ ہونے کا مقام ایک جزو ادھر ادھر کردینے سے مختلف ارکان کی بحریں بھی بن سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر بحرِ مدید میں فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن (دو بار ہے) لیکن سبب+ وتد+ سبب ○ سبب وتد کے بجائے سبب+ وتد ○ سبب+ سبب+ وتد کردیں تو ہوگا فاعلن مستفعلن فاعلن مستفعلن (دوبار) مجموعی وزن اور اجزا کی ترتیب وہی ہے، جو بحرِ مدید کی ہے۔ یہی صورت بحرِ عریض میں بھی واقع ہوسکتی ہے۔ اگر پہلا رکن سبب+ وتد پر ختم کردیں اور دوسرا رکن سبب+ وتد+ سبب کردیں تو مفاعیلن فعولن کے بجائے فعولن فاعلاتن حاصل ہوں گے۔ اسی طرح بحرِ عمیق کہ فاعلن فاعلاتن کی تکرار کا آہنگ ہے، اگر ارکان پورے کردیں : سبب + وتد + سبب ○ وتد + سبب کردیں تو فاعلاتن فعولن کی تکرار کا آہنگ حاصل ہوگا۔ دونوں آہنگ ایک ہی ہیں۔ جہاں تک سالم بحر کا تعلق ہے لیکن مزاحف آہنگ بدل جائیں گے۔

ہم نے ان پانچ بحروں کا انفکاک فعولن مفاعیلن سے جس طرح کیا ہے، اس میں ترتیب یہ ہے :

1۔ بحرِ طویل 2۔ بحرِ مدید 3۔ بحرِ عریض 4۔ بحرِ بسیط اور 5۔ بحرِ عمیق

اب آیئے کہ مفاعیلن فعولن سے اس دائرے میں فکِ بحور کریں۔

1۔ وتد + سبب + سبب ○ وتد + سبب

2۔ سبب + سبب + وتد ○ سبب + وتد

3۔ سبب + وتد ○ سبب + وتد + سبب

4۔ وتد + سبب ○ وتد + سبب + سبب

5۔ سبب + وتد + سبب ○ سبب + وتد

6۔ وتد + سبب + سبب ○ وتد + سبب

اب بحور کی ترتیب یہ ہے :

1۔ مفاعیلن فعولن (کی تکرار) بحرِ عریض

2۔ مستفعِلُن فاعلن (کی تکرار) بحرِ بسیط

3۔ فاعلن فاعلاتن (کی تکرار) بحرِ عمیق

4۔ فعولن مفاعیلن (کی تکرار) بحرِ طویل

5۔ فاعلاتن فاعلن (کی تکرار) بحرِ مدید

نمبر 6 اور نمبر 1 ایک ہی اوزان ہیں۔ دائرہ پورا ہوا۔

کلاسیکی عروض کے حساب سے بحور کی ترتیب یہ ہے:

1۔ بحرِ طویل

2۔ بحرِ مدید

3۔ بحرِ بسیط

4۔ بحرِ عریض

5۔ بحرِ عمیق

بحور کے انفکاک کا طریقہ نجم الغنی نے ص 135 پر بحر الفصاحت میں یوں دیا ہے:

''بحرِ طویل اور بحرِ مدید اور بسیط بھی ایک دائرے سے ہیں۔ یعنی بحرِ طویل مرکّب ہے فعولن مفاعیلن سے۔ یہ رکن چار آتے ہیں۔ پس اگر فعولن کے سببِ خفیف سے شروع کریں اور وتد مجموع کو آخر میں ڈال دیں تو لُن مفاعی لن فعو چار بار ہو، بروزن فاعلاتن فاعلن چار بار، یہ بحرِ مدید ہے۔ اور اگر مفاعی لن کے پہلے سبب خفیف سے شروع کریں، اور وتد مجموع یعنی مفا کو آخر میں ذکر کریں، تو عی لن فعولن مفا چار بار بروزن مُستَفعِلُن فاعلن چار بار ہو جائے۔

یہ وزن بحرِ بسیط کا ہے۔ اور بعض عروضیوں نے بحرِ عریض اور بحرِ عمیق کو بھی اس دائرے سے انفکاک کیا۔ بحرِ عریض مفا سے شروع کر کے، مفاعی لن فعولن چار بار ہے اور بحرِ عمیق لُن سے شروع ہو کر لن فعولن مفاعی چار بار، بروزن فاعلن فاعلاتن چار بار ہے۔ اس حساب سے پانچ بحریں ایک دائرے سے نکلتی ہیں۔''

بحر الفصاحت میں فکِ بحور کا طریقہ درج ہے۔ اس کے حساب سے طویل، مدید، اور بسیط تین بحریں تھیں، بعض عروضیوں نے ان میں عریض و عمیق کا اضافہ کیا۔

اسباب اور اوتاد کے مقامات وہی رہیں، لیکن ارکان کے ختم اور شروع یعنی تقسیم کا مقام بدل دیں تو مدید کی جڑواں بحر فاعلن مستفعلن فاعلن مستفعلن (دوبار) عریض کی جڑواں بحر فعولن فاعلاتن فعولن فاعلاتن (دوبار) اور عمیق کی جڑواں بحر فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن بھی اس دائرے میں اضافہ کی جا سکتی ہیں۔

آخر میں دائرہ مختلفہ کی بحور کے آہنگوں کو مثالوں سے سمجھ لیں:

1۔ بحرِ طویل مثمن: فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن (دوبار)

یہ تاریکی آنکھوں میں چبھی جائے ہے اب تو
بھیانک ہی کوئی خواب ہم کو نظر آئے

تقطیع پہلے پیش کی جا چکی ہے۔

2۔ بحرِ مدید مثمن: فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن (دوبار)

سنگ دل ہے، سخت دل، کیا کہوں، کیسے کہوں
اے مرے کم بخت دل، کیا کہوں، کیسے کہوں

اے مرے کم (فاعلاتن) بخت دل (فاعلن) کیا کہوں گے (فاعلاتن) سے کہوں (فاعلن) سنگ دل ہے (فاعلاتن) سخت دل (فاعلن) کیا کہوں گے (فاعلاتن) سے کہوں (فاعلن)

3۔ بحرِ عریض مثمن: مفاعیلن فعولن مفاعیلن فعولن

دکھا دے آج دریا دلی ساقی ہمیں بھی
ہر اک میخوار کے ہاتھ میں ایک جام چھلکے

تقطیع پہلے پیش کی جا چکی ہے۔

4۔ بحرِ بسیط مثمن: مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن (دوبار)

تم تھے بہت مطمئن، اس نے بلایا تھا رات
کچھ سانحا؟ کیا ہوا؟ کچھ تو کہو، چپ ہو کیوں؟

تم تھے بہت (مستَفعِلُن) مطمئن (فاعلن) اس نے بلا (مستفعلن) یاتھَ رات (فاعلان) کچھ سانحا (مستَفعِلُن) کیا ہوا (فاعلن) کچھ تو کہو (مستفعلن) چُپ ہ کیوں (فاعلن)

5۔ بحرِ عمیق مثمن: فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن (دوبار)

دل ہے آئینہ خانہ، عکس ہی عکس ہیں بس
کوئی تصویر اپنی مستقل تم ہی رکھتے!

دل آ (فاعلن) ای نہ خانا (فاعلاتن) عکس ہی (فاعلن) عکس ہیں بس (فاعلاتن) کوی تص (فاعلن) ویر اپنی (فاعلاتن) مستقل (فاعلن) تم دِ رکھتے (فاعلاتن)

6۔ مدید مثمن کی جڑواں بحر، فاعلن مستفعلن فاعلن مستفعلن (دوبار)

بنیادی طور پر سالم بحر کا آہنگ وہی ہے جو مدید کا ہے، کیونکہ فاعلن مستفعلن ملا کر فاعلاتن فاعلن کے برابر عروضی قیمت رکھتے ہیں۔ ایک مثال اور سہی کہ تقطیع کی ایک اور مشق ہوجائے۔

میکدے میں کس لیے، ذکرِ جنّت زاہدا
خوب تر جنّت ہے کیا، جنتِ کشمیر سے؟

میکدے (فاعلن) میں کس لیے (مُستَفعِلُن) ذکرِ جن (فاعلن) نت زاہدا (مُستَفعِلُن) خوب تر (فاعلن) جنّت ہَ کیا (مُستَفعِلُن) جن نتے (فاعلن) کشمیر سے (مُستَفعِلُن)۔

7۔ عریض مثمن کی جڑواں: فعولن فاعلاتن فعولن فاعلاتن (دوبار)

نگارستانِ ہستی، تماشا ہی تماشا
تماشائی مگر خود تماشے ہی کا حصّہ

نگارس (فعولن) تانِ ہستی (فاعلاتن) تماشا (فعولن) ہی تماشا (فاعلاتن) تماشا (فعولن) ای مگر خود (فاعلاتن) تماشے (فعولن) ہی ک حصّہ (فاعلاتن) کا، کا الف گرتا ہے۔

8۔ عمیق مثمن کی جڑواں بحر: فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن

آج کی رات ساقی سارے تشنہ شرابی
ایک ہوکر لگائیں نعرۂ انقلابی

آج کی را (فاعلاتن) ت ساقی (فعولن) سارِتشنا (فاعلاتن) شرابی (فعولن) ایک ہوکر (فاعلاتن) لگائیں (فعولن) نعرائے ان (فاعلاتن) قلابی (فعولن)

سالم صورت میں جڑواں بحروں کا آہنگ مختلف نہیں ہے۔ جڑواں بحروں کی مزاحف صورتیں یقناً زحافات مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوسکتی ہیں۔ ان جڑواں بحروں کو دائرے میں کیوں نہیں رکھا گیا، یہ بات اس وقت سمجھ میں آئے گی جب بحروں اور جڑواں بحروں کے مزاحف آہنگوں میں شعر کہے جائیں اور ان کا موازنہ کیا جائے۔ کیوں نہ آپ ہی یہ کام کریں؟

بحورِ مفردہ

1۔متقارب

1۔اس بحر کا بنیادی رکن فعولن ہے۔اس کے زحافات ہم دیکھ چکے ہیں۔سب سے آسان آہنگ متقارب سالم مثمن کا ہے، جس میں فعولن شعر میں آٹھ بار، یعنی مصرع میں چار بار ہوتا ہے۔مثال یہ ہے:

زماں ماورائے زماں اور بھی ہیں
مکاں ماورائے مکاں اور بھی ہیں

زماں ما (فعولن) ورا ے (فعولن) زماں او (فعولن) ربھی ہیں (فعولن)
مکاں ما (فعولن) ورا ے (فعولن) مکاں او (فعولن) ربھی ہیں (فعولن)

2۔اسی کو دونا کردیں تو اسے متقارب سالم مثمن مضاعف کہتے ہیں۔یعنی مصرع میں فعولن آٹھ بار اور شعر میں سولہ بار۔مثال یہ ہے:

کیا ہم نے موقوف آہوں کا بھرنا تو کیوں کر یہ پہنچیں گی بابِ اثر تک
یہ وعدے کی شب ہے تم آؤ نہ آؤ ہمیں جاگنا ہے طلوعِ سحر تک

کیا ہم (فعولن) نِ موقو (فعولن) ف آہوں (فعولن) کَ بھرنا (فعولن) تُ
کیوں کر (فعولن) یہ پہنچیں (فعولن) گِ با۔بے (فعولن) اثر تک (فعولن)

یے وعدے (فعولن) کِ شب ہے (فعولن) تُ ما اُو (فعولن) نَ آ اُو فعولن

ہمیں جا (فعولن) گنا ہے (فعولن) طلوعے (فعولن) سحر تک (فعولن)

3۔ چوتھا رکن (عروض رضرب) محذوف یعنی فَعَل کر دیں اور شعر میں آٹھ رکن (مصرع) میں چار رکن ہوں تو اس کو متقارب مثمن محذوف (الآخر) کہتے ہیں اور اگر آخری رکن مقصور (فعول) ہو تو بحرِ متقارب مثمن مقصور (الآخر) کہلاتی ہے۔ ان دونوں کا خلط جائز ہے۔ یعنی ایک مصرع مقصور پر ختم ہو اور دوسرا محذوف پر، جیسا اس شعر میں ہے:

انا ہے تو باقی رہے گی ضرور
یہی ایک شے ہے جو فانی نہیں

اَنا ہے (فعولن) تُ باقی (فعولن) رہے گی (فعولن) ضرور (فعول): مقصور
یہی اے (فعولن) ک شے ہے (فعولن) جُ فانی (فعولن) نہیں (فعَل): محذوف

4۔ فعولن شعر میں چھ بار (مصرع میں تین بار) ہو تو متقارب مسدّس سالم ہے، مثال:

پہنچتی ہے کوئے ملامت
ہماری خبر ہم سے پہلے

پہنچتی (فعولن) ہَ کوا ے (فعولن) ملامت (فعولن)
ہماری (فعولن) خبر ہم (فعولن) سِ پہلے (فعولن)

5۔ مسدّس کنیڈے میں بھی آخری رکن محذوف ہو، تو متقارب مسدس محذوف الآخر کہتے ہیں اور آخری رکن مقصور ہو تو مقصورالآخر کہتے ہیں۔ دونوں کا خلط بھی جائز ہے۔ مثال:

ہے اس میں ہمارا بھی نام......(مقصور)
کہانی ہماری نہیں!......(محذوف)

ہ اِس میں (فعولن) ہمارا (فعولن) بھِ نام (فعولْ)
کہانی (فعولن) ہماری (فعولن) نہیں (فعَلْ)

6۔اب جو آہنگ ہے، وہ ذرا مختلف ہے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ مزاحف کی تبدیلی سے آہنگ میں رنگارنگی کیسے پیدا ہوتی ہے۔ فع لن اثلم ہے۔ فعْلن فعولن کی تکرار کا آہنگ ملاحظہ فرمائیں۔ فعْلن فعولن فعْلن فعولن ، چار رکن ایک مصرع میں آٹھ رکن شعر کے دونوں مصرعوں میں ملاکر۔ یہ آہنگ کہلاتا ہے متقارب اثلم سالم: مربعؔ مضاعف

غمزے سمجھ لو، سمجھو ادائیں
اس کی وفائیں، اس کی جفائیں
غمزے (فعْلن) سمجھ لو (فعولن) سمجھو (فعْلن) ادائیں (فعولن)
اس کی (فعلن) وفائیں (فعولن) اس کی (فُعلن) جفائیں (فعولن)

7۔ اثلم اور سالم ارکان کے خلط کا آہنگ ملاحظہ فرمایا۔ اب فعْلن کی تکرار کا آہنگ ملاحظہ فرمائیں۔ سالم رکن فعولن میں خرم ہونے سے عولن بچا تھا، جسے فعْلن سے بدلا گیا تھا۔ اس ایک سرِ وتد کے اڑنے سے آہنگ کتنا بدل گیا۔ اثرم اور اثلم مزاحف، چوں کہ صدر و ابتدا سے مخصوص ہیں، لیکن باوجود اس کے کہ اہلِ ایران نے انھیں عام کردیا ہے حشو اور عروض اضرب کے لیے بھی، لیکن ہم اس سے احتراز کریں گے کہ انھیں حشو یا آخرِ مصرع میں رکھیں۔ فعْلُ فعولُ فعَلْ فعولن میں تخنیق سے بھی مصرع میں چار فعْلُن حاصل ہوتے ہیں، اس لیے ہم اثرم مقبوض مقبوض سالم (2 بار) سے یہ آہنگ اور مزاحف تخنیق سے حاصل کریں گے۔ مثال ملاحظہ فرمائیں:

اپنا کوئی محفل میں ہو
کس سے کہیے دل کی باتیں
اپنا (فعْلن) کوای (فعْلن) محفل (فعْلن) میں ہو (فعْلن)

کس سے (فعْلن) کہیے (فعْلن) دل کی (فعْلن) باتیں (فعْلن)

روایت ہے کہ اہل ایران نے خرم کو عام زحاف کردیا۔ اگر اثلم فعْلُن حشو اور عروض وضرب میں نہ استعمال کریں تو بھی تخنیق سے فعْلن ان مقامات کے لیے فراہم ہے۔ فعْلُن رکن کی تکرار میں ایک متعین آہنگ ملتا ہے، لیکن تخنیق سے رنگارنگی، تنوع کے بھی امکانات ہیں۔

مصرع میں چار بار فعْلُن یوں بھی حاصل کرسکتے ہیں:

صدر میں اثرم فعْلُ حشو میں مقبوض فعولُ (2) عروض رضرب میں سالم فعولن

فعلُ فعولُ فعولُ فعولن

تخنیق کے بعد یہ ترتیبیں حاصل ہوتی ہیں:

2۔ فعْلُن فعْلُن فعْلُن فعْلُن

3۔ فعْلُ فعولن فعْلُ فعولن

4۔ فعْلُن فعْلُ فعولن فعلن

5۔ فعْلُ فعولن فعْلُن فعْلُن

6۔ فعْلُن فعْلُن فعْلُ فعولن

7۔ فعْلُن فعْلُ فعولُ فعولن

اگر فعْلن رکن مقرر کرنے کے بجائے ایک ہی غزل رنظم میں اتنے ارکان کے استعمال اور رنگارنگی آہنگ میں کرنا چاہیں، تو طریقہ آپ کے سامنے ہے۔

8۔ فعلُ فعولن کی تکرار کا آہنگ بہت مختلف نہیں ہے، لیکن کچھ تو الگ ہے۔ اس ترتیب سے یہ ارکان ہوں تو متقارب اثرم سالم کی تکرار کا آہنگ وجود میں آتا ہے (مربع مضاعف کینڈے میں):

چپ جو رہیں تو دل میں چبھن ہو
بات کریں تو ہونٹ جلیں گے

چپ جُ (فعْلُ) رہیں تو (فعولن) دل مِ (فعْلُ) چُبھن ہو (فعولن)

بات (فعْلُ) کریں تو (فعولن) ہونٹ (فعْلُ) جلیں گے (فعولن)

اب آپ کو ایک راز کی بات بتاؤں؟ فعْلُن فعْلن اور فعْلُ فعولن کے آہنگ ایک دوسرے کے اتنے قریب کیوں ہیں کہ ایک ہونے کا دھوکا ہوسکتا ہے؟ آپ کے لیے اور میرے لیے یہ عروض کا کھیل ہے، لیکن عروض کے جغادریوں نے سوئی کی نوک پر فرشتوں کی فوج کی صف آرائی کردی ہے۔ یاد کیجیے، تین متوالی حرکات ہوں تو وسطی ساکن ہوجاتی ہے۔ فعْلُ فعوْلن۔ ان دو پر غور کیجیے۔ ل، ف، اور ع متحرک ہیں۔ ف کو ساکن کیا تو کیا ہوا؟ فعْلُف عُولُن۔ یہ کیا ہے؟ فعْلُن فعْلن

کھیل یہ ہے کہ متقارب اثلم سے متقارب اثرم سالم تو نہیں بنتا، لیکن متقارب اثرم سالم سے متقارب اثلم کا آہنگ نمودار ہوجاتا ہے۔

آپ پوچھیں گے اس کا فائدہ کیا ہے؟ ہاں، اس کا فائدہ کیا ہے؟ بہت جائز سوال ہے۔ سوال جتنا جائز ہے، جواب بھی اتنا ہی معقول ہے، ایک ہی آہنگ سے کئی آہنگ جائز طریقے سے پیدا ہوجاتے ہیں۔ اور ان کا خلط جائز ہے۔

مختلف آہنگ دیکھیے شعر ہیں جن کا دوسرا مصرع ایک ہی ہے:

جھیلے جو صدمات سنے گا　　کون ہماری بات سنے گا
نفسی نفسی کا عالم ہے　　کون ہماری بات سنے گا
سب کو اپنی اپنی پڑی ہے　　کون ہماری بات سنے گا
اپنے دکھوں سے چُور سبھی ہیں　　کون ہماری بات سنے گا
یہ دنیا ہے پاگل خانہ　　کون ہماری بات سنے گا
آج کسی کو فرصت کب ہے　　کون ہماری بات سنے گا

دوسرے مصرع کا وزن ہے فعْلُ فعولن فعْلُ فعولن۔ ہر شعر مانوس آہنگ میں ہے اور ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ پہلے مصرعوں کے آہنگ ذرا ذرا سے مختلف ہیں۔ آہنگ کی یہ رنگارنگی تخنیق کی وجہ سے ہے۔ پہلے دوسرے مصرع کی تقطیع کرتے ہیں:

کون (فعْلُ) ہماری (فعولُن) بات (فعْلُ) سنے گا (فعولن)

اب باقی مصرعوں کی تقطیع

1۔ جھیلے (فعْلُن) جو صد (فعْلُن) مات (فعْلُ) سنے گا (فعولن)
نفسی (فعْلن) نفسی (فعْلن) کا عا (فعْلن) لم ہے (فعْلن)
2۔

3۔ سب کو (فعْلن) اپنی (فعْلن) اپنِ (فعْلُ) پڑی ہے (فعولن)
4۔ اپنِ (فعْلُ) دکھوں سے (فعولن) چور (فعْلُ) سبھی ہیں (فعولن)
5۔ یہ دُن (فعْلن) یا ہے (فعْلن) پاگل (فعْلن) خانہ (فعْلن)
6۔ آج (فعْلُ) کسی کو (فعولن) فرصت (فعْلن) کب ہے (فعْلن)

چوتھے مصرع کا وہی وزن ہے، جو مطلع کے مصرع ثانی کا ہے، بلکہ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ مطلع کے مصرع ثانی کے ارکان وہی ہیں جو چوتھے شعر کے پہلے مصرع کے ہیں۔

باقی شعروں کے پہلے مصرعوں میں یہ صورت ہے:
دوسرے اور پانچویں میں چاروں رکن فعلن ہیں۔
پہلے (مطلع) میں ارکان یوں ہیں: فعْلن فعْلن فعْلُ فعولن۔
آخری یعنی چھٹے میں ارکان یہ ہیں: فعْلُ فعولن فعْلن فعْلن

جتنی ممکنہ صورتیں تھیں آ گئیں۔ اب اگر بحر مثمن مضاعف ہو یعنی شعر میں سولہ اور مصرع میں آٹھ ارکان تو اور تنوع ممکن ہے۔

آپ نے تخنیق (یعنی دو ارکان میں تسکینِ اوسط) کا کھیل دیکھا، فعْلُ فعولن سے جو دو فعْلُن بنتے ہیں، وہ اثلم ہرگز نہیں ہیں۔ ہمارے ایک بہت محترم عروضی حکیم نجم الغنی مرحوم کو جن کی کتاب بحرالفصاحت، جو عروض، بلاغت اور علم بیان کے موضوعات پر نصاب کی کتاب کا مرتبہ رکھتی ہے تسامح ہوا اور انھوں نے متقارب مثمن اثرم سالم الآخر (فعْلُ فعولن فعْلُ فعولن دوبار) کے تحت جہاں اور مثالیں دی ہیں وہاں میر کی مثنوی "جوشِ عشق" کے اشعار (مع تقطیع کے) نقل کرنے سے پہلے لکھا (ص 223):

> ''اس وزن میں رکن فعلُ و فعولُن اثرم و سالم کے ساتھ، رکن اثلم یعنی فعْلن بہ سکونِ عین بھی آتا ہے، اور خلط ارکان کا ایک وزن میں روا بلکہ کثرت سے شائع ہے۔''

کمال عرض کرتا ہے کہ صاحب بحرالفصاحت سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے اور اس کی طرف اشارہ کرنا ایک نہایت ناخوشگوار اور تکلیف دہ فرض ہے تا کہ اس عہد میں جب عروض سے دلچسپی ادب کے عالموں کو بھی خال خال ہے، نئی نسل کے جو لوگ عروض پڑھیں، وہ بحرالفصاحت کے اس اندراج سے دھوکا نہ کھائیں۔ یہ فعْلن جیسا کہ عرض کیا گیا، مخنق ہے، اثلم نہیں۔

صاحب بحرالفصاحت سے تقطیع کرنے میں لغزشیں ہوئی ہیں۔ عروض کے طلبہ گمراہ نہ ہوں، صرف اس وجہ سے ان مقامات کی نشاندہی کی جارہی ہے۔ حرف گیری ہرگز مقصد نہیں۔ اغلاط کی نشاندہی سے صاحب بحرالفصاحت کا کام اور وقیع و مفید ہوگا۔ ایک فردِ واحد نے وہ کام کیا ہے جو ادارے بھی مشکل سے کرپاتے ہیں۔ جہاں تقطیع میں تسامح ہوا ہے وہ مقامات ہیں:

1۔ خواب وخورش کا نام نہ آیا ایک گھڑی آرام نہ آیا

فعْلُ فعولُن فعولُ فعولن

درست تقطیع یہ ہے:

خواب (فعْلُ) خورش کا (فعولن) نام (فعْلُ) نَ آیا (فعولن)

2۔ برقِ خرمن عالمِ امکاں = فعلن فعلن فعل فعلن

درست تقطیع یہ ہے:

برقے (فعْلُن) خرمن (فعْلن) عالَ (فعْلُ) مِ امکاں (فعولن)

9۔ اس سے بہت ملتا جلتا ایک اور آہنگ ہے متقارب میں، جو اثرم اور مقبوض کی تکرار اور عروض رضرب میں محذوف فعَلْ کی ترتیب سے وجود میں آتا ہے۔

فعْلُ فعولُ فعْلُ فعَل

عروض وضرب میں مقصور بھی لایا جاسکتا ہے۔

فعْلُ فعولُ فعْلُ فعول

ہیں تو محذوف الآخر اور مقصور الآخر دو الگ بحریں لیکن چونکہ مقصور اور محذوف کا خلط عروض رضرب میں جائز بھی ہے اور عام بھی، اس لیے ہم طولِ کلام سے بچنے اور ضخامت کو کم کرنے کے لیے ان کا ایک ساتھ ذکر کریں گے۔ اس طرح آپ بھی اکتائیں گے نہیں۔ اب اتنا تو سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ مثمن کنیڈے میں بحر کا کیا نام ہوگا؟ جی فرمائیں...... بالکل درست متقارب مثمن اثرم مقبوض محذوف رمقصور۔ محذوف الآخر رمقصور الآخر لکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ اثرم مقبوض نے ترتیب طے کردی، مثمن سے یہ طے ہوگیا کہ شعر میں آٹھ ارکان یا مصرع میں چار ارکان ہیں۔ ظاہر ہے عروض رضرب کو چھوڑ کر ایک ہی رکن بچتا ہے، وہ اثرم ہی ہوگا اور عروض کو بھی سمجھ لیں۔ مقبوض سے یعنی ترتیب میں دوسرے رکن سے اس کا یہ رشتہ ہے کہ فعولْ کا لام ساکن ہو تو مقصور اور فعولُ کا لام ساقط ہو تو فعَل (لام ساقط ہونے سے فعو رہا، جو فعَل ہے)۔ یہ مزاحف پر زحاف لگا کر مزاحف۔ بنانا نہیں بتا رہا ہوں کیونکہ مزاحف پر زحاف نہیں لگتا۔ میں آپ کو آہنگ اور ارکان کا رشتہ سمجھنے کا آسان طریقہ بتا رہا تھا۔ اسے آپ شارٹ کٹ سمجھ لیں۔ اگرچہ عروض میں شارٹ کٹ نہیں لگتے۔

اچھا آیئے تو اس کی مثال دیکھ لیں۔ ایک ہی بیت میں محذوف اور مقصور صورتیں:

خاک ہوں چشمِ اہلِ نظر
یہ تو کہو، ہوں دل کا غبار

دو چار بار بلکہ زیادہ بار یہ شعر گنگنایئے اور اگر آپ سُر سے درست ہیں تو ترنم سے بھی پڑھیے، تاکہ کوئی اور موجود ہو تو اس کی سماعت پر بار نہ ہو۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس کا آہنگ پچھلے آہنگ سے بالکل مختلف تو نہیں، لکن کچھ مختلف ضرور

ہے۔ اب آیئے تقطیع دیکھ لیں:

خاک (فعْلُ) ہُ چشم (فعولُ) اہلِ (فعْلُ) نظر (فعَلْ)

یہ ٹ (فعْلُ) کہوہُ (فعولُ) دل کَ (فعْلُ) غبار (فعولْ)

''عروض و آہنگ اور بیان'' میں ص 27 پر شمس الرحمٰن فاروقی نے شکوہ کیا ہے کہ اردو کے شاعر وہ بھی جو آزاد نظمیں لکھتے ہیں، مربّع، مسدّس، مثمن (اور ان کے مضاعف) آہنگوں کے حجرۂ ہفت بلا سے نہیں نکل سکے۔ یہ شکوہ بالکل درست تو نہیں لیکن بڑی حد تک درست ہے۔ میں ان کا ہم خیال ہوں کہ ارکان کی تعداد کے سلسلے میں لکیر کے فقیر نہ رہیں تو نئے آہنگ زیادہ خوشگوار ہوں گے کیونکہ پٹی ہوئی ڈگر سے مختلف ہوں گے۔ آزاد نظم کے سلسلے میں چوتھے اور پانچویں دہے میں تجربے جو میں نے کیے تھے، ان کا کچھ ذکر میں نے اپنی دوسری کتاب میں کیا ہے۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جو مثال ابھی پیش کی گئی، وہ محرّف ہے۔ اصل شعر یوں ہے:

خاک ہوں چشمِ اہلِ نظر میں مگر

شکر! کسی کے دل کا نہیں ہوں غبار

اسے آپ سمجھ لیں۔ ہر مصرع میں پانچ رکن ہیں۔ شعر میں کل ملا کر دس۔ چار رکن فعْلُ فعولُ فعْلُ فعولُ اور پانچواں رکن عروض میں فعَلْ اور ضرب میں فعولْ ہے۔ تقطیع آپ خود کیجیے، آپ کو مشق بھی ہو جائے گی۔ محرف شعر کی تقطیع آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔ مگر کوئی دشواری محسوس کریں (جو میرا خیال ہے نہیں محسوس کریں گے) تو اس پر ایک نظر ڈالیں۔

موضوع سے میں نہیں ہٹا تھا۔ آپ کو صرف یہ بتانا تھا کہ اگر آپ نے عروض کو سمجھ لیا تو ارکان گھٹا بڑھا کر تجربے آپ بھی کر سکتے ہیں۔ اب ہم پھر مثمن اثرم مقبوض مقصور/محذوف پر واپس آتے ہیں۔ اس وقت متقارب ہمارا موضوع ہے، اس لیے ظاہر ہے اسی بحر کی اس صورت کے بارے میں گفتگو ہوگی۔

محذوف الآخر کے ارکان تو آپ کو یاد ہی ہوں گے۔ فعْلُ فعولُ فعْلُ فعَلْ (دوبار) اور مقصور الآخر کے: فعْلُ فعولُ فعْلُ فعولْ

مثال اس کی پہلے بھی گزر چکی ہے۔ ایک اور دیکھ لیں۔ عروض محذوف ہے، یعنی فعَلن ہے اور ضرب فعولُ ہے، یعنی مقصور۔

پیرِ مغاں سلام مرا
ایک بس ایک جامِ شراب

پیر (فعْلُ) مغاں س (فعولُ) لام (فعْلُ) مرا (فعَلن)
ایک (فعْلُ) بسیک (فَعولُ) جامِ (فعْلُ) شراب (فعولْ)

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ 'بس ایک' میں الف موصول ہوگیا اسے ہمزۃ الوصول کہتے ہیں۔ یعنی س کی صوت کے ساتھ یک جان و یک قالب ہوگیا۔ آپ نے یہ بھی نوٹ کیا ہوگا کہ جب فعْلُ فعُولُ اور فعْلُ فعُولُ اور فعْلُ فعَلن ساتھ ساتھ آتے ہیں تو تین حرکات ساتھ ساتھ ہوجاتی ہیں۔ تخنیق کے عمل سے وسطی حرف ساکن کیا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک ہی مزاحف بحر میں کئی آہنگ پیدا ہوجاتے ہیں۔ درست ہوگا یہ کہنا کہ ایک آہنگ ذرا سے تصرف سے رنگارنگ ہوجاتا ہے۔

اوریجنل محذوف اور مقصور کی ایک ایک ترتیب تو آپ نے سمجھ لی۔ ان میں سے ہر ایک کی تخنیق سے تین تین اور ترتیبیں ممکن ہیں۔ خالی فعلُ فعولُ کی گردان سے آپ بور ہوجائیں گے، اس لیے آپ کو مثال میں شعر سنائیں۔ سات شعروں کی ایک ہی غزل میں یہ صورتیں موجود ہیں۔ کچھ ترتیبیں ایک سے زیادہ بار آگئی ہیں۔ یہ تو ہوگا ہی:

پیاسے، مضمحل میخوار میکدہ میں ہے ہاہا کار
بھیک کے ٹکڑے مانگتے ہیں جن ہاتھوں سے ہیں شہکار
کہتی ہے، آؤ، ستالو یادوں کی یہ راہ گزار
خاموشی ہے طرزِ کلام میرا سکوت بھی اظہار
اس کی زلف چھو آئی؟ اور مہک نسیمِ بہار
شہر بنے ہیں ویرانے خون کی ہوتی ہے بوچھار
بدلے گا نظامِ کہن عہدِ نو کے ہیں آثار

اب تقطیع بھی دیکھ لیں:

1۔ پیاسے (فعْلن) مضمر (فعْلُ) جل ے (فعْلن) خوار (فاع)	فعْلن فعْلُ فعْلن فاع
میک (فعَل) دِ میں ہ (فعولُ) ہاہا (فعْلن) کار (فاع)	فعَلُ فعولُ فعْلن فاع
2۔ بھیک (فعْلُ) کِ تک ٹر (فتولُ) مانگ (فعْلُ) تِ ہیں (فعَل)	فعْلُ فعولُ فعْلُ فعَل
جن ہا (فعْلن) توں سِ (فعْلُ) ہیں شہ (فعْلن) کار (فاع)	فعْلن فعْلُ فعْلن فاع
3۔ کہتِ (فعْلُ) ہ آو (فعولُ) ستا (فعْلن) لو (فع)	فعْلُ فعولُ فعْلن فع
یادوں (فعْلن) کی یے (فعْلُ) راہ (فعْلُ) گذار (فعول)	فعْلن فعْلُ فعْلُ فعولُ
4۔ خامو (فعْلن) شی ہ (فعْلُ) طرزِ (فعْلُ) کلام (فعولُ)	فعلن فعْلُ فعْلُ فعولُ
مَیر (فعْلُ) سکوت (فعولُ) بھی اظ (فعْلن) ہار (فاع)	فعْلُ فعولُ فعْلن فاع
5۔ اس کی (فعْلن) زلف (فعْلُ) چھوآ (فعْلن) ئی یعنی ای (فع)	فعلن فعْلُ فعلن فع
اور (فعْلُ) مہک نَ (فعولُ) سیمِ (فعْلُ) بہار (فعولُ)	فعلُ فعولُ فعلُ فعولُ
6۔ شہر (فعْلُ) بنے ہ (فعولُ) ویرا (فعْلن) نے (فع)	فعْلُ فعولُ فعْلن فع
خون (فعْلُ) کِ ہوتِ (فعولُ) ہے بو (فعْلن) چھار (فاع)	فعْلُ فعولُ فعلن فاع
7۔ بدلے (فعْلن) گانِ (فعْلُ) ظامِ (فعْلُ) کہن (فعَلُ)	فعلن فعْلُ فعلُ فعَلُ
عہدے (فعْلن) نوکِ (فعْلُ) ہیں آ (فعْلُن) ثار (فاع)	فعْلن فعْلُ فعْلن فاع

چار صورتیں محذوف کی اور چار صورتیں مقصور کی ممکن ہیں اور ان آٹھوں صورتوں کا خلط جائز ہے، کیونکہ محذوف اور مقصور کی صرف ایک ایک ترتیب اصل ہے، باقی تخنیق سے صورت پذیر ہوتی ہیں۔

یہ حسنِ اتفاق ہے کہ تخنیق کے بعد جو ترتیبیں وجود میں آتی ہیں، ان کے مختلف مزاحف فعولن کے مزاحف بھی ہیں اور ان ترتیبوں کے ساتھ بحروں کے نام بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن ایک بات سمجھ لیجیے، جو عروض کی کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گزری۔ وہ کانٹے کی بات یہ ہے کہ اگر آپ نے اثلم، مقبوض اثلم کے ساتھ عروض وضرب میں اثلم محذوف/اثلم مقصور مزاحف رکھے تو صورت یہ ہوگی (مصرع میں)

فعلن فعْلُ فعلن فع رفاع

اس میں تین متواتر حرکات کہیں نہیں آتیں، اس لیے تخنیق کا عمل بھی نہیں ہوسکتا اور ہر مصرع انھی مزاحف کے اوزان پر ہوگا جو آٹھ ترتیبیں ہم نے ابھی دیکھی ہیں، ان میں یہ آہنگ بھی شامل ہے، لیکن مختق آہنگ کی حیثیت سے۔ اپنے آزادانہ آہنگ کی وجہ سے اس کو آہنگوں کے کوہِ طور کی سیر کرنے کی چھوٹ نہیں ہے۔

اثرم اور مقبوض مزاحف کی ایک اور ترتیب اس طرح ہے (مثمن، ارکان کی تعداد دوبار)

اثرم مقبوض مقبوض محذوف رمقصور:
فَعْلُ فَعُولُ فَعُولُ فَعَلْ رفعولْ

مزاحف کی ترتیب بحرالفصاحت اور آئینہ بلاغت وغیرہ میں نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اہم ترتیب ہے اور اس میں تخنیق کے امکانات اتنے ہی ہیں، جتنے پچھلی ترتیب میں تھے۔ اس ترتیب میں تخنیق سے آہنگوں کی جتنی رنگارنگی پیدا کی جاسکتی ہے اور آہنگوں میں شاید نہیں۔ اب آپ تقطیع کرنے میں ماہر ہوگئے ہوں گے، اس لیے صرف ارکان کی نشاندہی کی جائے گی:

تشنہ لبی ہے عذاب، عذاب	فعْلُ	فعولُ	فعولُ	فعولْ
شور شرابہ شراب، شراب	فعلُ	فعولُ	فعولُ	فعولْ
تم ہی بتاؤ، فریبِ نظر	فعْلُ	فعولُ	فعولُ	فعَلْ
کیا یہ نہیں ہے؟ سراب، سراب	فعلُ	فعولُ	فعولُ	فعولْ
چہرہ بدلا ہے تم نے؟	فعلن	فعْلن	فعْلن	فع
یا بدلی ہے تم نے نقاب؟	فعلن	فعْلن	فعْلُ	فعولْ
مانیں کیسے تمھاری بات	فعْلن	فعْلُ	فعولن	فاع
لاؤ ذرا دیکھیں تو کتاب	فعلُ	فعولن	فعْلُ	فعول
زخمی ہے پہلے ہی ساز	فعْلن	فعْلن	فعْلن	فاع
ٹوٹ نہ جائے کہیں مضراب	فعلُ	فعولُ	فعولن	فاع

اپنے خواب کہاں ہیں اب　　فعْلن　فعْل　فعولن　فع
دیکھ رہے ہیں تمھارے خواب　　فعْل　فعولُ　فعولن　فاع
بھوک میں کچھ بھی نظر نہ آئے　　فعْلُ　فعولُ　فعولن　فاع
آنکھ کنول، ابرو محراب　　فعْلُ　فعولن　فعلن　فاع

دیکھا آپ نے، کتنے آہنگ ہیں اور ان سب کا خلط جائز ہے، اگر اثرم مقبوض مقبوض محذوف رمقصور یعنی فعْلُ فعولُ فعولُ فَعَلُ رفعولُ وزن ہو۔ اسی کا ایک مخنق وزن ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا:

فعلن فعلن فعلن فع

یا

فعْلن فعْلن فعْلن فاع

اگر وزن ہو تو اس میں کہیں گنجائش نہیں کہ آہنگ کا قدم اِدھر اُدھر ہو سکے۔ اگر براہِ راست یہ وزن رکھا جائے، تو اثلم مثمن محذوف رمقصور ہوگا۔

ایک کھلے ہوئے راز کی بات بتاؤں؟ صدر و ابتدا اور عروض اضرب میں یہی ارکان رکھیے اور چھ مقبوض (فعولُ) حشو میں، تو سولہ رُکنی آہنگ ہوگا اور خدائے سخن میر تقی میر کی غزلوں 'الٹی ہو گئیں سب تدبیریں......الخ اور پتہ پتہ بوٹا بوٹا......الخ اسی سولہ رکنی آہنگ میں ہیں۔

عروض میں درک حاصل کرنے کے بعد یقیناً آپ دوسری کتابیں بھی پڑھیں گے اور پڑھنا چاہیے بھی۔ صاحب بحرالفصاحت سے ایک نہایت افسوسناک تسامح ہوا ہے۔ انھوں نے شاید توجہ نہیں دی۔ غور فرماتے تو ملتے جلتے آہنگوں سے دھوکا نہ کھاتے۔ ص 222 سے 226 تک متقارب مثمن اثرم سالم الآخر کا بیان ہے جس میں مثالیں دی گئی ہیں۔ ارکان ہیں:

فعْلُ فعولن فعْلُ فعولن (شعر میں دوبار)

اس وزن میں، ان ارکان کے ساتھ فعلُ فعولن تخنیق سے صرف فعْلن فعْلن ہو سکتے ہیں صرف یہ چار ترتیبیں ممکن ہیں:

1۔ فعْلُ فعولن فعْلُ فعولن
2۔ فعْلُ فعولن فعْلن فعْلن
3۔ فعْلن فعْلن فعْلُ فعولن
4۔ فعْلن فعْلن فعلن فعْلن

اس کے علاوہ کوئی اور ترتیب ممکن نہیں ہے لیکن حکیم نجم الغنی مرحوم نے ص 224 پر لکھا ہے:

''اس وزن میں عروض وضرب میں فعَلْ بفتح عین وسکونِ لام اور فع اور فعولُ واقع ہوتے ہیں۔ فعَل قدرت ہے (کذا! حذف ہونا چاہیے: کمال) اور فع ابتر اور فعولُ مقصور مثال میں ظفر کی غزل کے چھ شعر پیش کیے گئے ہیں، جس میں:

فعلُ فعولن فعْلن فع/ فعلُ فعولن، فعلُ فعَلْ/ فعْلن فعْلن فعْلن فع/ فعْلن فعْلن فعْلُ فعَلْ اور فعْلن فعْلُ فعولن فع/ اوزان پر مصرعے ہیں۔

یہ مزاحف کسی طرح اس وزن سے مشتق نہیں ہیں، جس کا ذکر صاحب بحر الفصاحت نے کیا ہے۔ یہ سارے وزن اثرم مقبوض محذوف سے مشتق ہیں، جیسا کہ آپ اس غزل میں دیکھ چکے ہیں:

تشنہ لبی ہے عذاب عذاب
شور شرابہ شراب شراب

ہم نے مقصور اور محذوف پر ایک ساتھ گفتگو کی ہے، کیونکہ دونوں کا خلط نہ صرف جائز ہے بلکہ بہت عام ہے۔ ظفر کی غزل میں عروض وضروب صرف محذوف ہیں۔

صاحب بحر الفصاحت سے جو تسامح ہوا ہے، اس کا ذکر صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ جب آپ وہ کتاب پڑھیں تو اس نکتے پر نظر رکھیں، ورنہ مزاحف کے غلط استعمال کا اندیشہ ہے۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ زحافوں کے تحت فعولان، فعْلان مسبّغ مزاحف بھی دیے ہیں۔ ان کا تو کہیں استعمال ہی نہیں ہوا۔ اس کو بھی سمجھ لیں۔

وہ مصرع جو فعولن پر ختم ہوتا ہے، اس کو فعولان پر ختم کرنے کی بھی اجازت ہے۔ مثال یہ ہے:

نہ پیاسا تھا جب تک، یہ ریگِ رواں تھی
کھُلے پیاس ہی میں سرابوں کے اسرار!

نَ پیاسا (فعولن) تھَ جب تک (فعولن) یے ریگے (فعولن) رواں تھی (فعولن)

کھلے پیا (فعولن) س ہی میں (فعولن) سرابوں (فعولن) کِ اسرار (فعولان)

وہ سالم بحر ہو یا مزاحف بحر، عروض ضرب میں فعولن کی جگہ فعولان ایک ہی وزن، از روے عروض ہے۔ اسی طرح مصرع کا آخری رکن فعْلن ہے تو وہاں فعْلان لانے کی اجازت ہے۔ جیسے اس شعر میں پہلا مصرع فعْلن کے بجائے فعْلان پر ختم ہوتا ہے:

میخانے میں کچھ ایسے بھی تھے جو واعظ کے تھے عیّار
ہم بھی تو سب سے واقف ہیں میخانے سے میخانے تک

میخا (فعْلن) نے میں (فعْلن) کچھ اے (فعْلن) سے بھی (فعْلن) تھے جو (فعْلن) واعظ (فعْلن) کے تھے (فعْلن) عیّار (فعْلان)

ہم بھی (فعْلن) تو سب (فعْلن) سے وا (فعْلن) قف ہیں (فعْلن) میخا (فعْلن) نے سے (فعْلن) میخا (فعْلن) نے تک (فعْلن)

فعْلن کی تکرار کا یہ آہنگ متقارب اثلم کی تکرار کا آہنگ نہیں، متقارب مقبوض اثرم الاول سالم الآخر کے تحت رکھیے۔ آخری رکن مُسبّغ ہو تو تخنیق کے بعد فعْلان حاصل ہوگا صدر ابتدا اور حشوین کے فعْلُن تخنیق سے حاصل ہوں گے۔

ابھی تک ہم مصرع میں چار ارکان اور شعر میں آٹھ ارکان دیکھتے آرہے تھے۔ لیکن یہ ہشت رکنی مصرعے ہیں۔ شعر میں سولہ ارکان، قاعدے سے اس کے لیے اصطلاح ہونا چاہیے تھی، لیکن 'ضربِ ڈبل' سے کام چلانے کے لیے اس کنیڈے کو مثمن مضاعف کہا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح رواج پاگئی ہے، نہ صرف مثمن، بلکہ مربّع

اور مسدّس میں بھی۔

مثمن مضاعف...... بلکہ مضاعف کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ وزن کے آخر میں مسبغ رکن ہو تو مضاعف میں صورت یہ لازمی ہے کہ چوتھے رکن کے بعد عروضی وقفہ ہو۔ مسبغ ہی نہیں، مقصور رکن ہو تب بھی ایسا ہی ہوگا۔ ان صورتوں میں اگر چوتھا رکن آٹھواں رکن اس پر ختم ہوگا، جس کا نام میں نے وتد موقوف رکھا ہے یعنی دو ساکن آخر میں۔ اگر چوتھا رکن سبب خفیف بھی ہو، تو اس بات کا لحاظ رکھنا ہوگا کہ لفظ بھی وہاں بامعنی طریقے سے ختم ہو، یہ نہیں کہ چوتھا رکن فعلن میخا ہو اور پانچواں نے تک۔ یا اور ایسی ہی بات کہ جملہ یا فقرہ کچھ اس طرح ٹوٹتا ہو کہ وہاں سانس توڑیں تو شاعر کو نہ سہی، سننے والے یا پڑھنے والے کو ناگوار ہو۔ ہندی شاعری میں عروضی وقفہ ہوتا ہے۔ مصرع کے بیچوں بیچ میں نہیں لیکن اردو کی مضاعف بحروں میں ایسا ہونا چاہیے، اگر انھیں مضاعف کہیں ورنہ کچھ اور کہیں۔ اب ایک اصطلاح رائج ہوگئی ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں، البتہ مسبغ عروض/ضرب میں ضروری نہیں، تاوقتیکہ ایسا مقرر نہ کیا جائے۔ متبادل مزاحف بھی آسکتے ہیں۔

اس فعْلن پر یاد آیا کہ شعر میں سولہ بار فعْلن ہو تو اس بحر کو کچھ لوگ متقارب مثمن اثلم مضاعف کہتے ہیں۔ اس کی مثال آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ فعْلن متقارب میں مقبوض مخنق مزاحف ہے اس لیے اُس بحر کا نام مختلف ہوگا۔

متقارب مثمن اثرم (فعْلُ فعولن کی تکرار) کے آہنگ کی بات ہو چکی ہے۔ اسی کو دونا کر دیں تو نام میں مضاعف کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ فعْلُ فعولن کا ایک سیٹ دو فعْلن کے برابر ہے۔ اس بات سے آپ واقف ہی ہیں۔ صرف فعْلن کی تکرار کا آہنگ ہو تو اس میں آزادی نہیں ہوتی، ہر رکن فعْلن ہی ہو سکتا ہے۔ بس آخری رکن فعْلان رکھا جا سکتا ہے۔

متقارب مثمن اثرم مضاعف کی مثال میں صاحب آئینہ بلاغت نے میر کا یہ مشہور مطلع نقل کیا ہے:

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا، اس بیمارئ دِل نے آخر کام تمام کیا!

صاحب آئینہ بلاغت نے تقطیع نہیں دی ہے۔ شاید انھوں نے تقطیع اپنی تشفی کے لیے بھی نہیں کی۔ جدول میں وزن کے خانے میں جو انھوں نے یہ لکھا ہے ''فعْلُ فعولن ہر مصرع میں چار بار'' تو یہ حقیقت نہیں ہے۔ تقطیع درج کی جاتی ہے:

الٹی (فعْلن) ہوگئیں (فعْلن) سب تد (فعْلن) بیریں (فعْلن) کچھ نَ (فعْلُ) دوا نے (فعولن) کام (فعْلُ) کیا (فَعَل)

دیکھا (فعْلن) اس بی (فعْلن) مارِ (فعْلُ) یے دل نے (فعولن) آخر (فعْلن) کام (فعْلُ) تمام (فعولُ) کیا (فَعَل)

پہلا مصرع تخنیق کے عمل سے فعْلُ فعولن کی ترتیب میں ہے۔ صرف پانچویں اور چھٹے رکن فعْلُ فعولن ہیں لیکن عروض وضرب محذوف ہیں۔ جب بحر کی نشاندہی کی گئی تھی اس کا اظہار ضروری تھا۔

دوسرے مصرع میں چوتھے رکن تک ٹھیک ہے۔ پہلے دو رکن فعْلن ہیں اور بعد کے فعْلُ فعولن۔ پھر پانچواں فعْلن ہے تو چھٹا اس کا جوڑا ہونا چاہیے تھا، لیکن وہ فعلُ ہے ساتواں فعولُ ہے اور آٹھواں محذوف فعَل۔

اسی زمین میں سودا کی غزل بھی ہے۔ اس کے ارکان بھی وہی ہیں بس صدر اثرم (فعْلُ) یعنی اثلم مقبوض کے بجائے مقبوض فعولُ ہے (یعنی خرم کا عمل نہیں ہوا اور آہنگ موضوع ہے)۔ اور اس کی اجازت ہے۔ تخنیق ارکان میں ہوئی ہے۔

اجل نے عہد میں تیرے ہے تقدیر سے یہ پیغام کیا
ناز و کرشمہ دے کر اس کو مجھ کو کیوں بدنام کیا

تقطیع یہ ہے:

اجل نے (فعولن) عہد (فعْلُ) مِ تیرے (فعولن) ہے تق (فعْلن) دیر (فعْلُ) س یہ پے (فعولن) غام (فعْلُ) کیا (فَعَل)

نازُ (فعْلُ) کرشمہ (فعولن) دے کر (فعْلن) اس کو (فعْلن) مجھ کو (فعْلن)

کیوں بد (فعْلن) نام (فعْلُ) کیا (فعَلْ)

دوسرا مصرع از روئے عروض بالکل میر کے شعروں کے آہنگ میں ہے۔

سودا کی غزل تو اتنی مشہور نہیں ہوئی، حالانکہ اس میں ایسا شعر بھی ہے جو میر کے ایک شعر کی طرف دھیان لے جاتا ہے:

تھا بجوانی فکر و تردد، بعد از پیری پایا چین
رات تو کاٹی دکھ سکھ ہی میں، صبح ہوئی آرام کیا

متقارب کا ایک بہت ہی مقبول آہنگ فعولُ (مقبوض) فعلن (اثلم) کی تکرار کا ہے اور یہ آہنگ متقارب کے باقی تمام آہنگوں سے بالکل مختلف ہے: (متقارب مقبوض اثلمِ مثمن مضاعف)

مذاقِ تیشہ زنی ہے آخر، مذاقِ شیشہ گری نہیں ہے
کوئی سکندر نہ جا سکے گا، کبھی کسی کوہکن سے آگے

مثمن مضاعف ہے۔ یعنی ایک مصرع میں آٹھ رکن، شعر سولہ رکنی، یہ آہنگ کچھ اتنا مختلف ہے کہ خواجہ نصیرالدین محقق طوسی نے ''فعولُ فعْلن'' کے مجموعی وزن کو، ایک رکن کا وزن قرار دیا، اور اسے مفاعلاتن، اصولِ ثمانی کہا۔ اگر مفاعلاتن کو ایک بحر کا بنیادی رکن تسلیم کریں تو ہشت حرفی اور ارکان بھی ممکن ہیں، جن سے اور بحریں بھی نکل سکتی ہیں۔ فکِ بحور کے سلسلے میں اس سے بحث کی گئی ہے۔ اور آئندہ ان نئی بحروں کی سالم صورتوں کی مثالیں سامنے آئیں گی۔

اقبال کا یہ شعر بھی اسی آہنگ میں ہے:

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس نفس شعلہ بار ہوگا

شمس الرحمٰن فاروقی نے ''عروض آہنگ اور بیان'' میں (ص 114) ان مصرعوں کی تقطیع یوں کی ہے: فَعَلْ فعولن فعَلْ فعولن فَعَلْ فعولن۔ فعَلْ فاروقی نے صحیح مقام پر نہیں رکھا ہے۔ اس ساری ترتیب میں یہ مزاحف چاروں جگہ نادرست ہے۔ اگرچہ تولنے میں ارکان اور الفاظ ہم وزن ٹھہرتے ہیں، لیکن از روئے عروض یہ

غیر حقیقی تقطیع ہے۔ یاد رکھیے کہ جو مزاحف وتد مجموع کے وزن پر ہوگا، وہ صرف مصرع کے آخر میں لایا جاسکتا ہے۔ یہ بات صرف اکیلے وتد مجموع کے لیے درست ہے۔ دو وتد مجموع ایک مزاحف میں ہوں، جیسے مفاعلن میں تو وہاں یہ سلائڈ رول نہیں لگے گا۔

کیوں؟

یہ سوال آپ نے بڑی ذہانت سے کیا ہے، لیکن اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

ایک بات کی طرف دھیان دلانا ضروری ہے۔ فعولُ فعْلن کی تکرار کا آہنگ متقارب سے اخذ کرنا ضروری نہیں، کیونکہ اسلم فع لن عروض وضرب کے علاوہ لانا مناسب نہیں۔ ہاں تخنیق سے حاصل ہونے والا فعْلُن حشوین اور عروض وضرب میں رکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ ایسی کوئی صورت نہیں کہ فعولُ فعْلن کی تکرار ہو تو یہ فُعْلن متقارب میں تخنیق سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ رجز میں مفاعلن (مخبون) فاعلن (مرفوع) فعولن (مخلع) = مُسدّس مضاعف سے اس آہنگ کی تقطیع ہوتی ہے، مضارع میں مفاعلن (مخبون) فاعلاتُ (مکفوف) فُعْلن (ابتر/ اخرم محذوف) مسدّس مربّع مضاعف کے تحت بھی یہ آہنگ رکھا جاسکتا ہے۔ بسیط مخبون (مفاعلن) سالم (فاعلن) مُخلّع (فعولن) مسدّس مضاعف کا آہنگ بھی یہ ہے۔

2۔ متدارک

1۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، اس بحر کا بنیادی رکن فاعلن ہے، جو فعولن کا عکس ہے یعنی لُن فعو کو فاعلن سے موسوم کیا گیا۔ متقارب میں وتد مجموع پہلے تھا، اور سببِ خفیف بعد میں۔ یہاں اس کے بالعکس ہے اور آہنگ میں بھی، سالم بحر سے بہت فرق ہے۔ شعر میں چھ بار (مصرع میں تین بار) فاعلن ہو تو متدارک سالم مسدس ہے اور یہ تعداد بالترتیب آٹھ بار اور چار بار ہو تو مثمن لیکن یہ بات تو آپ کو معلوم ہی تھی۔ مثالیں دیکھ لیں اور مثالوں سے آہنگ سمجھ لیں:

آیئے، آیئے، آیئے، آیئے
جایئے، جایئے، جایئے، جایئے
غم سہیں، غم سہیں، غم سہیں، غم سہیں
کیا کہیں، کیا کہیں، کیا کہیں، کیا کہیں

یہ متدارک سالم مثمن ہے۔ ایک ایک ٹکڑا کم کردیں تو مسدّس بحر ہو جائے۔ آہنگ وہی ہے۔ اب یہ مطلع پڑھیئے:

جب نظر سے نظر مل گئی اے صنم
دل کی گویا کلی کھل گئی اے صنم

جب نظر (فاعلن) سے نظر (فاعلن) مل گئی (فاعلن) اے صنم (فاعلن)

دِل کِ گو (فاعلن) یا کلی (فاعلن) کِھل گئی (فاعلن) اے صنم (فاعلن)

اب اگر آپ دونوں مصرعے پڑھیں، پورے، تو یہ مثمن کی مثال ہے اور اگر مسدّس کی مثال اسی کو بنانا چاہیں گے تو آپ کیا کریں گے؟

بالکل ٹھیک، ایک فاعلن، اے صنم کم کردیں

جب نظر سے نظر مل گئی
دل کی گویا کلی کِھل گئی

ایک بات آپ نے اور نوٹ کی؟ دونوں مصرعوں میں ساخت کہیے، تقطیع کہیے، کیا فرق ہے؟ ٹھیک بالکل ٹھیک۔ اب تو آپ نے عروض کو پوری طرح سمجھ لیا۔ پہلے مصرع میں کوئی لفظ تقطیع میں ٹوٹتا نہیں۔ یعنی الفاظ ایسے چنے گئے ہیں کہ جہاں رکن ختم ہو، لفظ وہاں ختم ہو دوسرے مصرع میں جان بوجھ کر ایسا اس لیے نہیں کیا گیا ہے کہ آپ کو تقطیع کرنے، اور تقطیع سمجھنے کی مشق ہو جائے۔

2۔ متدارک سالم مقطوع الآخر کا آہنگ ہمارے یہاں استعمال نہیں ہوا ہے۔ آہنگ از روے عروض درست ہے۔ مشکل ضرور ہے، لیکن ایسے ایسے مشکل آہنگوں میں شعر کہے گئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے، لیکن متدارک سالم مقطوع الآخر کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ مثمن کے ارکان ہوں گے۔ فاعلن فاعلن فاعلن فعْلن (دوبار)

راہ میں ہو ملاقات، ناممکن
ہو کبھی یہ کرامات ناممکن
ہر طرف ایک نادیدہ مشکل ہے
ہوں مرے بس میں حالات ناممکن
دل ہے آئینہ، ٹوٹا ہوا شیشہ
دردِ دل کی مکافات، ناممکن

تقطیع خود آپ بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن نیا آہنگ ہے، اس لیے آپ کا کام میں کیے دیتا ہوں:

1۔ راہ میں (فاعلن) ہو ملا (فاعلن) قات نا (فاعلن) ممکن (فعْلن)
ہو کبھی (فاعلن) یہ کرا (فاعلن) مات نا (فاعلن) ممکن (فعْلن)

2۔ ہر طرف (فاعلن) ایک نا (فاعلن) دِیدَ مش (فاعلن) کل ہے (فعْلن)
ہوں مرے (فاعلن) بس مِ حا (فاعلن) لات نا (فاعلن) ممکن (فعْلن)

3۔ دل ہ آ (فاعلن) ئی نَ ٹو (فاعلن) ٹا ہوا (فاعلن) شیشہ (فعْلن)
دردِ دل (فاعلن) کی مکا (فاعلن) فات نا (فاعلن) ممکن (فعْلن)

3۔ متدارک سالم محذوذ الآخر۔ عروض و ضرب میں محذوذ (یا احذ) فع اور اگر اس سے پہلے مصرع میں دو بار سالم رکن فاعلن ہو تو مسدس اور تین بار فاعلن ہو تو مثمن ہے۔ کل ملا کر فع سمیت شعر میں چھ ارکان ہوں گے یا آٹھ

مسدّس کی مثال یہ ہے:

نیزہ پر سر لیے ہے　　　　شمر جلاّ د، ہے ہے

نیزِ پر (فاعلن) سر لیے (فاعلن) ہے (فع)
شمر جل (فاعلن) لاد ہے (فاعلن) ہے (فع)

مثمن کی مثال یہ ہے:

راہِ حق میں شہادت صلہ ہے　　　　کربلا میں ہیں معصوم، ہے ہے
پیاس میں صبر کی آزمائش　　　　زیرِ خنجر ہیں مظلوم! ہے ہے

راہِ حق (فاعلن) میں شہا (فاعلن) دت صلہ (فاعلن) ہے (فع)
کربلا (فاعلن) میں ہ مع (فاعلن) صوم ہے (فاعلن) ہے (فع)
پیاس میں (فاعلن) صبر کی (فاعلن) آزما (فاعلن) ئش (فع)
زیرِ خن (فاعلن) جرہَ مظ (فاعلن) لوم ہے (فاعلن) ہے (فع)

4۔ اگر مثمن مضاعف کی مثال چاہیے تو ان دو شعروں کو مطلع کی طرح پڑھیں، پہلے اور دوسرے مصرعے ملا کر، ایک مصرع ہشت رکنی کر دیں۔ اس میں فع

کی وجہ سے ::میان میں وہ عروضی وقفہ بھی آئے گا، جس کا ذکر متقارب کے سلسلے میں کیا گیا تھا۔

5۔ متدارک مثمن مخبون کے ارکان ہیں: فعِلُن فعِلُن فعِلُن فعِلُن (مصرع میں فَعِلُن چار بار اور شعر میں آٹھ بار) یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ فَعِلُن میں عین کسرے سے ہے۔

آہنگ یہ ہے:

سرِ شام سے کوئی کرے بھی تو کیا
بجز اس کے کہ دورِ شراب چلے

سَرِ شا (فَعِلُن) م سِ کو (فَعِلُن) ی کرے (فَعِلُن) بھِ تُ کیا (فعِلن)
بجزِ س (فعِلن) کِ کِ دَو (فعِلن) رِ شرا (فعِلُن) ب چلے (فعِلُن)

6۔ متدارک مثمن مخبون کو دونا کردیں۔ مضاعف ہوجائے گی:

اُسے ناز تھا اپنی عنایتوں پر، اسے فخر تھا اپنی نوازشوں پر
مرے ہاتھ میں بھیک کا کاسہ نہ تھا، نہ تو میرے لبوں پہ سوال ہی تھا

اُسِ نا (فعِلُن) زتھ اَپ (فعِلن) نِ عنا (فعِلن) یتُ پر (فعِلن) اُسِ فخ
(فعِلن) رَتھِ اَپ (فعِلن) نِ نوا (فعِلن) زشُ پر (فعِلن)
مرِ ہا (فعِلن) تھ م بھی (فعِلن) ک کَ کا (فعِلُن) سَ نَ تھا (فعِلُن) نہ
تُ مے (فعِلن) رِلبو (فعِلُن) پَ سَ وا (فعِلن) لِ ہِ تھا (فعِلُن)

7۔ مخبون مزاحف فَعِلُن میں تین حرکات متصل ہیں، اس لیے درمیان کی ع کی صوت ساکن کرنے کی اجازت ہے۔ اسے مخبون مسکّن کہتے ہیں۔ یہ عام رعایت ہے، اس لیے اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ مثمن میں مصرع میں چار بار اور شعر میں آٹھ بار، اور مسدّس میں بالترتیب تین اور چھ بار، اور ان کے مضاعف میں ان کی دوگنی تعداد میں فعْلن بہ سکون عؔ رکھیں۔ خبن عام

زحاف ہے، اس لیے چاہے تو عروض وضرب میں بھی اس کو مخبون مسکّن ہی رکھیں یا چاہیں تو مقطوع کہہ سکتے ہیں۔ لکھنے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

1۔ متدارک (مثمن رمسدس رمضاعف) مخبون مسکّن
2۔ متدارک (مثمن وغیرہ) مخبون مسکّن مقطوع الآخر

لیکن مزاحف آہنگ کو متدارک مقطوع کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ مقطوع مزاحف مخصوص ہے عروض رضرب کے ساتھ۔ یہ غلطی صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت دونوں سے ہوئی ہے، البتہ صاحب بحرالفصاحت نے ص 232 پر متدارک مثمن مقطوع کے تحت یہ بھی درج کیا ہے:

''چونکہ قطع اواخرِ مصاریع سے مخصوص سمجھا گیا ہے اور اس جگہ تمام بیت میں ہوتا ہے، لہٰذا اسے مخبون مسکّن بھی کہتے ہیں......''

یہ بھی کہتے ہیں، کافی نہیں ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ جس طرح مخبون مسکّن فعْلن اور مقطوع فعْلن ہم شکل ہیں۔ اسی طرح دو جڑواں بہنیں۔ جو ہم شکل ہوں، ان کے مقام اپنے شوہروں کی زندگی میں الگ الگ ہیں۔

صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت کی نکتہ چینی مقصود نہیں تھی۔ آج کے بھی کچھ عروضیوں سے یہ تسامح ہو رہا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ وہ ان دو کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے، اسے حرفِ آخر سمجھتے ہیں۔ اس کی طرف اس لیے توجہ دلائی جا رہی ہے کہ آپ ایسی غلطی نہ کریں۔

مرزا عسکری نے آئینہ بلاغت میں ص 137 پر متدارک مقطوع المضاعف کی مثال میں نظیر اکبرآبادی کی یہ بیت درج کی ہے:

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا!

عسکری صاحب نے تقطیع دینے سے گریز کیا ہے۔ اگر تقطیع کی ہوتی تو یہ

حقیقت واضح ہوجاتی کہ یہ مقطوع فعْلن ارکان پر مشتمل آہنگ نہیں ہے، بلکہ مخبون فعِلُن ارکان کا خلط بھی ہے۔ مقطوع فعْلُن صرف آخرِ مصرع کے لیے خاص ہے، متدارک میں۔ تقطیع یہ ہے:

1۔ ٹک حر (فعْلُن) صُ ہوا (فعِلُن) کو چھو (فعْلن) ڑ میاں (فعِلُن) مت دے (فعْلن) س بدے (فعِلُن) س پھرے (فعِلُن) مارا (فعْلن)

2۔ قزّا (فعْلن) ق اجَل (فعِلُن) کالو (فعْلُن) ٹے ہے (فعْلن) دن را (فعْلن) ت بجا (فعِلن) کرنق (فعْلن) قارا (فعْلُن)

مقطوع فعْلن کی عین ساکن، متحرک نہیں کی جاسکتی، لیکن مخبون فعِلُن کی متحرک عین تسکینِ اوسط سے ساکن کی جاسکتی ہے۔

استدلال آپ کے سامنے ہے۔ تعینِ بحر کے سلسلے میں فیصلہ آپ خود کیجیے۔ یہ یاد رکھیے کہ مقطوع رکن صرف عروض وضرب یعنی آخرِ مصرع کے لیے ہے اور اگر مضاعف ترتیب ہے تو وسطِ مصرع کے عروض میں۔

اچھا تو اب ایک مثال متدارک مثمن مخبون مسکّن کی:

تم پھرتے ہو مارے مارے
گلیوں گلیوں کیوں صاحب جی

تقطیع آپ خود کرسکتے ہیں۔ یقیناً آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوگی۔

8۔ اور اب متدارک مثمن مخبون مسکّن مضاعف:

تم پھرتے ہو مارے مارے گلیوں گلیوں کیوں صاحب جی
تم پر ایسی کیا بپتا ٹوٹی میں کیا جانوں صاحب جی

پہلے مصرع میں اور دوسرے مصرع میں آٹھ آٹھ رکن فعْلن ہیں۔ اس لیے اگر کوئی ایسا شعر تقطیع کے لیے آپ کے سامنے آئے تو فوراً فیصلہ نہ کریں کہ یہ متدارک میں ہے یا متقارب میں۔ ایسی صورت ہو تو اس غزل یا نظم کے اور شعر یا مصرعے

دیکھیں۔ اگر متدارک میں ہے تو فعِلن (بہ تحریکِ عین) رکن ملے گا اور متقارب میں ہے تو متقارب کے مزاحف فعْلُ، فعولُ وغیرہ شاید مل جائیں۔ فعولن بھی مل سکتا ہے۔ متقارب کے تحت اس سلسلے میں عرض کیا جاچکا ہے۔

9۔ عام طور سے متدارک مخبون اور مخبون مسکّن ارکان کا خلط ملتا ہے، اور اس کا اظہار مخبون رمخبون مسکّن، متبادل ارکان دکھا کر کیا جاتا ہے۔ اگر مخبون ہی لکھیں، مخبون مسکّن نہ بھی لکھیں تو بھی تسکین کی عام اجازت ہونے کی وجہ سے، یہ کافی ہے۔

ذوق کی ایک غزل چودہ اشعار کی ہے۔ اس کا مقطع ہے:

اس بحر میں کیا برجستہ غزل اے ذوق یہ تم نے لکھی ہے
ہاں وزن کو سُن کر جس کے شاداں روحِ خلیل و اخفش ہو

یہ مقطع ایک وجہ سے نقل کیا ہے۔ اس کے بارے میں بعد میں گفتگو ہوگی۔ پہلے مطلع ملاحظہ فرمائیں:

جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہے، گر اُس میں زلفِ سرکش ہو
پھر زلف بنے وہ دستِ موسیٰ جس میں اخگر آتش ہو

تقطیع دیکھ لیں کہ کس طرح مخبون اور مخبون مسکّن مزاحف کا خلط ہے:

1۔ جس ہا (فعْلن) تھ م خا (فعِلن) تم لع (فعْلن) ل کِ ہے (فعِلن) گر اس (فعْلن) میں زُل (فعْلن) فے سر (فعْلن) کش ہو (فعْلن)

2۔ پھر زُل (فعْلن) ف بنے (فعِلن) وہ دَس (فعْلن) تے مُو (فعْلن) ساجس (فعْلن) میں اَخ (فعْلن) گر آ (فعْلن) تش ہو (فعْلن)

ذوق کا مقطع اس لیے نقل کیا گیا کہ اس میں خلیل اور اخفش کا نام آیا ہے۔ خلیل ابنِ احمد فراہیدی نے جو بحریں وضع کی تھیں، روایت ہے کہ ان میں متدارک شامل نہیں ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ متدارک اخفش نے وضع کی تھی۔ عروض کی تاریخ اس کتاب کا موضوع نہیں ہے، اس لیے قطرب اور زجاج وغیرہ کا بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ آپ بعد میں پڑھ سکتے ہیں۔

10۔ فاعلن کا ایک مزاحف فع (محذوذ/احذ) بھی ہے جو عروض/ضرب کے لیے مخصوص ہے۔ وزن میں یہ فعْلن کا نصف ہے۔ دو فع ایک فعْلن (بہ سکونِ عین) کے برابر ہیں، اس کے باوجود یہ صدر/ابتدا یا حشو میں نہیں لاتے، کیونکہ سالم رکن کا آخری وتد مجموع گرانے سے یہ وجود میں آتا ہے۔

فعِلُن مخبون اور فعْلن مخبون مسکّن دونوں کے ساتھ یہ آخر میں مزہ دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے ذرا سی کمی جو آہنگ میں آجاتی ہے، اچھی لگتی ہے۔ عام طور سے مثمن اور مثمن مضاعف، دونوں میں اسے استعمال کرتے ہیں:

زندہ دل ہے، شوخی غمزہ، سب میں اس کی شہرت ہے
محفل میں بلاکر بات نہ کرنا بھی اس کی عادت ہے

1۔ زندہ (فعْلن) دل ہے (فعْلن) شوخی (فعْلن) غمزہ (فعْلن) سب میں (فعْلن)

اس کی (فعْلن) شہرت (فعْلن) ہے (فع) سات بار فعْلن، مخبون مسکّن اور فع احذ آخری رکن۔

2۔ محفل (فعْلن) م بلا (فعِلُن) کربا (فعْلن) ت نَ کر (فعِلُن) نا بھی (فعْلن) اس کی (فعْلن) عادت (فعْلن) ہے (فع)

لیکن صاحب یہ تو سولہ رکنی مزاحف بحر ہوئی۔ جسے مثمن مضاعف کہتے ہیں، وہ صحیح معنوں میں یہ نہیں ہے۔ مثمن کے ارکان ہوں گے، ایک مصرع میں: تین بار مخبون/مخبون مسکّن اور ایک محذوذ/احذ۔ مضاعف میں چوتھا اور آٹھواں رکن فع ہونا چاہیے، لیکن اس کے معنی کیا ہوں گے؟ اگر سب مخبون مسکّن رکن ہوئے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ ایک فعْلن میں دو اسبابِ خفیف ہوتے ہیں۔ مثمن کے مصرع میں سات اسباب خفیف ہوں گے۔ مضاعف میں چودہ۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ سات فعْلن ہوئے۔ شعر میں چودہ فعْلن ہوئے۔ چودہ رکن بحر مثمن مضاعف کیسے کہی جاسکتی ہے؟ یہ بحران ہے۔ مثمن مضاعف، سولہ رکنی میں صرف اِن صورتوں میں محذوذ مزاحف چوتھا اور آٹھواں ہوسکتا ہے:

1۔ تیسرا اور پانچواں رکن مخبون فعِلن ہو۔

یہ بہتر صورت ہے، کیونکہ اس سے عروضی وقفہ بھی پیدا ہوجائے گا۔

2۔ صرف پانچواں رکن بھی مخبون ہو تو بھی عروضی وقفہ پیدا ہوگا، اور سولہ کے بجائے چودہ ارکان شعر میں نہ ہونے پائیں گے۔

عروض اور آہنگ کا یہ سوال شاید اس سے پہلے کبھی نہیں اٹھایا گیا ہے۔ آپ اس کے بارے میں ضرور غور کریں۔ صحیح معنوں میں متدارک مخبون رمخبون محذوذ الآخر مثمن مضاعف کے تحت جس قسم کا کلام آسکتا ہے، اس کی مثال یہ ہے:

بولو، صاحب نظراں ہاں، نظری ہے گردشِ دوراں

کہہ دو اسرارِ بہاراں، تو خزاں ہی میں ہیں پنہاں

اندرونی قافیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ فع کے اپنے مقام پر ہونے اور فعْلن میں ضم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ تقطیع یہ ہے:

1۔ بولو (فعْلُن) صاحب (فعْلن) نَظَراں (فعِلُن) ہاں (فع) نظری (فعِلُن) ہے گر (فعْلن) دِشِ دو (فعِلُن) راں (فع)

2۔ کہہ دو (فعْلن) اسرا (فعْلن) رِ بہا (فعِلُن) راں (فع) تُ خزاں (فعِلُن) ہی میں (فعْلن) ہیں پن (فعْلن) ہاں (فع)

مثمن مضاعف کی جو دو صورتیں ہیں، ان کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ گنگنائیے، ہوسکے تو گائیے، ورنہ صحیح آہنگ میں، تحت میں پڑھئے، فرق آپ خود محسوس کریں گے۔ اگر یہ فرق آپ نے محسوس کرلیا تو آہنگ سمجھنے اور آہنگوں میں تمیز کرنے کی صلاحیت آپ میں ہے اور اس فرق کی وجہ بھی اب آپ کو معلوم ہے۔

حیرت اور افسوس دونوں کا مقام ہے کہ یہ پہلو عروضیوں کی توجہ سے محروم رہا۔

متدارک کا ایک آہنگ نہیں، کئی آہنگ ایسے ہیں، جن کا ذکر عروض کی کتابوں میں نہیں ہے۔ سالم اور مخبون رمخبون مسکّن ارکان کی مختلف ترتیبیں ہوسکتی ہیں۔ ان میں کچھ یہ ہیں:

10۔ متدارک مسدّس سالم مخبون سالم: فاعلن فعِلن فاعلن۔ یہ آہنگ کیسا رواں اور مترنّم ہے، اس کا بھی اندازہ کرلیں:

ظلم سہتے تو سہتے بھی کیوں
شوق ہم کو زیادہ نہ تھا
نام اس پر لکھے تھے کئی
دل ورق تھا پہ سادہ نہ تھا
عادتاً کی جفا بارہا
مطلقاً یہ ارادہ نہ تھا

نام اس (فاعلن) پَ لکھے (فعِلُن) تھے کئی (فاعلن)
دل ورق (فاعلن) تھَ پَ سا (فعِلُن) دہ نہ تھا (فاعلن)

اس میں گنجائشیں ہیں کہ عروض رضرب فاعلان (مذال) بھی رکھ سکتے ہیں، اور فعِلُن کی عین کو ساکن کرکے فعْلن بھی رکھ سکتے ہیں۔ اس ترتیب کو مضاعف بھی کرسکتے ہیں۔ دو شعروں کی تقطیع آپ کریں۔

11۔ ایک اور آہنگ جو عروض کی کتابوں میں نہیں ہے، اور جس کو شاید استعمال بھی نہیں کیا گیا ہے متدارک مثمن مخبون سالم مخبون سالم بھی ہوسکتا ہے: ارکان ہوں گے فعِلن فاعلن فعِلن فاعلن (دوبار) یہاں سبھی مخبون ارکان کو مسکّن کیا جاسکتا ہے، مثال اس آہنگ کی یہ ہے:

ستم و جور ٹوٹتے دیکھا کریں!
یہ نظر اور خوش نَظَری کیا کریں؟

1۔ سِتَمو (فعِلُن) جور ٹو (فاعلن) ٹتِ دے (فعِلُن) کھا کریں (فاعلن)
2۔ یہ نظر (فعِلُن) اور خوش (فاعلن) نَظَری (فعِلُن) کیا کریں (فاعلن)

12۔ ایک اور آہنگ جو شاید استعمال نہیں ہوا اور جو عروض کی کتابوں میں نہیں

ہے، متدارک مثمن سالم مخبون کا ہے: فاعلن فعِلن (دوبار) آہنگ یہ ہے:

گلستاں میں اگر پھول کھل نہ سکیں
کچھ بھی کہہ، اسے فصلِ بہار نہ کہہ

گلستا (فاعلن) م اگر (فعِلن) پھول کھِل (فاعلن) نہ سکیں (فعِلن)
کچھ بھِ کہہ (فاعلن) اِس فص (فعِلن) لے بہا (فاعلن) رنَ کہہ (فعِلن)

فعِلن کو بہ تسکینِ عین کرنے کی عام اجازت ہے، لیکن اگر ہر فعِلن کو فعْلن کردیں تو آہنگ میں تبدیلی ہوگی۔

13۔ متدارک مثمن سالم مخبون مسکّن: فاعلن فعْلن فاعلن فعْلن۔ اگر چاہیں تو آخری فعْلن کو مقطوع بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس صورت میں بحر کو یوں موسوم کریں گے: متدارک مثمن سالم مخبون سالم مقطوع اور آہنگ بھی کچھ کم دلکش نہیں:

چوٹ اس کا دل کھائے تو سمجھے
وہ ابھی تک ہے ناشناسِ غم!

چوٹ اُس (فاعلن) کا دل (فعْلن) کھاے تو (فاعلن) سمجھے (فعْلن)
وہ ابھی (فاعلن) تک ہے (فعْلن) ناشنا (فاعلن) سے غم (فعْلن)

14۔ اس کو مضاعف کریں تو بڑا پیارا آہنگ نکلے گا۔ فاعلن فعِلن اسی ترتیب سے شعر میں سولہ بار مصرع میں آٹھ رکن۔

محتسب اب یہ تو غضب مت کر، جانتا ہوگا مے کی حُرمت ہے
پھینک نہ آلات وظروفِ میخانہ، چکھ لے، پی لے، اجازت ہے

یہ آہنگ یقیناً مطبوع سمجھا جائے گا:

محتسب (فاعلن) اب یہ (فعْلن) تو غضب (فاعلن) مت کر (فعْلن) جانتا (فاعلن) ہوگا (فعْلن) مے کِ حُر (فاعلن) مت ہے (فعْلن)

پھینک نَ (فاعلن) آلا (فعْلن) تو ظرو (فاعلن) فے مے (فعْلن) خانَ

چکھ (فاعلن) لے پی (فعْلن) لے اجا (فاعلن) زت ہے (فعْلن)

15۔ ایک مطبوع آہنگ اور بھی متدارک سے اخذ ہوسکتا ہے۔ یہ ہے مثمن سالم مخبون مسکّن سالم محذوذ یعنی فاعلن فعْلن فاعلن فع (شعر میں دوبار) مثال اس آہنگ کی یہ ہے:

چیز کیا ہے یہ شہر یاری   دیکھ یہ میری دل فگاری
یہ چمن ویراں کیوں ہوا ہے   ڈس گئی کیا بادِ بہاری

چیز کیا (فاعلن) ہے یہ (فعْلن) شہریا (فاعلن) ری (فع)
دیکھ یہ (فاعلن) میری (فعْلن) دلفگا (فاعلن) ری (فع)
یہ چمن (فاعلن) ویراں (فعْلن) کیوں ہوا (فاعلن) ہے (فع)
ڈس گئی (فاعلن) کیا با (فعْلن) دے بہا (فاعلن) ری (فع)
اسے مضاعف بھی کر سکتے ہیں۔

16۔ ایک آہنگ اور بھی وجود میں آ سکتا ہے اور جو نامطبوع بھی نہیں۔ اگر تکرار مخبون اور سالم ارکان کی، اس ترتیب سے ہو، متدارک مثمن مخبون سالم: فعِلن فاعلن فعِلن فاعلن (دوبار) آہنگ ہے:

یہ جو ملتے ہیں، یہ بھی کوئی بات ہے
کبھی سے آج دورِ ملاقات ہے
مری محنت تو اجر کے لائق نہیں
کرمِ دوست پہ گزر اوقات ہے

یے جُ مِل (فعِلُن) تے ہ یہ (فاعلن) بھِ کَ ئی (فعِلُن) بات ہے (فاعلن)

سَ بھِ سے (فعِلُن) آج دو (فاعلن) رِملا (فعِلُن) قات ہے (فاعلن)
مَ رِمح (فعِلُن) نت تُ اج (فاعلن) رکِ لا (فعِلُن) ئق نہیں (فاعلن)
کَرمے (فعِلُن) دوست پر (فاعلن) گُزَرو (فعِلُن) قات ہے (فاعلن)

روایتی اور کلاسیکی عروض میں یہ تصور تھا کہ جب تین ساکن متصل ہوں، تو تیسرا ساقط ہو جاتا ہے اور دوسرا متحرک لیکن (دوست کا) ست ایک صوت ہے اور اسے مصمتی خوشہ کہتے ہیں۔ اسی لیے میں نے تقطیع میں اسے ساقط نہیں کیا۔

17۔ مخبون فعِلُن کو مسکّن کرنے کی عام اجازت ہے۔ مخبون اور مسکّن کا خلط بھی روا ہے، لیکن اگر التزام کے ساتھ فعْلن فاعلن فعْلن فاعلن کی تکرار ہو تو اسے متدارک مثمن مخبون مسکّن سالم کہیں گے اور آہنگ یہ ہوگا:

یہ مَسجود، یہ تو ہیں مورتیں
کیا کیا زندگی کی ہیں صورتیں

یہ مَس (فعْلُن) جود یہ (فاعلن) تو ہیں (فعْلن) مورتیں (فاعلن)
کیا کیا (فعْلن) زندگی (فاعلن) کی ہیں (فعْلن) صورتیں (فاعلن)

متدارک کا باب ختم کرنے سے پہلے محذوذ/احذ فع کے استعمال کے بارے میں عرض کر دوں کہ یہ صرف عروض و ضرب کے لیے اس وجہ سے بھی مخصوص ہے کہ فاعلن سالم کے ساتھ درمیان مصرع میں فاعلن سے پہلے آئے، تو وزن رجز کا مستفعلُن اور اگر فاعلن کے بعد آئے تو وزن رمل کا فاعلاتن ہو جائے۔ عروض/ضرب میں مرفّل فاعلاتن تو لا ہی سکتے ہیں، اگرچہ ترفیل اس بحر میں متروک زحاف کی حیثیت رکھتی ہے، اردو کے نظامِ آہنگ میں۔ اس کے باوجود دو فع ساتھ ساتھ ہوں، یعنی فعْلن (مخبون مسکّن) تو یہ عام زحاف ہے۔

''کیوں؟''

یہ سوال بھی آپ کی ذہانت پر دال ہے، لیکن اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ کچھ لوگ متدارک میں فع شروع اور درمیان میں بھی لاتے ہیں۔ مجھے اعتراف کرنا ہے کہ ایک بار یہ غلطی مجھ سے بھی ہوئی ہے، کیونکہ میں نے خود سوچنے کے بجائے یاس یگانہ چنگیزی کے طریقہ کو بے چوں و چرا صحیح تسلیم کر لیا تھا۔ غلطی کا اعتراف کرنے سے انا کو ٹھیس نہیں لگتی، بلکہ اس کو تقویت ملتی ہے۔ یہ دوسروں کے

لیے عرض کر رہا ہوں، اپنے لیے نہیں۔ کہاں میں اور کہاں انا؟

آپ سوچتے ہوں گے کہ جدول زحافات میں فاعلن کا مُرَفّل فاعلاتن درج ہے، لیکن کسی آہنگ میں اسے دکھایا نہیں گیا۔ کچھ اس زحاف سے بغضِ للّہی رکھتے ہیں، کیونکہ عروض سے ناواقف ہیں۔ پچھلی مثالوں میں آپ نے آخری رکن فع دیکھا۔ فاعلن کے بعد فع ہو اور دو رکن لکھنے کے بجائے ایک رکن لکھیں تو فاعلاتن ہی تو ہوگا۔ قباحت کیا ہے۔ آہنگ بھی دیکھ لیجیے۔ متدارک مثمن سالم مرفّل الآخر:

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلاتن (دوبار)

زندگی ایسے کرنے کا حق چاہتے ہیں
قُدرتی موت مرنے کا حق چاہتے ہیں

زندگی (فاعلن) ایس کر (فاعلن) نے کَ حق (فاعلن) چاہتے ہیں (فاعلاتن)

اگر آہنگ خوشگوار لگے تو دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

3۔ ہزج

متقارب کا آہنگ ہم دیکھ چکے ہیں جو فعولن اور اس کے مزاحف کا آہنگ ہے۔ ہزج کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے یعنی فعولن کے آخر میں صرف ایک سبب خفیف کا اضافہ ہوتو مفاعیلن ہوجائے۔ حقیقت یہ ہے کہ فعولن محذوف مزاحف ہے مفاعیلن کا۔ محذوف ہے اس لیے صرف عروض وضرب میں لایا جاسکتا ہے۔

فعولن (متقارب) کا ابتر فع ہے۔ فعولن فع بھی مفاعیلن ہوا، لیکن فع آخرِ مصرع کا زحاف ہے۔ اس لیے متقارب میں فعولن فع سے مفاعیلن نہیں بنا سکتے، کیونکہ فع مصرع کے آخر میں آتا ہے۔

آیئے پہلے ہزج سالم کے آہنگ دیکھیں:

۱۔ ہزج سالم مربع: مفاعیلن مصرع میں دوبار، شعر میں چار بار

کبھی اقرار کی باتیں کبھی انکار کی باتیں

ق

یہی مصروفیت دن رات رہیں دلدار کی باتیں

دوسرے شعر کا عروض مسبغ ہے۔ اس کی اجازت ہے، اگرچہ اردو میں اس کا رواج نہیں ہے۔ فارسی میں مثمن میں حافظ اور دوسرے شعرا نے مسبغ رکن رکھے ہیں۔ اس کی مثال اپنے مقام پر پیش کی جائے گی۔

2۔ ہزج سالم مسدّس: شعر میں چھ بار مفاعیلن یعنی مصرع میں تین بار:

جو کہتا ہے وہ ہیں سرکار کی باتیں   یہی ہیں محرمِ اسرار کی باتیں؟
حوالہ زندگی کا بن گئیں ساقی   روایت ہیں ترے میخوار کی باتیں

3۔ ہزج سالم مثمن: مفاعیلن شعر میں آٹھ بار:

نظامِ کائنات اک رقصِ زُود ایّام ہے ساقی
نہ کچھ آغاز ہے ساقی، نہ کچھ انجام ہے ساقی
مئے کہنہ کی آمیزش سے اس کو خوش ادا کر دے
بہت ہی تند ہے، شاید ابھی یہ خام ہے ساقی

تقطیع کرنے پر آپ کو قدرت حاصل ہو چکی ہوگی، اس لیے مربع اور مسدّس کی تقطیع نہیں کی گئی۔ ان کی تقطیع کرنا آپ کی مشق کے لیے چھوڑا گیا۔ مثمن کے تحت جو دو شعر ہیں، ان کی تقطیع بھی آپ خود کریں۔ البتہ حافظ کے ایک شعر کی تقطیع میں کروں گا۔ پہلے حافظ کا شعر:

بدہ ساقی، مئے باقی، کہ در جنّت نخواہی یافت
کنارِ آب رکنا باد و گلگشتِ مصلےٰ را!

صرف پہلے مصرع کی تقطیع:

بدہ ساقی (مفاعیلن) مئے باقی (مفاعیلن) کہ در جنّت (مفاعیلن) نخواہی یافت (مفاعیلان) فت مصمتی خوشہ ہے، اس لیے اس کو ایک صوت مانا جائے گا۔ یہ تو آپ کو یاد ہوگا ہی کہ آخر رکن اگر سببِ خفیف ہو اور اس میں نقصان نہ ہوا ہو، متحرک اور ساکن کے درمیان ایک اور ساکن کا اضافہ کر دیتے ہیں، اسے تسبیغ کہتے ہیں اور رکن کو مسبغ۔ یہاں وہی صورت ہے۔ فارسی میں کہیں کہیں یہ صورتیں عروض / ضرب میں ملتی ہیں بلکہ عروض ہی میں۔ اردو میں اگر اس کی مثالیں ہوں گی بھی تو بہت کم۔

محقق طوسی کا خیال ہے کہ سالم رکن میں تسبیغ (واذالہ) سے بحر دائرے کے باہر ہوجاتی ہے لیکن فارسی شعراء نے عملی طور پر اسے برتا ہے اور یہ جلیل القدر شعراء ہیں، اس لیے ان کی روش عروض کے تابع نہیں، بلکہ عروض کے اصول ان کے کلام سے اخذ ہوتے ہیں۔

عروض کے نیم خواندہ نقل نویس آج بھی ہیں جو سالم رکن میں تسبیغ و اذالہ کو ممنوع قرار دیتے ہیں، اور خود محذوف مسبغ مزاحف تراشتے ہیں۔ آپ ایسا نہ کریں۔ یہ صریحاً جہل ہے۔ ایک بات تو یہ کہ اگر آخرِ رکن میں نقصان ہوا ہو تو اس میں تغیر بزیادت کو محقق طوسی نے شنیع قرار دیا ہے۔ پھر زیادت آخری سببِ خفیف میں ہوتی ہے، جب حذف سے وہی ساقط ہوگیا تو زیادتِ ساکن کہاں ممکن ہے۔ مفاعیلن کا محذوف فعولن ہے۔ فعولن میں بھی آخرِ رکن سببِ خفیف ہے، لیکن اسے مسبغ نہیں کیا جاسکتا۔ فعولن میں تسبیغ صرف متقارب میں ہوسکتی ہے۔ اس طرف آپ کو توجہ اس لیے دلائی جارہی ہے کہ عروضی مسائل مجہول ماخذوں سے سمجھنے کی کوشش نہ کریں۔ [1]

4۔ حافظ کے اس شعر میں عروض مسبغ ہے۔

مطلع و مقطع سمیت لسان الغیب حافظ شیرازی کی ایک غزل نو (9) شعروں کی ہے۔ اس میں ردیف مسبغ ہے (مفاعیلان)۔ تین عروض بھی مفاعیلان کے وزن پر ہیں۔ مطلع، ایک شعر اور مقطع نمونے کے طور پر پیش ہیں:

بیا تا گل بر افشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ نو در اندازیم
شرابِ ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
نسیمِ عطر گرداں را شکر در مجمر اندازیم

1۔ تفصیل سے اس کے بارے میں ''عروض معروض'' کے تحت میں نے ''کچھ تسبیغ اور اذالہ کے بارے میں'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جو معلم اردو (لکھنؤ) کی مئی 1988 کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔

سخن دانی و خوش خوانی نمی ورزند درشیراز
بیا حافظ کہ ما خود را بہ ملکِ دیگر اندازیم

یہ غزل ہزج مثمن سالم مسبغ الآخر کی مثال ہے۔

اردو میں اس آہنگ کی مثال یہ ہے:

"تمھیں ہے عشق مجھ سے" اس نے جب پوچھا بہ صد اصرار
مجھے انکار کی جرأت نہ تھی، کرنا پڑا اقرار!

تقطیع یہ ہے:

تمھیں ہے عش (مفاعیلن) ق مجھ سے اُس (مفاعیلن) نِ جب پوچھا (مفاعیلن) بصد اصرار (مفاعیلان)

مجھے انکا (مفاعیلن) ر کی جرأت (مفاعیلن) نَ تھی کرنا (مفاعیلن) پڑا اقرار (مفاعیلان)

اگر صدر/ ابتدا اور حشو سالم ہوں، اور عروض رضرب محذوف تو بحر کا نام ہوگا۔ ہزج مسدّس سالم محذوف الآخر:

جو ہو آمادۂ پیکار دنیا
حسین ابنِ علی کی طرح لڑنا

جُ ہو آما (مفاعیلن) دَاے پیکا (مفاعیلن) رِ دنیا (فعولن)
حسین ابنے (مفاعیلن) علی کی طر (مفاعیلن) ح لڑنا (فعولن)

محذوف کی جگہ عروض میں مقصور مفاعیلْ یعنی فعولان لانے کی بھی اجازت ہے۔

6۔ مسدّس یا مثمن ہونا تو شعر میں ارکان کی تعداد پر منحصر ہے۔ البتہ اگر ضرب مقصور ہو تو بحر کہلائے گی۔ ہزج مقصورالآخر۔ لیکن اس میں عروض محذوف لانے کی اجازت ہوگی۔ یہ مثال ہے ہزج مسدّس سالم مقصورالآخر کی:

ہمارے جیسے عاشق ہیں کہاں آج
نہیں ہیں آپ جیسے بھی تو محبوب

ہمارے بے (مفاعیلن) سِ عاشق ہیں (مفاعیلن) کہاں آج (فعولان)
نہیں ہیں آ (مفاعیلن) پ جیسے بھی (مفاعیلن) ثِ محبوب (فعولان)

7۔ ہزج مثمن سالم کی طرح اس کا ایک اور نمایاں اور دلکش اور اس سے بالکل مختلف آہنگ ہزج مقبوض مثمن کا ہے۔ یہ تو آپ کو یاد ہوگا کہ مفاعلن مقبوض ہے مفاعیلن کا۔ دو وتد مجموع۔ شعر میں آٹھ بار یا مصرع میں چار بار مفاعلن۔ یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ اساتذہ نے اسے لائقِ اعتنا نہ سمجھا، حالانکہ بڑا پیارا اور انوکھا آہنگ ہے:

فضاوں کا سکوت، خشک پتّیوں کے ساز پر
کسی اداس لَے میں نغمۂ بہار ہی نہ ہو
شفق، عروسِ شام کے لبوں کا آتشیں خیال
کسی سنہرے آفتاب کا مزار ہی نہ ہو؟

فضاوں کا (مفاعلن) سکوت خُش (مفاعلن) کَ پتّیوں (مفاعلن) کِ ساز پر (مفاعلن) کسی اُدا (مفاعلن) س لَے م نغ (مفاعلن) مَ اے بہا (مفاعلن) رہی نَ ہو (مفاعلن)
شفق عرو (مفاعلن) سِ شام کے (مفاعلن) لبوں کَ آ (مفاعلن) تشیں خیال (مفاعلان) کسی سنہ (مفاعلن) رِ آفتا (مفاعلن) ب کا مزا (مفاعلن) رہی نَ ہو (مفاعلن)

دوسرا شعر مثال میں اس لیے پیش کیا گیا کہ اس میں عروض مقبوض مسبغ ہے اور اس کی اجازت ہے۔ اس شعر کی تقطیع آپ کریں۔

8۔ ہزج مثمن مقبوض سالم کے ارکان ہیں مفاعلن مفاعلین مفاعلن مفاعیلن (دوبار) یہ خاصا مشکل آہنگ ہے، اور اردو میں اگرچہ استعمال ہوا ہے، لیکن کم:

وہ رات ہو کہ ہو دن، شہر اجنبی ہو یا اپنا
تمھاری منتظر میری نظر نظر ابھی تک ہے

وہ رات ہو (مفاعلن) کِ ہو دن شہ (مفاعیلن) ر اجنبی (مفاعلن) ہٗ یا اپنا (مفاعیلن)

تمھارِ مُن (مفاعلن) تنظر میری (مفاعیلن) نظر نظر (مفاعلن) ابھی تک ہے (مفاعیلن)

9۔ ہزج اشتر سالم مربع مضاعف: فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن (دوبار)

ہوگئی اگر پوری ہوگی اس کی پھر تجدید

دل میں جو تمنا ہے زندگی کا حاصل ہے

ہوگئی (فاعلن) اگر پوری (مفاعیلن) ہوگِ اس (فاعلن) کِ پھر تجدید (مفاعیلان)

دل میں جو (فاعلن) تمنّا ہے (مفاعیلن) زندگی (فاعلن) کَ حاصل ہے (مفاعیلن)

عروض مسبغ مفاعیلان ہے، اور اس کی اجازت ہے۔

10۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرا رکن مصرع میں مسبغ ہوتا ہے۔ اس صورت میں بحر کو ہزج اشتر سالم رمسبغ مربع مضاعف کہنا چاہیے۔

کس قدر ہیں لا محدود زندگی ترے امکان

ایک در اگر ہو بند چار در بھی کُھلتے ہیں

تقطیع آپ آسانی سے کرسکتے ہیں۔ دونوں مصرعوں میں دوسرا رکن مسبغ ہے۔ پہلے مصرع میں اگر امکان نَ کے اعلان کے ساتھ پڑھیں تو چوتھا رکن بھی مسبغ ہے، غنہ کے ساتھ پڑھیں تو مفاعیلن ہے۔

11۔ ایک بہت دلکش ترتیب اخرب اور سالم ارکان کی ہے، مصرع میں اسی ترتیب سے چار رکن (شعر میں آٹھ) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلن۔ اسے ہزج مثمن اخرب سالم اخرب سالم کے بجائے صرف ہزج مثمن اخرب سالم یا ہزج مثمن

اخرب، بھی کہتے ہیں:

کچھ یاد ہے دھندلا سا اک خواب جو دیکھا تھا
خود میری تمنا تھی جو روپ تمھارا تھا
پھر ہجر کی رات آئی پھر ہجر کی رات آئی
اے عالمِ تنہائی اے عالمِ تنہائی

12۔ اگر مصرع میں صرف ایک اخرب اور ایک سالم رکن ہو تو اسے ہزج مربّع اخرب کہیں گے۔ اوپر کے شعر میں ہر مصرع میں جو تکرار ہے وہ ہٹا دیں تو مربّع کی مثال حاضر ہے:

پھر ہجر کی رات آئی
اے عالمِ تنہائی!

سالم کی جگہ مسبغ رکن لانے کی اجازت ہے۔ جب شعر کے دوسرے مصرع کا آخری رکن مفاعیلان کے وزن پر ہوگا تو وہ ترتیب مسبغ کہلائے گی۔

13۔ ہزج مثمن اخرب سالم/مسبغ: مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلان:

ہیں کیسی مصیبت میں یہ کس کو نہیں معلوم
ظالم کی عدالت میں مجرم ہیں سبھی مظلوم

بعض جگہ ایک زیادہ ساکن سروش ہوتا ہے، لیکن کہیں کہیں اچھا نہیں لگتا۔ یہ بھی شاید اسی زمرے میں آتا ہے۔ اگر مفعولُ مفاعیلان مفعولُ مفاعیلن اور مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلان ہزج اخرب سالم/مسبغ مضاعف کے تحت ذرا سی ترتیب بدل دیں لیکن یہ ترتیب مربّع مضاعف ہے:

یہ کس کو نہیں معلوم ہیں کیسی مصیبت میں
مجرم ہیں سبھی مظلوم ظالم کی عدالت میں

تو پہلے مصرع میں مفاعیلان درمیان مصرع میں آجاتا ہے۔

14۔ صدر/ابتدا میں اخرب، حشوین میں دو مکفوف اور عروض/ضرب میں سالم رکن ہوں تو ہزج مثمن اخرب مکفوف مکفوف سالم کی ترتیب وجود میں آتی ہے:
مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُن (2 بار)
یہ بھی بہت مطبوع آہنگ نہیں ہے، اس لیے خال خال کسی نے اسے استعمال کیا ہے:

پوچھو تو سہی، کس ستم و جور سے گزرا ہوں
کیا دیکھتے ہو؟ نقش بہ دیوار نہیں ہوں میں

پوچھو تُ (مفعولُ) سہی کس سِ (مفاعیلُ) تموجور (مفاعیلُ) سِ گزرا ہوں (مفاعیلن) کیا دیکھ (مفعولُ) تِ ہو نقش (مفاعیلُ) بَ دیوار (مفاعیلُ) نہیں ہوں میں (مفاعیلن)

15۔ آخری رکن ضرب میں سالم کے بجائے مسبغ ہو تو بحر کا نام ہوگا۔ ہزج مثمن اخرب مکفوف سالم مسبغ: مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلان (دو بار)

شہرہ ہے بہت آپ میں ہے ظلم کی استعداد
اچھا سا کریں میرے لیے خاص ستم، ایجاد

شہرہ ہَ (مفعولُ) بہت آپ (مفاعیلُ) مِ ہے ظلم (مفاعیلُ) کِ استعداد (مفاعیلان)
اچھاس (مفعولُ) کریں میرِ (مفاعیلُ) لیے خاص (مفاعیلُ) ستم ایجاد (مفاعیلان) ۲ بار

16/17۔ ایک ایک کرکے ہزج اپنے آہنگ ظاہر کر رہی ہے۔ کچھ مطبوع، کچھ کم مطبوع اور کچھ یقیناً غیر مطبوع ہوں گے۔ فیصلہ آپ خود کریں۔ شروع سے اگر اخرب رکن ہٹا دیں اور تین متواتر مکفوف اور چوتھا مقصور، جو ساکن الآخر ہونے کے علاوہ مکفوف جیسا ہے تو اس ترتیب کو کہیں گے: ہزج مثمن مکفوف مقصور الآخر:

مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلن ۔ (فعولان)

مقصور کو مفاعیلْ (بہ سکونِ لام) کہتے ہیں، لیکن التباس سے بچنے کے لیے فعولان سے بدل بھی لیتے ہیں۔ مقصور کی جگہ محذوف اور محذوف کی جگہ مقصور لانے کی اجازت ہے۔ یعنی ان کا خلط جائز ہے۔ اس لیے آخری رکن اگر محذوف یعنی فعولن ہوتو اسے ہزج مثمن مکفوف محذوف الآخر کہیں گے۔ بحر کا نام عروض سے نہیں، ضرب سے متعین ہوتا ہے۔

دل افروز ہے، دلبر بھی ہے دلدار و دل آرام
وہ ہے زہرہ جبیں مہ رُخ و گُل خند و گُل اندام
چمن میں اسے دیکھیں تو نظر آئے سرِ شام
کوئی سروِ خراماں ہے کہ روحِ چمنستاں!

پہلے تین مصرعوں کے آخری رکن مقصور ہیں اور چوتھے مصرع کا آخری رکن محذوف ہے اور ضرب محذوف :

1۔ دِلَف روز (مفاعیلُ) ہَ دل بر بھِ (مفاعیلُ) ہَ دلدار (مفاعیلُ) دِلارام (مفاعیل رفعولان)

وُ ہے زہَر (مفاعیلُ) جبیں مہ رُ (مفاعیلُ) خُ گُل خندُ (مفاعیلُ) گُ لَن دام (مفاعیلُ)

چمن میں اُ (مفاعیلُ) سِ دیکھیں تُ (مفاعیلُ) نظر آئے (مفاعیلُ) سرے شام (مفاعیلُ)

کُ ئی سروِ (مفاعیلُ) خراماں ہَ (مفاعیلُ) کِ روحے چَ (مفاعیلُ) منستاں (فعولن)

18۔ ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف (مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن) اور

19۔ ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور کے آہنگ بھی ایک ہی ہیں، کیونکہ عروض ضرب میں دونوں کا خلط نہ صرف جائز ہے، بلکہ عام بھی ہے۔ ہزج کا یہ آہنگ بہت

مقبول ہے کیونکہ رواں ہے:

جو خود سے الجھتے ہیں الجھ ان سے نہ زنہار
واعظ سے کہو بادہ گساروں سے نہ الجھے

عروض مقصور ہے، اور ضرب، محذوف:

جو خُد سِ (مفعولُ) الجھتے ہَ (مفاعیلُ اُلجھ اُن سِ (مفاعیلُ) نَ زنہار (مفاعیلُ/فعولان)

واعظ سِ (مفعولُ) کہو بادَ (مفاعیلُ) گساروں سِ (مفاعیلُ) نَ اُلجھے (فعولن)

20- ہزج مثمن اخرم اشتر مکفوف مجبوب کے ارکان ہیں مفعولن فاعلن مفاعیلُ فعَلْ اخرم اور اشتر صدر و ابتدا کے زحاف ہیں اس لیے دونوں ساتھ نہیں رکھنا چاہئیں۔ اخرب مقبوض مکفوف مجبوب ترتیب رکھیں تو مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعَلْ تخنیق سے مفعولن فاعلن مفاعیلُ فعَلْ ترتیب فراہم ہے۔

رباعی کے دو بنیادی اوزان، بلکہ رباعی کی دو بنیادی ترتیبوں میں سے ہے۔

مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعَلْ بنیادی ترتیب میں آخری دو ارکان میں تحقیق ہونے سے ترتیب مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع حاصل ہوتی ہے۔ اگر شروع کے دو ارکان میں بھی تخنیق ہو تو مفعولن فاعلن مفاعیلن فع ترتیب ہو جاتی ہے۔ یہ تینوں ترتیبیں اس رباعی میں ہیں:

ہر سبز درخت جل گیا ہے شاید
جنگل سارا پگھل گیا ہے شاید
ویران سماں یہ لگ رہا ہے جو مجھے
تصویر کا رُخ بدل گیا ہے شاید

1- ہر سبز (مفعولُ) درخت جل (مفاعلن) گیا ہے شا (مفاعیلن) ید (فع)

2- جنگل سا (مفعولن) را پگھل (فاعلن) گیا ہے شا (مفاعیلن) ید (فع)

3۔ ویران (مفعولُ) سماں یے لگ (مفاعلن) رہا ہے جُ (مفاعیلُ) مجھے (فعَلْ)

4۔ تصویر (مفعولُ) کے رُخ بدل (مفاعلن) گیا ہے شا (مفاعیلن) ید (فع)

مفعولن فاعلن، مفاعیلُ فعَلْ اگر ارکان قائم کر دیے تو پھر ہر مصرع اسی ترتیب سے ہوگا۔ مثال یہ ہے:

معنی سے لفظ جب کبھی دور کیا
ایسے میں چپ رہو یہ دستور کیا
کچھ دیوانے تھے اہلِ دل اہلِ نظر
خود کو سچ کہنے پر ہی مامور کیا

ا۔ معنی سے (مفعولن) لفظ جب (فاعلن) کبھی دور (مفاعیلُ) کیا (فعَلْ)

2۔ ایسے میں (مفعولن) چپ رہو (فاعلن) یہ دستور (مفاعیلُ) کیا (فعَلْ)

3۔ کچھ دیوا (مفعولن) نے تھِ اَہ (فاعلن) لِ دل اہلِ (مفاعیلُ) نظر (فعَلْ)

4۔ خُد کو سچ (مفعولن) کہہ نِ پر (فاعلن) ہِ مامور (مفاعیلُ) کیا (فعَلْ)

21۔ ہزج مثمن اخرب اہتم کا آہنگ ہے۔ مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعولْ

بیگانہ ہے سبزہ، تو آتش ہے چنار
کچھ اور طرح سے ہو تنظیمِ بہار!
اشجار ہیں گلشن میں محرومِ لباس
باقی ہی نہیں کیا کیجیے برگ شمار

20 اور 21 آہنگوں کے بارے میں دو باتیں کہنا ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ رباعی کے اوزان ہیں۔ غزلیں ان میں کہی گئی ہیں، لیکن کم، بہت ہی کم۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ ان میں تین متوالی حرکات ہیں۔ وسطی حرکتوں کو ختم

کر کے، حرف کو ساکن کیا جاسکتا ہے، اور اس سے (تسکین کی بجہ سے) کئی اوزان وجود میں آتے ہیں، جن کا خلط جائز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رباعی کی رنگارنگی کی ایک وجہ مختلف مصرعوں کا مختلف ترتیبوں میں ہونا ہے۔ تفصیل سے ہم رباعی کے تحت اس نکتے کو سمجھیں گے۔ یہاں مثال میں چونکہ آپ کو آہنگ سے متعارف کرانا تھا، اس لیے ایسی رباعیاں مثال میں پیش کی گئی ہیں جن کے چاروں مصرعے ارکان کی ایک ہی ترتیب رکھتے ہیں، یا ان میں تخنیق سے مختلف ترتیب سامنے آئی۔

20-21 ہزج کے تحت ہم نے سب سے پہلے ہزج سالم کی مربع، مسدّس اور مثمن صورتوں کی بات کی تھی۔ پھر مزاحف کے استعمال کو صرف مثمن کینڈے میں دکھایا گیا۔ مسدّس کینڈے میں بھی یہ مزاحف شکلیں ہیں۔ مثال کے طور پر ہزج مسدّس مقبوض جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، ہر مصرع میں مفاعلن تین بار ہوگا۔ اور اگر آخری رکن مفاعلن کے بجائے مفاعلان ہو تو بحر کو ہزج مسدّس مقبوض مسبغ الآخر کہیں گے۔ اس ایک ہی شعر میں دونوں روپ موجود ہیں۔ عروض مقبوض مسبغ ہے اور ضرب، مقبوض:

اب اس قدر بھی ہم سے کر نہ اجتناب
کبھی کبھی تو خواب میں دکھائی دے

اِبس قدر (مفاعلن) بھِ ہم سِ کر (مفاعلن) نَ اجتناب (مفاعلان)
کبھی کبھی (مفاعلن) تُ خاب میں (مفاعلن) دکھای دے (مفاعلن)

22-23 صدر ا ابتدا سالم، حشو کا رکن سالم، لیکن آخری رکن فعولن ہو تو بحر ہزج مسدّس محذوف الآخر کہی جائے گی اور آخری رکن مفاعیلْ (بہ سکونِ لام) یعنی فعولان ہو تو مقصور الآخر کہلائے گی۔

آہنگوں کے رشتوں کو سمجھنے کے لیے ایک مشق آپ کے سامنے رکھی جاتی ہے۔ وزن تو آپ پہچان ہی لیتے ہیں:

1۔ ابھی کیا ہے   مفاعلین   سالم رکن
2۔ مرے دوست   مفاعیل (فعولان)   مقصور
3۔ مرے دل   فعولن   محذوف

اب ہم دو ادھورے مصرعے، عروض و ضرب کے بغیر لکھتے ہیں۔ ان کا وزن ہے مفاعیلن مفاعیلن :

ابھی پہلی ہی منزل ہے
ابھی تو اور مشکل ہے

سالم لگادیں تو یہ ہزج مسدّس سالم ہے۔ مقصور لگادیں تو مقصورالآخر کی مثال ہے۔ سالم :

ابھی پہلی ہی منزل ہے، ابھی کیا ہے
ابھی تو اور مشکل ہے، ابھی کیا ہے

آخر میں محذوف لگادیں تو ہزج مسدّس محذوف :

ابھی پہلی ہی منزل ہے مرے دل
ابھی تو اور مشکل ہے مرے دل

جو ارکان بتائے گئے ہیں، وہ درست ہیں، لیکن مشق کے طور پر تقطیع کر کے تصدیق کرلیں۔

22-23۔ آخر میں سالم رکن اور سالم مسبغ رکن کا خلط جائز ہے، کیونکہ آہنگ بنیادی طور سے ایک ہوتے ہیں۔ مسبغ میں آخری ساکن سے پہلے صرف ایک ساکن ہی کا تو اضافہ ہوتا ہے۔ ہزج مسدّس اخرب مقبوض سالم کے ارکان ہیں اور یہ آپ جانتے ہوں گے، مفعولُ مفاعلن مفاعیلن۔ ہزج مسدّس اخرب مقبوض مسبغ میں عروض و ضرب مفاعیلان ہوگا اور بس!

اب ان دونوں کا رشتہ سمجھ لیں۔ یہ ہے سالم الآخر :

دیوانے کا حال پوچھنے آتے
منظور تمھیں جو تھیں ملاقاتیں

1۔ دیوانِ (مفعولُ) کَ حال پو (مفاعلن) چھنے آتے (مفاعیلن)
2۔ منظور (مفعولُ) تمھیں جُ تھیں (مفاعلن) ملاقاتیں (مفاعیلن)

اب پہلے مصرع کا آخری لفظ اس طرح بدلا کہ ایک ساکن کا اضافہ ہوگیا:

دیوانے کا حال پوچھنے آجاو
ورنہ اسے ملنے کے لیے بلواو!

اس کا لحاظ رہے کہ آجاو ہے آجاؤ نہیں بلواو ہے بلواؤ نہیں۔ واو پر ہمزہ کے اشباع سے ایک ساکن نہیں ایک سبب خفیف کا اضافہ ہوجائے گا۔ ساکن کا اضافہ تسبیغ ہے اور سببِ خفیف کا اضافہ ترفیل، اور ترفیل اس بحر میں ممکن نہیں کیونکہ مفاعیلن کے آخر میں وتد مجموع نہیں سببِ خفیف ہے۔

1۔ دیوانِ (مفعولُ) کَ حال پو (مفاعلن) چھنے آجاو (مفاعیلان)
2۔ ورنہ اُ (مفعولُ) سِ مِلنِ کے (مفاعلن) لیے بلواو (مفاعیلان)

24-25: ہزج مسدس اخرب مقبوض مقبوض رمقبوض مسبغ کے ارکان ہیں:
مفعولُ مفاعلن مفاعلن رمفاعلان

عروض و ضرب میں مقبوض اور مقبوض مسبغ کا خلط جائز ہے۔ آہنگ ایک ہی ہے۔ بس آخری رکن میں ایک مزید ساکن کا فرق ہے، جو ظاہر ہے سببِ خفیف لُن میں لام مضموم کے بعد اضافہ ہے۔

یہ آہنگ بھی مقبول نہیں ہوا، لیکن ہزج کا ایک آہنگ ہے، اس لیے آپ اسے بھی سمجھ لیں:

جو بات یقیں سے کہہ رہے ہو تم
بے لاگ اگر نہیں تو کچھ نہیں

1۔ جو بات (مفعولُ) یقیں سِ کہہ (مفاعلن) رہے ہُ تم (مفاعلن)

2۔ بے لاگ (مفعولُ) اگر نہیں (مفاعلن) تُ کچھ نہیں (مفاعلن)

پہلے مصرع میں ہو کو ضمّہ کی طرح پڑھا تو مفاعلن ہوا۔ ہو کو ہو پڑھیں تو مفاعیلن ہو جائے گا اور دوسرے مصرع کے آخر میں ہے بڑھا دیں تو وہ بھی مفاعیلن ہو جائے گا۔

جو بات یقیں سے کہہ رہے ہو تم
بے لاگ اگر نہیں تو کچھ نہیں ہے

اور اس مطلع میں عروض و ضرب دونوں مقبوض مسبغ ہیں:

گھبراو نہیں گزار دو یہ رات
پھر صبح ملے گی زندگی کے ساتھ

گھبراو (مفعولُ) نہیں گزا (مفاعلن) ر دو یے رات (مفاعلان)
پھر صبح (مفعولُ) ملے گِ زن (مفاعلن) دگی کِ ساتھ (مفاعلان)

26-27: آہنگ ایک ہی ہے لیکن عروض/ضرب میں محذوف اور مقصور کے فرق سے دو اوزان ہزج مسدّس اخرب مکفوف محذوف/مقصور ہو جاتے ہیں۔ ارکان ہیں:

مفعولُ مفاعیلُ فعولن/مفاعیلْ (یعنی فعولان)

محذوف کی مثال یہ ہے:

زخموں سے بھرے سر کو بھلا کیا
دستارِ فضیلت کی ضرورت؟

زخموں سِ (مفعولُ) بھرے سر کُ (مفاعیلُ) بھلا کیا (فعولن)
دستارِ (مفعولُ) فضیلت کِ (مفاعیلُ) ضرورت (فعولن)

اور مقصور الآخر کی مثال یہ ہے:

دو وقت کی روٹی ہے بڑی چیز
ملے تو بہت دیکھ چکا شہر

دو وقت (مفعولُ) کِ روٹی ہَ (مفاعیلُ) بڑی چیز (مفاعیل/فعولان)
میلے ٹُ (مفعولُ) بہت دیکھ (مفاعیلُ) چکا شہر (فعولان)

28-29: ہزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف/مقصور کا آہنگ نہ صرف دل کو کھینچتا ہے، بلکہ جس طرح رباعی میں تسکینِ اوسط کی کارفرمائی سے آہنگ میں ذرا سی تبدیلی یقیناً ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح اس میں بھی تخنیق سے کم و بیش ہر شاعر نے فائدہ اٹھایا ہے، جس نے سلیقے سے یہ آہنگ استعمال کیا ہے۔ ہزج کی اور مزاحف ترتیبوں میں بھی تخنیق کی گنجائشیں ہیں، لیکن ان سے کم ہی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ شعر میں 2 بار ارکان ہوتے ہیں۔ مفعولُ مفاعلن فعولن/ مفاعیلُ (فعولان) مفعولُ کے لام پر حرکت ہے۔ مفاعلن میں میم اور فے متحرک ہیں۔ میم کے ساکن ہونے سے ارکان مفعولن فاعلن ہوجاتے ہیں۔ اس طرح یہ آہنگ بھی وجود میں آتے ہیں:

29-30: ہزج مسدّس اخرب مقبوض مخنق محذوف/مقصور، مفعولُ مفاعلن فعولن/ فعولان۔ تخنیق سے مفعولن فاعلن فعولن/فعولان حاصل ہوتے ہیں، اور باہم ان دونوں کا خلط نہ صرف روا ہے، بلکہ کثرت سے رائج ہے۔

اردو میں سب سے زیادہ شعر اس آہنگ میں پنڈت دیاشنکرنسیم نے لکھے۔ ان کی مثنوی گُلِ بکاولی (مثنوی گلزارِنسیم) اسی بحر میں ہے:

نرگس نے نگاہ بازیاں کیں
سوسن نے زباں درازیاں کیں

اس آہنگ میں کچھ بہت مشہور شعر:

فریاد کی کوی لے نہیں ہے   نالہ پابندِ نَے نہیں ہے

(غالب)

پہلا مصرع اس وزن میں ہے: فریاد (مفعولُ) کِ کوی لَے (مفاعلن) نہیں ہے (فعولن)

دوسرا مصرع مخنق ہے: نالہ پا (مفعولن) بندِ نَے (فاعلن) نہیں ہے (فعولن)

کچھ سوز ہے مطربوں کی لَے میں کچھ آگ بھری ہوئی ہے نَے میں

(شیفتہ)

دونوں اسی وزن میں ہیں، جس میں غالب کا پہلا مصرع۔

اب محذوف رمقصور صورتیں اخرب اور اخرم، دونوں ارکان سے شروع ہونے والے آہنگ میں: اگر وزن اخرم رکھا ہے تو مصرع مفعولن سے شروع ہوگا اور اگر اخرب رکھا ہے تو مفعولُ سے شروع ہوگا اور مفعولن ہوگا تو مخنق ہوگا اس کے بعد مفاعلن تھا جو فاعلن ہوا۔

ہے رقص پسند؟ رقصِ بسمل!	مفعولُ	مفاعلن	فعولن
فطرت سے مگر ہے سخت خونخوار	مفعولُ	مفاعلن	فعولان
ہوں اُس کے ظلم کا ہدف میں	مفعولن	فاعلن	فعولن
ظالم سے بس اتنا ہے سروکار	مفعولُ	مفاعلن	فعولان
کچھ ایسی گھٹن سی ہر طرف ہے	مفعولُ	مفاعلن	فعولن
ہے سانس بھی لینا سخت دشوار	مفعولُ	مفاعلن	فعولان
گفتار نہیں سُنے ہے کوئی	مفعولُ	مفاعلن	فعولن
بے مقصد ہے یہ پیش گفتار	مفعولن	فاعلن	فعولان

آخری شعر میں دونوں وزن آجاتے ہیں۔ عروض محذوف ہے، ضرب ظاہر ہے مقصور!

گفتار (مفعولُ) نہیں سُنے (مفاعلن) ہَ کوئی (فعولن)

بے مقصد (مفعولن) ہے یے پے (فاعلن) ش گفتار (فعولان)

اہل عرب نے اشتر مزاحف فاعلن کو صدر رابتدا کے لیے مخصوص رکھا تھا۔ ایرانیوں نے اسے عام زحاف کردیا۔ اس کے باوجود اس کو مستفعلن اور مفعولاتُ کے مرفوع مزاحف کی طرح صرف صدر رابتدا اور حشو کے لیے محدود رکھا۔ رفع

زحاف تو اہلِ ایران کی اختراع ہے، لیکن اشتر مزاحف کو عام کرنے کے باوجود عروض رضرب میں صرف اس لیے استعمال نہیں کیا کہ ایسا کرتے تو صرف اشتر ارکان پر مبنی آہنگ فاعلن کی تکرار کا آہنگ ہوجاتا جو متدارک سالم کا آہنگ ہے۔ چنانچہ ہزج کی کسی ترتیب میں فاعلن عروض وضرب میں نہیں رکھا گیا۔ ہزج میں اسباب کے دونوں ساکن ایک ساتھ ساقط نہیں ہوتے۔

31-32: ہزج کا ایک بہت خوبصورت آہنگ ہے۔ احتیاط کے طور پر اسے ہزج اشتر مقبوض رمقبوض مسبغ مربع مضاعف کہیں گے تاکہ دوسرا رکن مفاعلن کی جگہ حسبِ ضرورت مفاعلان بھی لایا جاسکے۔ ارکان ہیں: فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن مقبوض مسبغ میں آپ جانتے ہی ہیں دونوں میں ہر ایک مفاعلن کی جگہ مفاعلان بھی لایا جاسکتا ہے۔ ان تینوں شعروں میں ساری صورتیں موجود ہیں:

پیاس سے خراب ہیں ساقیا شراب دے
کس لیے ہے تو خموش ساقیا جواب دے
دُرد سے چلے گا کام جام، جام، جام، جام!
ساقیا سبو، شراب! خوب دے، خراب دے
کون آکے لے گیا؟ سب متاعِ میکدہ
سب شراب کیا ہوئی؟ ساقیا، حساب دے

پیاس سے (فاعلن) خراب ہیں (مفاعلن) ساقیا (فاعلن) شراب دے (مفاعلن)

کس لیے (فاعلن) ہ تو خموش (مفاعلان) ساقیا (فاعلن) جواب دے (مفاعلن)

دُرد سے (فاعلن) چلے گ کام (مفاعلان) جام جا (فاعلن) م جام، جام (مفاعلان)

ساقیا (فاعلن) سبو، شراب (مفاعلان) خوب دے (فاعلن) خراب دے (مفاعلن)

کون آ (فاعلن) ک لے گیا (مفاعلن) سب متا (فاعلن) ع مے کدہ (مفاعلن)

سب شرا (فاعلن) ب کیا ہُ ئی (مفاعلن) ساقیا (فاعلن) حساب دے (مفاعلن)

یہ بات حیرت کی ہے کہ صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے ان دونوں آہنگوں کا ذکر نہیں کیا۔

33-34: ہزج مسدس اشتر مکفوف مقصور/محذوف یعنی فاعلن مفاعیلُ فعولان/فعولن (2بار) کا آہنگ یہ ہے۔ پہلا مصرع مقصورالآخر اور دوسرا محذوف الآخر ہے۔ آہنگ ایک ہی ہے، اس لیے ان کا خلط جائز ہے:

بزم میں جو موجود ہوں اغیار
راز کی کوئی بات نہ کہنا!

35-36: ایک آہنگ مقبوض مکفوف محذوف/مقصور کا بھی دیکھ لیں۔ ارکان جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ ہوں گے۔ مفاعلن مفاعیلُ فعولن/فعولان مثال یہ ہے:

سمجھ کے زندگی میری کھلونا
کہیں نہ توڑ بیٹھیں اُسے اک روز

تقطیع آپ کریں مشق بھی ہوجائے گی۔

اتنے آہنگوں کا ذکر ہوا اور آہنگ بھی ممکن ہیں۔ مثال کے طور پر: مکفوف مقبوض کی تکرار سے ایک آہنگ بنتا ہے، جو نامطبوع بھی نہیں۔ مفاعیلُ مفاعلن یہ ارکان ہوئے (دوبار) مربع کے مفاعیلُ مفاعلن مفاعیلُ مفاعلن (دوبار) مثمن میں ہوئے۔ آخری مفاعلن کی جگہ مقبوض مسبغ مفاعلان بھی جائز ہے۔ مربع کی چھوٹی، سی مثال جس سے آہنگ کا اندازہ ہوجائے گا:

اگر راز کی بات ہے تو ہم کو نہ بتایں آپ

اگر راز (مفاعیلُ) کِ بات ہے (مفاعلن)

تُ ہم کو نَ (مفاعیلُ) بتایں آپ (مفاعلان)

ذرا سوچ کر بتایئے کہ آہنگ ہزج کے تحت کیوں نہیں رکھا گیا؟ جی ہاں، غور کیجیے کیا فرمایا؟، درست! بالکل ٹھیک۔

مفاعیلُ مفاعلن رمفاعلان میں تین متوالی حرکات ہیں۔ مفاعلن کا میم ساکن کیا جاسکتا ہے۔ مفاعیلن فاعلن تخنیق سے حاصل ہوں گے۔ اگرچہ مخنق فاعلن، اشتر فاعلن سے مختلف ہے۔ احتیاطاً اس ترتیب کو ہزج میں نہ رکھا گیا اور میرا خیال ہے کہ محض اس وجہ سے کہ فاعلن عروض رضرب میں نہ آئے۔ چاہے وہ اشتر کے بجائے مخنق ہو۔ اس خیال کی تردید میں کہا جاسکتا ہے کہ متدارک میں مقطوع فعْلن کا ہم نام مخبون مسکّن فعْلن عروض رضرب صدر ابتدا اور حشوین میں لاتے ہی ہیں۔ یہ استدلال بحث کے لیے ٹھیک ہے۔ لیکن عملی طور سے یہ بات اہم ہے کہ ہزج میں کوئی ترتیب ایسی نہیں، جس میں اشتر یا مخنق فاعلن عروض وضرب میں ہو۔ لیکن آپ ہزج میں استعمال کرنا چاہیں تو کوئی موانع نہیں، کیونکہ تخنیق کے بعد یہ آہنگ کسی اور بحر کے آہنگ میں نہیں جاتا، وافر میں بھی نہیں۔

اور ہاں، مفاعیلُ کے بارے میں ایک بات اور۔ اور میری معلومات کا ماخذ ہے ''مقالاتِ طباطبائی''۔ نظم طباطبائی، جیّد عروضی بھی تھے۔ انھوں نے ایک مضمون میں ذکر کیا ہے کہ اہلِ عرب نے مفاعیلن کی جگہ جہاں چاہا مفاعیلُ یا مفاعلن رکھا۔ یہ رویہ شروع کے کچھ فارسی شعرا کے یہاں رہا، لیکن ان کا نظامِ آہنگ اسے قبول نہ کرسکا۔ اس لیے یہ طریقہ ترک کیا گیا۔ اردو میں بھی یہی طریقہ رہا۔

4۔ رجز

یہ نہیں کہ ایران پر عربوں کے اقتدار سے پہلے شاعری کی کوئی روایت نہیں تھی۔ تھی، لیکن تازی اثرات نے زندگی کے ہر شعبے کی طرح زبان پر بھی اثرات ڈالے۔ عربی الفاظ بڑی تعداد میں فارسی میں آئے اور ایسے اس کے بنیادی ذخیرے کے الفاظ میں گھل مل گئے کہ جب فردوسی نے فارسی زبان کی تطہیر کرنا چاہی تو اس کو کامیابی نہیں ہوئی۔ شاہنامہ اہلِ ایران کا سب سے بڑا رزمیہ ہے، اس کے باوجود عربی الفاظ آج تک اہلِ ایران کی زبانوں پر ہیں۔ 1857 میں غالب نے ''دستنبو'' قدیم فارسی میں، اساطیر کی زبان میں جو عربی الفاظ سے بالکل پاک ہو، داستانِ غدر لکھنے کی کوشش کی۔ ان کو دُہری ناکامی ہوئی۔ ایک تو ان کے خطوں میں نہیب لفظ کو چاکو سے چھیل دینے کا کئی جگہ پر ذکر ہے۔ دوسری بات یہ کہ فارسی کے عالموں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ دساتیر ایک جعلی دستاویز ہے۔

بحرِ رجز سے اس کا کیا تعلق ہے؟ آپ کا سوال بہت معقول اور جائز ہے۔ اگر آپ ذرا سا اور توقف کرتے تو میں اسی کے بارے میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا تھا، لیکن شاید آپ نے ٹوک کر اچھا ہی کیا کہ موضوع میری نظر میں رہے۔

بات یہ ہے کہ فارسی نے آہنگ، اور ان آہنگوں کے ساتھ ان کے اصول عربی سے ایسے لیے کہ اب فارسی میں کوئی اور آہنگ باقی نہیں ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ آہنگ ہوں، جو عربی عروض کے سانچے میں سما گئے۔ عربی میں پہلے قصیدے کی

صنف سب سے زیادہ اہم تھی۔ اسی میں لڑائیوں، بلکہ جھگڑوں کے موقعوں پر قبیلوں کے شاعر رجز لکھتے تھے، جو پڑھتے ہوئے نبرد آزما میدان میں اترتے تھے۔

بحر کے نام ہی سے واضح ہے کہ رجز اسی بحر میں ہوتے تھے۔ ہوسکتا ہے کچھ اور آہنگ بھی استعمال ہوتے ہوں۔ یہ مجھے نہیں معلوم اور اس کے بارے میں کھوج کرنا اس کتاب کے سلسلے میں بہت ضروری بھی نہیں ہے۔

ایک بات کی طرف اور دھیان دلا دوں۔ بہت سے شاعر لکھنا پڑھنا جانتے تھے، لیکن اکثریت ان کی اور میدانِ جنگ میں جانے والوں کی ایسی تھی، جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور رجز صرف اپنے ہی لیے نہیں، مدِّ مقابل پر اپنے قبیلے کی فضیلتیں واضح کرنے کے لیے تھے۔ قبیلے کا ہر شخص رجز پڑھتا تھا۔ شعر، ایسی زبان میں ہوتے تھے جو سنتے ہی یاد ہو جائیں تاکہ وہ فخریہ پڑھیں، اور ان میں جوش پیدا ہو۔ ہر شخص شاعر تو نہیں تھا سپاہی ضرور تھا، اور شاعری کا دلدادہ بھی۔ اس میں ہم سب کے لیے ایک سبق ہے کہ شعر ایسی زبان میں ہوں کہ سب کی سمجھ میں آئیں اور ان کی افادیت ہو۔ زندگی سے شاعری کا گہرا رشتہ ہو۔

محقق طوسی نے معیار الاشعار میں بتایا ہے کہ عربی میں یہ بحر مسدّس رائج ہے اور عروض اس کا سالم یعنی مستفعلن ہوتا ہے اور ضربیں اس کی دو ہیں۔ سالم اور مقطوع یعنی مفعولن لیکن اردو میں زیادہ مثمن سالم استعمال ہوئی ہے۔ آیئے آہنگ سمجھ لیں۔

1-2 رجز مربع سالم رمذال کا آہنگ ہے مستفعِلن مُستَفعِلُن رمُستَفعِلان (دوبار)

قاتل لٹیرے آج کل ‏ ‏ پاتے ہیں انعامِ خطیر
اہلِ ادب کے واسطے ‏ ‏ ہنگامہ ہائے دار وگیر
شاعر نہیں ہے اب تو وہ ‏ ‏ فرماں رواں کا ہے مشیر
شاید غلط میں نے کہا ‏ ‏ اس کی غلامی ہے حقیر

عروض سب سالم مستفعلن ہیں اور ضربیں سب مذال مستفعلان ہیں۔

قاتل لئے (مستفعلن) رے آج کل (مستفعلن)
پاتے ہ ان (مستفعلن) عامے خطیر (مستفعلان)
اہلے ادب (مستفعِلن) کے واسطے (مستفعِلن)
ہنگامہا (مستفعلن) اے دارُ گیر (مستفعلان)
باقی دو شعروں کی تقطیع آپ کریں۔

3۔ رجز مربع مذال مضاعف: مستفعلن مستفعلان مستفعلن مستفعلان (شعر میں دوبار) یہ آپ کی سہولت کے لیے لکھ دیا۔ دراصل مستفعلن مستفعلان کی ترتیب سے چار ارکان ہر مصرع میں مذال رکن درمیانِ مصرع میں لانے کی اجازت نہیں ہے، اس لیے مربع مضاعف بنانے کا دستور ہوا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں عروض و ضرب میں سالم اور مذال ارکان ایک دوسرے کی جگہ لانے کی اجازت ہے۔

ہوں جس کی زلفوں کا اسیر، وہ گُل بدن بدرِ منیر
وہ ہے بہاروں کا سفیر، اس کی نہیں کوئی نظیر
سمجھے وہ خود کو خوب رو، نازک بدن، غنچہ دہن
اس کی نزاکت، حسن کا، پاجاے جو عشرِ عشیر

مطلع اور شعر کے ایک ایک مصرع کی تقطیع میں کیے دیتا ہوں۔ دو مصرعوں کی تقطیع آپ کریں۔

ہوں جس کِ زُل (مستفعِلُن) فوں کا اسیر (مستفعلان) وہ گل بدن (مستفعِلُن) بدرے منیر (مستفعلان)

اُس کی نزا (مستفعلن) کت حسن کا (مستفعلن) پاجاے جو (مستفعِلُن) عشرے عشیر (مستفعلان)

3-4: رجز مسدس سالم / مذال: شعر میں چھ بار مستفعِلُن۔ مصرع کے آخری رکن یعنی تیسرا اور چھٹا رکن مذال بھی آسکتا ہے۔

کیا اقتدارِ دُشمناں خطرے میں ہے؟
کیا فکر دامن گیر ہے بندہ نواز!

عروض سالم اور ضرب مذال ہے۔

کیا اقتدا (مُستفعِلُن) رے دشمناں (مستفعِلُن) خطرے م ہے (مستفعلن)
کیا فکر دا (مستفعلن) من گیر ہے (مستفعلُن) بندہ نواز (مستفعلان)

6-5: رجز مثمن سالم مذال: مستفعلن مُستفعُلُن مستفعلُن مستفعلُن، مستفعلان

(یہ ترتیب شعر میں دوبار)

ہم کو بھی کیا کیا ناز تھا ٹوٹے ہوئے دل پہ مگر
اُس نے تو جس پتھر کو ٹھکرایا وہ اک دل ہوگیا

ہم کو بھ کیا (مستفعلُن) کیا ناز تھا (مستفعلن) ٹوٹے ۂ اے (مستفعلن) دل پے مگر (مستفعلن)

اُس نے تُ جس (مستفعِلُن) پتھر کُ ٹھک (مستفعلن) رایا واک (مستفعلن) دل ہوگیا (مستفعلن)

گو دیکھنے میں سادہ ہے، آئینہ ہے اس کا ضمیر
علم و عمل، دانش کا وہ رکھتا ہے سرمایہ خطیر

ایک مصرع کی تقطیع میں کرتا ہوں اور ایک آپ کے لیے چھوڑتا ہوں:

گو دیکھنے (مستفعِلُن) میں سادَ ہے (مستفعِلُن) آئی نَ ہے (مُستفعلن) اس کا ضمیر (مستفعلان)

اب ذرا سی دل لگی کی بات ہوجائے۔ دائروں میں آپ نے دیکھا تھا کہ ہزج، رمل اور رجز مختلف ترتیبیں ہیں ایک وتد مجموع اور دو اسبابِ خفیف کی۔ اب ایسا ہے کہ رجز مثمن کے شروع سے ایک سبب کم کردیں تو رمل مثمن محذوف کا آہنگ (اگر رجز سالم الآخر ہے) یا رمل مثمن مقصور کا آہنگ (اگر رجز مذال ہے) پیدا ہوتا ہے۔ ایسی ہی کوئی غلطی عظیم سے ہوئی ہوگی۔ انھوں نے غزل انشاء کو سنائی۔ انشاء

نے بہت داد دی اور کہا کہ اب کے مشاعرے میں یہی پڑھنا۔ عظیم نے انشاء کے مشورے پر عمل کیا۔ انشاء نے دراصل عظیم کے ساتھ گھات کی تھی (جسے آج وشواس گھات کہتے ہیں) عظیم سے جس شعر میں لغزش ہوئی تھی، وہ کسی ماخذ میں نہیں ہے، لیکن انشاء نے سرِ مشاعرہ عظیم کو خفیف کرنے کے لیے جو مخمس پڑھا تھا، اس کا یہ بند نقل ہوتا چلا آرہا ہے:

گر تو مشاعرے میں صبا آج کل چلے
کہیو عظیم سے کہ ذرا وہ سنبھل چلے
اتنا بھی حد سے اپنی نہ باہر نکل چلے
پڑھنے کو شب جو یار غزل در غزل چلے
بحرِ رجز میں ڈال کے بحرِ رمل چلے

اس کے جواب میں عظیم نے جو خمسہ اسی زمین میں لکھا، اس میں سے یہ شعر ضرب المثل بن گیا:

شہزور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق
وہ طفل کیا گرے گا، جو گھٹنے کے بل چلے

عظیم سے جس مصرع میں لغزش ہوئی وہ دستیاب نہ ہوسکا، لیکن یہ بات آپ کے ذہن نشین ہوجائے، اس لیے یوں کرتے ہیں کہ اس مذال مطلع کے پہلے مصرع کو لیتے ہیں جو ابھی آپ نے دیکھا۔

گو دیکھنے میں سادہ ہے، آئینہ ہے اس کا ضمیر

تقطیع میں آپ نے دیکھا کہ یہ رجز مثمن مذال میں ہے۔ اب یوں کرتے ہیں کہ پہلا لفظ گو قلم انداز کردیتے ہیں۔ مصرع یہ ہوجائے گا:

دیکھنے میں سادہ ہے آئینہ ہے اس کا ضمیر

یہ مصرع رمل مثمن سالم مقصورالآخر میں ہوگیا:

دیکھنے میں (فاعلاتن) سادَ ہے آ (فاعلاتن) ای نَ ہے اُس (فاعلاتن) کا ضمیر (فاعلان)

عظیم سے جو لغزش ہوئی تھی، اگر انھیں کا مصرع مل جاتا، تو دستاویزی ثبوت آپ کے سامنے ہوتا۔ چلیے، تحریف کر کے اسی طرح کی مثال، بات سمجھنے کے لیے بن گئی۔ امید ہے اس سے نکتہ واضح ہوا ہوگا اور آپ سے ایسی غلطی سرزد نہیں ہوگی۔

7۔ رجز مسدّس مضاعف میں رکن مستفعلن چھ بار مصرع میں اور بارہ بار شعر میں ہوگا۔ اگرچہ یہ فارم شاید استعمال نہیں کیا گیا، لیکن آپ مثال سمجھ لیں:

جو کچھ ہمارے ساتھ اس ظالم زمانے نے کیا، تم جانتے ہو اور ہم
خاموش کیوں بیٹھے رہیں، کیوں ظلم ہم سہتے رہیں جھوٹا ہے یہ سارا بھرم

اور نہیں تو تقطیع کی مشق کے لیے تو اچھا ہے۔ ایک مصرع کی تقطیع میں کرتا ہوں، ایک کی تقطیع آپ کیجیے گا:

جو کچھ ہما (مستفعِلُن) رے ساتھ اس (مستفعلن) ظالم زما (مستفعلن) نے نے کیا (مستفعلن) تم جانتے (مستفعلن) ہو اور ہم (مستفعلن) گن لیجیے۔ پورے چھ مستفعِلُن رجز کے ہیں۔

8۔ رجز مثمن مضاعف میں مستفعلن کی گردان مصرع میں آٹھ بار۔ یعنی شعر میں سولہ بار۔ ہمارے کلاسیکی سرمایہ میں کسی قابلِ ذکر شاعر نے شاید اتنے طویل مصرعوں کی غزلیں، قصیدے، واسوخت وغیرہ نہیں لکھے۔ چھٹ پٹ کسی کسی نے کہا ہے لیکن ہمیں تو یہ فارم میں دیکھنا ہے:

دنیا کو مت الزام دو، اچھے ہیں، سب لیکن دبا رکھا ہے ان کو جبر نے، اس جبر سے ہم سب لڑیں
برداشت کرنا ظلم سہنا جرم ہے، ناکارہ کر رکھا ہے ہم کو صبر نے اس صبر سے ہم سب لڑیں

آپ کو اختلاج تو نہیں ہو رہا ہے کہ میں ایک مصرع کی تقطیع کرکے، دوسرا آپ کی مشق کے لیے چھوڑ دوں گا؟ کروں گا تو یہی۔ اگر یہ نہ کروں تو آپ تقطیع

کرنے میں مشاق کیسے ہوں گے۔ میں دوسرے مصرع کی تقطیع کروں گا، کیونکہ اس میں ایک لفظ برداشت آیا ہے۔ پہلے تقطیع پھر گفتگو۔

برداشت کر (مستفعلن) ناظلم سہہ (مستفعلن) ناجرم ہے (مستفعلن) ناکارَکر (مستفعلن) رکھاہ ان (مستفعلن) کوصبر نے (مستفعلن) اس صبر سے (مستفعِلُن) ہم سب لڑیں (مستفعلن)

گن لیجیے۔ آٹھ رکنِ سالم رجز کے ہیں، شاباش، دوسرے مصرع کی تقطیع آپ شروع کردیں۔

اچھا، وہ برداشت والی بات! بَر ہوا مُس کے مقابل، دا ہوا تف کے مقابل، اورشت ہوا علن کی عین کے مقابل اور کر ہوا علن کے لُن کے مقابل شت مکتوبی دو حرف ہیں، لیکن یہاں شت مصمتی خوشہ ہے۔ یعنی ش اور ت کی آوازیں ایک دوسرے سے جڑ گئی ہیں، ایک دوسرے میں مدغم ہوگئی ہیں، جیسے لکشمی میں ک اور ش، لکشمی اور لچھمی کا ایک ہی وزن ہے۔

ہمارے بزرگوں نے قاعدہ بنایا تھا اگر مصرع اُن پر ختم نہ ہوتا ہو اور تین ساکن ایک ساتھ واقع ہوں، تو دوسرا متحرک اور تیسرا ساقط ہوجائے گا۔ ایسا ہوتا نہیں کیونکہ جب شعر آہنگ میں پڑھتے ہیں تو ش اور ت دونوں آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

اوپر کی دونوں ترتیبوں کے سلسلے میں یہ بات بھی بتا دی جائے کہ مصرع کا آخری رکن مذال مستفعلان یہاں بھی رکھا جاسکتا ہے۔

10-9: رجز مربعَ مطوی رمطوی مذال مُفْتَعِلُن مُفْتَعِلُن مفتعلان۔ (شعر میں دوبار)

یہاں یہ بتا دیا جائے کہ ت، ع اور ل پر تین متصل حرکتیں ہیں۔ ع کو ساکن کردیں تو مفعولن ہوجاتا ہے۔ دونوں میں ایک ساتھ یہ رعایت استعمال نہیں کی جاسکتی، کیونکہ دو مفعولن تین فعلن کے برابر ہیں، جو متدارک میں مخبون مسکّن اور متقارب میں اثلم ہے۔ دو مفعولن میں جو مصرع موزوں کیا جائے گا وہ متقارب میں

سمجھا جائے گا۔ متدارک میں بھی اس لیے نہیں کہ متقارب میں یہ مفرد زحاف ہے، جبکہ متدارک میں مزاحف کو مسکّن کر کے فعْلن حاصل کیا گیا۔ بحروں کو الگ رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ شعر اگر متدارک میں ہے تو دونوں مصرعوں میں سے کم از کم ایک میں فَعِلُن ضرور ہو۔ واضح طور سے یہ بات محقق طوسی کے اس بیان سے اخذ ہوتی ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ تسکینِ اوسط سے بحر نہیں بدلنا چاہیے۔ اگر تسکینِ اوسط سے متدارک بھی متقارب میں جا پڑے تو یہ جائز نہیں ہونا چاہیے۔ رجز کو بہرحال متقارب میں نہیں جانا چاہیے۔ یہ بات مطوی کی اور ترتیبوں کے بارے میں بھی نوٹ کرلیں اور یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اس دورکنی بحر کا دوسرا رکن مذال مستفعلان بھی ہوسکتا ہے۔

آیئے اب آہنگ دیکھ لیں:

چل دی بادِ سحری؟ خوب ہی کی نامہ بری
آج یہاں کل ہے وہاں وقت کا ہے سیل رواں
ایک نظر، ایک نظر دیکھ اِدھر، دیکھ اُدھر
اس کا بھی پیغام ہے کچھ اور مرے نام ہے کچھ
اس کا بھی حال سُنا کیسا ہے وہ کچھ تو بتا
دیکھ یہ انجامِ بہار چار طرف خار ہی خار

چل دی با (مفعولن) دے سحری (مفتعلُن) □ خوب ہِ کی (مفتعلُن) نامَ بری (مفتعِلُن)

آج یہاں (مفتعِلُن) کل ہَ وہاں (مفتعِلُن) □ وقت کَ ہے (مفتعلُن) سیل رواں (مفتعِلُن)

ایک نظر (مفتعِلُن) ایک نظر (مفتعِلُن) □ دیکھ اِدھر (مفتعِلُن) دیکھ اُدھر (مفتعِلُن)

اس کَ بھِ پے (مفتعِلُن) غام ہَ کُچھ (مفتعِلُن) □ اور مرے (مفتعِلُن) نام ہَ کُچھ

(مفتعِلُن)

اس کا بھی (مفعولن) حال سنا (مفتعلُن) □ کیس ہ وہ (مفتعِلُن) کچھ تُ بتا (مفتعِلُن)

دیکھ یے ان (مفتعِلُن) جامِ بہار (مفتعلان) □ چار طرف (مفتعلن) خارہِ خار (مفتعلان)

12-11: رجز مسدّس مطوی رمطوی مذال، ارکان ہیں شعر میں چھ بار مفتعِلُن یعنی مصرع میں تین۔ مصرع کا آخری رکن مطوی مذال مُفتَعِلان بھی ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں مطوی مذال کہیں گے، ورنہ صرف رجز مطوی۔

مشکلیں اُن کو بھی تری جیسی ہوں گی
دوست سے غم خوار سے امید نہ رکھ
پیش کرے گا وہ ابھی سیکڑوں عذر
یارِ جفا کار سے امید نہ رکھ!
قید میں زنجیر سے باتیں کرلے
ان در و دیوار سے امید نہ رکھ

پیش کرے (مفتعلُن) گاوُ ابھی (مفتعلن) سیکڑ عذر (مفتعلان)
دوست سِ غم (مُفتعِلُن) خار سے اُم (مفتعلن) میدن رکھ (مفتعلن)
قید میں زن (مفتعِلُن) جیرسِ با (مفتعلن) تیں کرلے (مفعولن)
پہلے شعر اور تیسرے شعر کے مصرعِ ثانی کی تقطیع آپ کیجیے۔

دوست میں ست کا مصمتی خوشہ مفتعِلُن کے ت کے مقابل آیا ہے۔ مصمتی خوشے کے بارے میں گفتگو ہوچکی ہے، اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ امید ہے وہ بات آپ کے ذہن سے اتری نہ ہوگی۔

13-14: رجز مطوی رمطوی مذال، مثمن ہو تو اس کے معنی آپ سمجھتے

ہوں گے۔ سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ جی فرمائیے، میں ہمہ تن گوش ہوں۔
بالکل درست فرمایا آپ نے۔ مثمن کے مطلب ہیں کہ شعر میں آٹھ رکن ہوں گے، یعنی مصرع میں چار رکن، بالکل ٹھیک۔ یہ بھی درست ہے کہ مطوی مزاحف مُفتَعِلُن ہے۔ یہ بھی بالکل درست ہے کہ آخری رکن ہر مصرع میں مذال یعنی مفتعلان بھی ہوسکتا ہے۔ جی پوچھئے، اس میں شرمانے کی کیا بات ہے۔ یہاں بھی مُفتَعِلُن تسکینِ اوسط کے تحت مفعولن ہوسکتا ہے۔ بس اس بات کا لحاظ رہے کہ یہ بحر نہ بدلنے پائے۔

یاد دلا دوں، کسی گلچیں کے قریب آپ نہ جایں
خوش نظری مجھ کو ملی، گل بدنی آپ کی ہے
دامنِ صد چاک مرا کون بھلا دیکھے گا؟
بحث کا موضوع تو گُل پیرہنی آپ کی ہے

یاد دلا (مفتَعِلن) دوں، کسِ گُل (مفتعِلن) چیں کِ قری (مفتعِلن) باپ نَ جایں (مفتعلان)
خُش نظری (مفتَعِلُن) مجھ کُ ملی (مفتعِلُن) گُل بدنی (مفتعلن) آپ کِ ہے (مفتعلن)
دامنِ صد (مفتَعِلُن) چاک مرا (متفعلن) کون بھلا (مفتعلن) دیکھے گا (مفعولن)

چوتھا مصرع آپ کی مشق کے لیے چھوڑا گیا ہے۔ مفعولن آخری رکن میں ہے۔ پہلے دوسرے اور تیسرے ارکان میں بھی ع ساکن کر کے مفعولن کا وزن رکھنے کی اجازت ہے۔ طوالت اور بیجا طوالت سے خاص طور پر بچنے کے لیے اور مثالیں پیش نہیں کی گئیں ورنہ پہلے اور چوتھے رکن میں پہلے اور دوسرے رکن میں، تیسرے اور چوتھے رکن میں...... اور اس طرح اور ترتیبیں بھی ممکن ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ بات آپ سمجھ لیں، اور وہ آپ نے سمجھ لی ہوگی۔

15۔ رجز مطوی مرفّل مثمن: مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن مُفتعلاتن (دوبار)

مرفّل رکن عروض رضرب کے لیے خاص ہے، لیکن اس وزن میں شیخ محمد ابراہیم ذوق نے دو مطلعوں کا ایک قصیدہ لکھا ہے۔ ایک مفتعلاتن کو متقارب کے فعَل فعولن میں توڑ سکتے ہیں، لیکن صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے اسے رجز مرفّل ہی کے تحت رکھا ہے جس طرح محقق طوسی نے مفاعلاتن کو رجز کا مخبون مرفّل مزاحف ہوتے ہوئے، اصولِ ثمانی شمار کیا، اسی رجز کے مطوی مرفّل مفتعلاتن کو، میں سمجھتا ہوں، اصول میں شمار کرنا چاہیے۔ ان دونوں اصولوں کے دائرے ابھی تک نہیں تھے۔ میں نے ان کے دائرے بنا دیے ہیں۔ بہرحال رجز کے مطوی مرفّل کی حیثیت سے بھی اس کے آہنگ کو سمجھ لیں: اگر دل نہ مانے تو اس آہنگ کو رجز کے تحت تسلیم نہ کریں۔ آپ ایسا کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ فاعلن کا مرفّل فاعلاتن ہے۔ اسے متدارک کے تحت تسلیم نہیں کیا جاتا۔ رمل کے تحت رکھتے ہیں، فاعلن کی تکرار کے آہنگ کو رمل محذوف کا اور فعولن کی تکرار کے آہنگ کو ہزج محذوف کا آہنگ نہیں مانا جاتا۔ آپ بھی مفتعلاتن کو بے شک رجز مرفّل کا آہنگ تسلم نہ کریں کیوں کہ عروض، مرفّل مزاحف کو صدر مطلع اور حشوین میں لانے کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اس مقام پر اس کا آہنگ سمجھ لیں۔

دار پہ مرنا ننگ نہیں ہے خون ہے میرا رنگ نہیں ہے
یہ نہ چھٹے گا، یہ نہ کٹے گا، یہ نہ ہٹے گا زنگ نہیں ہے

دار پہ مرنا (مفتعلاتن) ننگ نہیں ہے (مفتعلاتن) خون ہے ہ میرا (مفعلاتن) رنگ نہیں ہے (مفتعلاتن)

مصرع ثانی کی تقطیع آپ کریں۔ یہ بہت آسان ہے، کیونکہ اس میں ترصیع ہے۔ قافیے ہونے کے علاوہ جہاں جملے ختم ہوتے ہیں۔ وہیں ارکان بھی ختم ہوتے ہیں۔

16۔ جب مفتعلاتن صدر رابتدا اور حشوین میں آ ہی گیا ہے، تو نئی ترتیبیں بھی

ممکن ہیں۔ مثال کے طور پر رجز مطوی مرفّل، مطوی مربّع جس میں ارکان ہوں گے مفتعلاتن مفتعِلُن (2 بار) اور آہنگ یہ ہوگا۔

آج نہیں ہے قدرِ ہنر کوئی نہیں ہے اہلِ ہنر

آج نہیں ہے (مفتعلاتن) قدرِ ہنر (مفتعِلُن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

یہاں یہ بات بتا دی جائے کہ متقارب میں فعْلُ فعولُ فعولُ فعَل (متقارب اثرم مقبوض مقبوض محذوف) تخنیق سے فعْلُ فعولن فعْلُ فعَل ہوجاتے ہیں اور یہ وزن وہی ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ مفتعِلاتن اور مفتعلن، دونوں میں تسکینِ اوسط کی اجازت ہے۔ اس طرح کہ بحر نہ بدلے مفتعلاتن تسکینِ اوسط سے مفعولاتن ہوجائے گا اور مفتعلن عین کے ساکن ہونے سے مفعولن ہوجائے گا۔ مفعولن رجز میں مقطوع مزاحف بھی ہے۔

17۔ مفتعلاتن مفتعلان بھی وہی آہنگ ہے۔ صرف دوسرا رکن مطوی مذال ہے، اور پہلے آہنگ کے ساتھ خلط کی اجازت ہے۔ رجز مطوی مرفّل مطوی مذال مربع اور مثال یہ ہے:

محرمِ فصلِ گل کو پکار تو ہے کہاں اے بلبلِ زار

محرمِ فصلے (مفتعلاتن) گل کو پکار (مفتعلان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

18۔ اب رجز کا ایک نیا آہنگ دیکھیے۔ رجز مسدّس مطوی مرفّل، مطوی، مطوی مرفّل، ارکان ہیں: مفتعِلاتن مفتعِلُن مفتعلاتن (دوبار):

چور تھکن سے ہم ہیں بہت، سونے دو ہم کو

شورِ قیامت جب بھی اٹھے، ہم کو جگانا

پہلے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے گا۔ دوسرے مصرع کی تقطیع میں کیے دیتا ہوں:

شورِ قیامت (مفتعلاتن) جب بھِ اُٹھے (مفتعلن) ہم کُ جگانا (مفتعلاتن)

پہلے مصرع میں بھی ایسا ہی ہے کہ جہاں لفظ ختم ہوتا ہے، رکن بھی وہیں ختم ہوتا ہے اس کی وجہ سے بڑی خوش آہنگی پیدا ہوگئی ہے۔ جانتے ہیں کیوں؟...... جی ہاں فرمائیے۔ ارے آپ نے بھانپ لیا، میں کیا کہنے والا ہوں۔ جی ہاں دوسرے رکن مفتعلن کے بعد عروضی وقفہ پیدا ہوگیا ہے اور اس کی وجہ سے آہنگ نکھر آیا ہے۔

اسی وزن میں بیت کے مصرعے اگر یوں ہوں:

ہم تو کبھی پرواہ نہیں کرتے کسی کی
ہم کو نہیں شکوا غمِ دوراں سے کوئی بھی

ہم تُ کبھی پر (مفتعلاتن) واہ نہیں (مفتعلن) کرتِ کسی کی (مفتعلاتن)
ہم کُ نہیں شک (مفتعلاتن) وا غمِ دو (مفتعلن) راں سِ کُ ئی بھی (مفتعلاتن)

تو عروضی وقفہ باقی نہیں رہتا اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ اگر سپاٹ آہنگ نہیں، تو کوئی ایسا دلکش آہنگ بھی نہیں۔

بلکہ یہ شعر تو مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولُن (ہزج کی ایک مزاحف بحر میں) بھی پڑھا جاسکتا ہے، حروفِ علّت کے مختلف سقوط کی ترتیب کے ساتھ۔ اسے صنعتِ مُتلوِّن کہتے ہیں۔ لیکن وہ دوسرا موضوع ہے۔ یہاں یہ بتانا ہے کہ عروضی وقفہ نہ ہوتو آہنگ مختلف محسوس ہوتا ہے، اور اس میں وہ روانی اور وہ کردار نہیں رہتا۔ تقطیع کے مطابق حروفِ علّت کے سقوط کے ساتھ بیت پڑھیں تو رجز مسدّس مطوی مرفّل، مطوی، مطوی مرفّل میں ہوگی۔ آہنگوں کو اچھی طرح سے سمجھ لیں۔

19۔ رجز مسدّس مطوی مرفّل کی ترتیبِ ارکان اب آپ بھی بتا سکتے ہیں۔ مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن (دوبار) آہنگ یہ ہے:

اہلِ خرد سے کوئی یہ پوچھے کون ہے ارزل
کون ہے اعلیٰ کون ہے ناقص، کون ہے اکمل
ایک ہی مٹی سے جو بنے سب کون ہے اوّل
کون ہے آخر کون ہے نوری کون ہے اسفل

اہلِ خرد سے (مفتعلاتن) کوی یے پوچھے (مفتعلاتن) کون ہَ ارزل (مفتعلاتن)
کون ہَ اعلیٰ (مفتعلاتن) کون ہَ ناقص (مفتعلاتن) کون ہے اکمل (مفتعلاتن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

20-21۔ رجز سالم مثمن مضاعف عام تو نہیں ہے، لیکن استعمال ہوئی ہے، شاذ ہی سہی عصرِ حاضر میں، طویل مصرعوں والی آزاد نظموں میں بھی سولہ رکنی مصرعے اس آہنگ میں نہیں لکھے گئے۔ پھر بھی اس آہنگ کے بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہیے۔ ہوسکتا ہے آپ ہی اسے استعمال کریں، پابند نظم میں، غزل میں یا ایک آدھ رکن کی کمی بیشی سے نظمِ آزاد میں۔ اگر آخری رکن مذال ہوتو آہنگ کا نام ہوگا۔ رجز مثمن سالم مذال مضاعف:

زنجیر سے دیوانے کو جکڑو بھی تو کیا اس سے وحشت میں کمی ہوجائے گی، کیا فائدہ اس بات سے
دیوانہ پھر دیوانہ ہے، کیوں وہ سنے گا، ہر بات فرزانوں کی اُس کے واسطے بے کار، بے مصرف، فضول!

دوسرا مصرع مذال ہے۔ میں اس کی تقطیع کیے دیتا ہوں:
دیوانَ پھر (مستفعلن) دیوانَ ہے (مستفعلن) کیوں وہ سنے (مستفعِلُن) گا
بات فر (مستفعلن) زانوں کِ اُس (مستفعلن) کے واسطے (مستفعلن) بے کار
بے (مستفعلن) مصرف فضول (مستفعلان)
آٹھ رکن دوسرے مصرع میں ہیں۔ پہلے مصرع کی تقطیع آپ کریں گے، تو

آٹھ رکن اس میں ہوں گے۔ گویا سولہ رکنی بحر ہے تو کر ڈالیے پہلے مصرع کی تقطیع!

23-22: مفتعِلا تن، یعنی رجز مطوی مرفّل مثمن بحر بھی مضاعف ہو سکتی ہے اور آخری رکن کے ختم پر ایک زائد ساکن بھی ہو سکتا ہے۔

بات کرو تو سوچ سمجھ کر یونہی کسی سے بات اگر کچھ تم نے غلط کہہ دی تو سمجھ لو تم سے بھی کوئی بات کرے گا

جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کیونکہ یہی دستور زمانے کا ہے، اگر تم جھوٹ کہو گے آج نہیں کل ہوگا ہی نقصان

پہلے مصرع کی تقطیع یہ ہے:

بات کرو تو (مفتعلا تن) سوچ سمجھ کر (مفتعلا تن) یوں ہِ کسی سے (مفتعلا تن)
تم سِ بھِ کوئی (مفتعلا تن) بات کرے گا (مفتعلا تن)

25-24: رجز کے مزاحف کی ایک ترتیب ایسی بھی ہے جس سے ایک شکستہ بحر کا آہنگ نکھرتا ہے۔ یہ ایک شکستہ بحر ہے، یعنی اس میں ایک عروضی وقفہ مصرع کے عین درمیان میں ہے۔ یہ ترتیب ہے بحر رجز مطوی مخبون مثمن، مُفتَعِلُن مفاعلن مُفتَعِلفن، مفاعلن (دو بار):

اور اگر عروض رضرب مذال ہو تو آپ جانتے ہیں کہ بحر مطوی مخبون مذال کہلائے گی۔

سنگ میں ایک بُت بھی ہے، سنگ میں بس شرر نہیں
دیکھ سکے اسے نہ جو، اس کی نظر، نظر نہیں

سنگ مِ اے (مُفتَعِلُن) ک بُت بھِ ہے (مفاعلن) سنگ م بس (مفتعلن) شرر نہیں (مفاعلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

باغ یہ کیسا باغ ہے، سبز قدم ہے یہ بہار
جس پہ نہ بجلیاں گریں، ایسا کوئی شجر نہیں

عروض مخبون مذال ہے۔ تقطیع یہ ہے:

باغ یے کے (مفتعلن) س باغ ہے (مفاعلن) سبز قدم (مفتعلن) ہ یہ بہار (مفاعلان)

اب دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

26-27: بحر رجز مربع مطوی مخبون/مخبون مذال میں شعر میں چار ارکان اور مصرع میں دو ارکان ہوتے ہیں مفتعلن مفاعلن/مفاعلان

عین ہجومِ فکر میں آپ کا آگیا خیال
درد و الم کا اژدہام [1] ہوگئی زندگی محال

پہلے شعر میں دوسرا رکن مخبون ہے، دوسرے شعر میں عروض و ضرب دونوں مذال ہیں:

عین ہجو (مفتعلن) مِ فکر میں (مفاعلن) آپ کَ آ (مفتعِلُن) گیا خیال (مفاعلان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

28۔ مصرع کے درمیان میں دوسرا رکن مفاعلن کے بجائے مفاعلان لانے کے لیے عروض نے یہ رعایت رکھی ہے کہ رجز مطوی مخبون/مخبون مذال مربع کو مضاعف کردیا جائے۔ بہ طرز دیگر یہ مثمن ہے اور مذال رکن درمیانِ مصرع میں آجانے سے عروضی وقفہ اور نکیلا ہوجاتا ہے۔

ا۔ میر تقی میر سے جگر مرادآبادی تک اژدہام لکھتے رہے۔ آج کچھ علما املا کی تطہیر کے لیے ڈنڈے لے کر پیچھے پڑے ہیں کہ ازدحام لکھا جائے۔ یہ سراسر غیر علمی اور غیر لسانی رویہ ہے۔ شکوئ اگر اردو میں شکوہ ہے اور بیگم کی جگہ بیگم ہے تو اژدہام کیا کاٹتا ہے۔ (کمال)

آج کہاں ہیں ہم صفیر   اہلِ چمن کو کیا ہوا
موجِ ہوا کو کیا ہوا   سرو و سمن کو کیا ہوا

آج کہاں (مفتعلن) ءَ ہم صفیر (مفاعلان) اہلِ چمن (مفتعلن) کُ کیا ہوا (مفاعلن)

دوسرا مصرع تقطیع کرنے کے لیے آپ کے واسطے چھوڑا گیا ہے۔

29-30: مخبون اور مطوی کی ترتیب بدل دیں۔ مخبون مقدم اور مطوی رمطوی مذال آخر کردیں تو رجز مثمن مخبون مطوی/ مطوی مذال کا آہنگ اس سے بالکل مختلف ہے۔ ارکان کی گردان سے اندازہ ہوجائے گا: مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن رمفتعلان (دو بار):

یہ زندگی کے شب و روز میکدے ہی میں گزار
خیالِ فردوسِ بریں سے تو پریشان ہے کیوں؟

عروض مذال ہے۔ ضرب مطوی۔

یہ زندگی (مفاعلن) کے شَبُ رو (مفتعلن) زمے کدے (مفاعلن) ہی م گزار (مفتعلان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

31-32: رجز مربع مخبون مطوی رمطوی مذال ہے مفاعلن مفتعلن رمفتعلان (دوبار)

اس کا آہنگ پچھلے آہنگ کا نصف ہے:

وہ کیا گیا بادِ صبا   بجھے بجھے سرو و سمن
کہیں نہیں رنگِ بہار   اُجڑ گیا سارا چمن

پہلے شعر کی تقطیع آپ کریں۔ دوسرے شعر کی تقطیع میں کرتا ہوں۔ اس میں عروض مطوی مذال ہے ضربیں دونوں مطوی ہیں:

کہیں نہیں (مفاعلن) رنگِ بہار (مفتعلان) اجڑ گیا (مفاعلن) سار چمن (مفتعِلن)

33۔ اب یہ تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ مثمن اور مربع مضاعف کا فرق کیا ہے۔ اگر مذال مزاحف مصرع میں دوسرا رکن نہ ہو، ساری غزل یا نظم میں، تو وہ مثمن ہے، اگر مصرع میں چار ارکان ہوں، لیکن اگر دوسرا رکن مطوی مذال (اس ترتیب میں) کہیں کہیں یا ہر جگہ ہو تو وہ مربع مضاعت ہے۔ رجز مخبون مطوی / مطوی مذال مضاعف: مفاعلن مفتعِلن / مفتعلان یہ بات تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ مطوی اور مطوی مذال کے خلط کی اجازت ہے۔[2] مثال کے لیے یہ پچھلے دو شعروں کو ایک مطلع بنا دیں، اس طرح:

وہ کیا گیا بادِ صبا، نڈھال ہیں سرود سمن
کہیں نہیں رنگِ بہار، اُجڑ گیا سارا چمن

پچھلی تقطیع دیکھے بغیر دونوں مصرعوں کی تقطیع آپ کریں۔ دوسرے مصرع میں دوسرا رکن مطوی مذال پائیں گے اگر بہار کی رَ کو اُجڑ کے الف موصول سے ملائیں۔ اس صورت میں یہ شکستِ نارواں کی مثال ہوگا۔

34۔ مطوی اور مخبون کی ترتیب سے ایک آہنگ یہ بھی نکلتا ہے:
مفتعلُن مفاعلن مفتعِلُن (دوبار)

یہ ہے رجز مسدس مطوی مخبون مطوی / مطوی مذال:

دل میں جو آرزو نہیں، دل ہی وہ کیا
کوی بلند آرزو ــ اے دلِ زار

عروض مطوی ہے، ضرب مطوی مذال۔
کوی بلن (مفتعِلُن) د آرزو (مفاعلن) اے دلِ زار (مفتعلان)

2۔ جو ارکان سبب خفیف پر ختم ہوتے ہیں، ان میں مسبغ رکن بھی آخر میں آسکتا ہے۔ اس طرح محذوف / اور مقصور کا خلط بھی ہوتا ہے۔ یہ سب آپ دیکھ چکے ہیں۔ صرف یادداشت تازہ کرانا مقصود ہے۔

پہلے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

36-35: مسدّس میں ان ہی دو مزاحف کی ایک اور ترتیب ہے، ان کے مقام بدل دینے سے جو وجود میں آتی ہے:

مفاعلن مفتعلن مفاعلن / مفاعلان (دوبار)

یہ ہے رجز مسدّس مخبون مطوی مخبون مذال:

یہ ہجر کی رات، کوئی نہیں ہے پاس
کروں تو کیا، کس سے کروں صلاح میں

یہ ہجر کی (مفاعلن) رات کُ ای (مفتعِلُن) نہیں ہَ پاس (مفاعلان)

عروض مخبون مذال ہے اور ضرب مخبون۔ دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کو کرنا ہے۔

38-37: دائروں میں ہم نے دیکھا تھا کہ کس طرح ایک وتد مجموع اور دو اسبابِ خفیف سے ہزج، رجز اور رمل کے افاعیل تفاعیل مختلف ترتیبوں سے صورت پذیر ہوئے۔ ان کے مزاحف بھی کچھ مشترک ہیں۔ اس وجہ سے کچھ آہنگ بھی مشترک ہیں۔ ہزج میں فاعلن اشتر ہے اور مفاعلن مقبوض۔ رجز میں فاعلن مرفوع ہے اور مفاعلن، جیسا آپ جانتے ہیں مخبون ہے۔

یہاں دو باتیں ایسی ہیں جن پر آپ توجہ دیں۔ ہزج میں فاعلن اشتر مزاحف ہونے کی وجہ سے اہلِ عرب نے صرف صدر / ابتدا کے لیے رکھا تھا۔ اہلِ فارس نے اسے عام زحاف کردیا لیکن ہزج میں کوئی ترتیب ایسی نہیں ہے، جس میں اسے عروض / ضرب میں استعمال کیا ہو۔ رجز میں تو یہ مرفوع ہے اور رفع زحاف صرف صدر / ابتدا اور حشوین کے لیے ہے۔ عروض / ضرب میں لانے کے لیے حکمِ امتناعی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر فاعلن ان دو بحروں میں عروض / ضرب میں بھی لایا جائے تو فاعلن کی تکرار کا آہنگ بھی جائز ہوجائے گا اور یہ متدارک سالم کا آہنگ ہے! عروض نے موانع رکھے ہیں کہ دوسری بحروں کے سالم آہنگ کہیں اور مزاحف

آہنگ نہ ہوں۔

رجز مربع مرفوع مخبون مخبون مذال میں فاعلن مفاعلن / مفاعلان شعر میں دوبار اور مصرع میں ایک بار:

ایک بار سب کہیں انقلاب زندہ باد
روشنی امر رہے آفتاب زندہ باد
زندہ باد انقلاب انقلاب زندہ باد

ان تینوں شعروں میں ضربیں سب مخبون مذال ہیں۔ عروض پہلے دوشعروں کے مخبون ہیں اور تیسرے کا مخبون مذال۔

ایک با (فاعلن) ر سب کہیں (مفاعلن) ○ انقلا (فاعلن) ب زندہ باد (مفاعلان)

دوشعروں کی تقطیع آپ کریں۔

رفع زحاف اہل فارس کا ہے، لیکن معیارالاشعار میں خواجہ نصیرالدین محقق طوسی نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے، شاید اس لیے کہ ہزج کا ایک مزاحف آہنگ وہی ہے جو یہاں ذکر کیا گیا، اور بعد کا آہنگ بھی۔

40-39: رجز مثمن مرفوع مخبون / مخبون مذال کا آہنگ ہے فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن / مفاعلان (دوبار) مصرع میں صرف چوتھا رکن، یعنی عروض / ضرب مذال آسکتا ہے دوسرا رکن مذال رکھنے کے لیے اسی ترتیب کو مربع مضاعف رکھنا ہوگا۔

ٹوٹ بھی گیا اگر مول اس کا کم نہیں
دل ہمارا دل ہے یہ کوی جامِ جم نہیں

آپ کیوں دکھا رہے ہیں مربیانہ شان
میری محنتوں کا پھل آپ کا کرم نہیں

ٹوٹ بھی (فاعلن) گیا اگر (مفاعلن) کوی جا (فاعلن) مِ جم نہیں (مفاعلن)

یہاں ایک نکتہ اور سمجھ لیں۔ تیسرے مصرع کا آخری رکن مخبون مذال ہے۔ یہ تو تقطیع کے بغیر آپ نے آہنگ سے جان لیا ہوگا، لیکن اس کو پڑھیں تو آہنگ کچھ اَٹ پٹا سا لگتا ہے۔ ہے نا؟ وسطِ مصرع میں کچھ بے ڈھنگا پن ہے، اس کی وجہ سمجھ لیں شکستہ بحر میں مصرع دو برابر کے موازین میں بٹا ہوتا ہے۔ یہ بھی سمجھ لیں کہ اگر ایک حصہ میں ایک ہی رکن کی تکرار ہوتو وہ بحور شکستہ کے زمرے میں نہیں آئیں گی۔ شکستہ بحر کے ایک حصے میں کم سے کم دو مختلف ارکان ہوں گے (محذوف رمقصور اور مذال، مسبغ وغیرہ سے آہنگ پر فرق نہیں پڑتا) اب اگر ایسا ہو کہ پہلے حصے کی عبارت پہلے حصے کے رکن کے ساتھ ختم نہ ہوتو آہنگ اٹ پٹا ہوجائے گا۔ مثال کے طور پر مندرجہ بالا دوسرے شعر کا پہلا مصرع:

آپ کیوں (فاعلن) دکھا رہے (مفاعلن) ہیں مُرب (فاعلن) بِ یانَ شان (مفاعلان)

فاعلن مفاعلن کے بعد عروضی وقفہ ہے۔ یہاں قدرتی طور پر لحن یا آہنگ میں پڑھنے کے لیے سانس لینے کا وقفہ ہے، لیکن ''آپ کیوں دکھا رہے'' یہاں ختم ہوتا ہے۔ ''ہیں'' دوسرے ٹکڑے میں واقع ہوا ہے۔ یہ عیب ہے، اسے شکستِ ناروا، حسرت موہانی نے بتایا ہے اور یہ اصطلاح بہت مناسب ہے۔ عروض کی رو سے مصرع کا وزن ٹھیک ہے جیسا کہ آپ نے تقطیع میں دیکھا لیکن الفاظ کی نشست ایسی ہے کہ عبارت کا بامعنی حصہ ایک ٹکرے میں پورا نہیں ہوتا۔

مربعؔ مفتعِلُن فاعلن اور اس کی تکرار سے مثمن آہنگ بہت خوبصورت نکلتا ہے:
قطع نظر اس کے کہ مفتعِلُن کو مفعولن بھی کیا جاسکتا ہے۔ مربع کا آہنگ یہ ہے:

حال دگرگوں ہوا دل تو مرا خوں ہوا
اہلِ نظر اک نظر بے کسوں کے حال پر

41۔ رجز مربع مطوی مرفوع مذال: مفتعلن فاعلان (دوبار)

یہ تو ہے اک ریگزار
آب یہاں صرف خواب
کھائیو مت تم فریب
دیکھ رہے ہو سراب

یہ ٹ ہَ اک (مفتعِلُن) ریگزار (فاعلان) ○ آب یہاں (مفتعِلُن) ایک خواب (فاعلان)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

یہی ایک آہنگ ہے جس میں مرفوع مذال کی جگہ مرفوع نہیں آسکتا، کیونکہ مرفوع رکن عروض/ضرب میں لانا منع ہے۔ البتہ مثمن آہنگ میں آسکتا ہے، اور وہ اس طرح۔

42۔ رجز مثمن مطوی مرفوع مطوی اعرج مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلان (دوبار) لیکن لحاظ رکھنا ہوگا کہ شکستِ ناروا نہ ہو۔

بے عملی تھی مری، کر نہ سکا استوار
ورنہ مواقع بھی تھے ملتا کوئی روزگار

بے عملی (مفتعلن) تھی مری (فاعلن) کرنَ سکا (مفتعلن) استوار (فاعلان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

43۔ رجز مطوی، مطوی مقطوع/مطوی اعرج مربع مضاعف: مفتعلن فاعلن/ فاعلان مصرع میں دو بار اور شعر میں چار بار: آہنگ میں تو فاعلان کی جگہ فاعلن بھی لاسکتے ہیں۔

زخم جگر ہیں ہزار ان کا ہے کچھ اندمال؟
ان کا ہے بس اک علاج مژدۂ روزِ وصال!

زخم جگر (مفتعِلُن) ہیں ہزار (فاعلان) ان کَ ہ کچھ (مفتعلن) اندمال (فاعلان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

44۔ رجز مربع مطوی مجدوع مقطوع مفتعلن فع (دوبار)

ٹوٹ گیا ہے آہ مرا دل
حال مرا ہے رحم کے قابل

ٹوٹ گیا (مفتعلن) ہے (فع) آہ مرا (مفتعِلُن) دل (فع)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

45۔ رجز مطوی مجدوع مقطوع مربع مضاعف: مفتعلن فع کی جوڑی مصرع میں دوبار، اور شعر میں چار بار۔ مثال وہی ہے۔ بیت کے مصرعے ملاکر پڑھیں:

ٹوٹ گیا ہے آہ مرا دل
حال مرا ہے رحم کے قابل

متقارب میں اثرم سالم کا وزن فعلُ فعولن بھی یہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نوحہ کے لیے یہ وزن خاص طور سے مناسب ہے۔

46۔رجز مسدّس مطوی مخبون احذ: مفتعِلُن مفاعلن فعُلُن (دوبار)۔

غم زدہ، بے قرار اب تک ہے
دل تو مرا فگار اب تک ہے
رات کی بات، رات کا وعدہ
آپ کا انتظار اب تک ہے

رات کِ با(مفتعِلُن) ت رات کا (مفاعلن) وعدہ (فعُلُن)
آپ کَ اِن (مفتعِلُن) تظار اَب (مفاعلن) تک ہے (فع لن)

مطلع کی تقطیع آپ کریں۔

47۔ رجز مجنون محذوذ مربّع مضاعف: مفاعلن فعُلن مفاعلن فعُلن (دو بار)

اداس مت ہونا ضرور پہنچو گے
چلے چلو آگے، ملے گی منزل بھی

چلے چلو (مفاعلن) آگے (فعُلن) ملے گِ من (مفاعلن) زل بھی (فعُلُن)

48-49: رجز مسدّس مطوی مرفوع مطوی رمطوی مذال: مفتعِلُن فاعلن مفتعلن/ مفتعلان (دو بار)

کوی بھی دشنام، دشنام نہیں — کوی بھی الزام، الزام نہیں
سچ ہی ہے ہر بات تسلیم مجھے — میری طرح کوی بدنام نہیں
میکدہ ساقی ہے، اک جاے پناہ — گھر پہ سکوں اور آرام نہیں
گھر؟ یہ کہا کیا؟ کہاں گھر ہے کہاں؟ — اور کہیں کچھ مجھے کام نہیں

میکَدَ سا (مفتعِلُن) قی ہَ اک (فاعلن) جاے پناہ (مفتعلان) گھر پِ سکوں (مفتعلن) اور آ (فاعلن) رام نہیں (مفتعلن)

باقی اشعار کی تقطیع آپ کریں۔

5۔ رمل

اُردو میں رمل کے آہنگ سب سے زیادہ استعمال ہوئے ہیں، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ رمل سالم کا آہنگ ایسا ہے کہ لاکھ میں ایک شعر کا بھی تناسب مشکل ہی سے ہو، حالانکہ ہندی میں رمل کا سالم آہنگ ہی مرغوب اور مقبول رہا ہے۔ اردو میں مثمن اور مسدّس دونوں میں صدر/ ابتدا اور حشوین میں سالم ارکان کے ساتھ محذوف/ مقصور عروض ضرب استعمال ہوئے ہیں۔

1۔ پہلے رمل مسدّس سالم کا آہنگ: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن (دوبار)

ہم تھے خودبیں، نرگسیّت کھینچ لائی
آئینہ خانے میں آکر کھو گئے ہم!
ہجر میں تنہای کا عالم عجب تھا
ڈوب کر یادوں میں تیری سو گئے ہم

ہم تھِ خُدبیں (فاعلاتن) نرگسیّت (فاعلاتن) کھینچ لائی (فاعلاتن)
آئینہ خا (فاعلاتن) نے م آکر (فاعلاتن کھو گئے ہم (فاعلاتن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

2۔ رمل مسدّس سالم مسبّغ میں عروض و ضرب فاعلیّان ہوں گے (سالم کے ساتھ مسبّغ کا خلط روا ہے) مسبّغ الاخر کی مثال یہ ہے:

شہر میں کیا کام رندانِ خرابات
ایک ویرانہ کریں اچھا سا آباد
کچھ بیاں حوروں کا کچھ کوثر کا ہوجاے
ہاں، جنابِ شیخ کچھ وفایں، ارشاد!

شہر میں کیا (فاعلاتن) کام رن دا (فاعلاتن) نے خرابات (فاعلیّان) اضافت کسرہ سے لکھی گئی ہے، لیکن اشباع سے پڑھی گئی۔ ایک ویرا (فاعلاتن) نا کریں اَچ (فاعلاتن) چھاس آباد (فاعلیّان)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

3۔ رمل مثمن سالم: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن (دوبار)

روبرو ہر بات کہنا ہے یقیناً زشت عادت
اپنے بیگانے سبھی ہم سے خفا ہیں، کیا کریں ہم

روبرو ہر (فاعلاتن) بات کہنا (فاعلاتن) ہے یقینن (فاعلاتن) زشت عادت (فاعلاتن)

اپنِ بیگا (فاعلاتن) نے سبھی ہم (فاعلاتن) سے خفا ہیں (فاعلاتن) کیا کریں ہم (فاعلاتن)

ایک اور مثال:

اس کے ہونٹوں میں جو سرخی ہے، گلابوں میں نہیں ہے
اس کی آنکھوں میں جو مستی ہے، شرابوں میں نہیں ہے

اس مطلع کی تقطیع آپ کریں۔

4۔ رمل مثمن سالم مسبغ الآخر: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلیّان (دوبار) اگر ضربیں مسبغ ہیں تو عروض میں سالم رکن لانے کی اجازت ہے اور اگر ضربیں سالم ہیں، تو عروض میں مسبغ فاعلیّان بجائے فاعلاتن لانے کی اجازت ہے۔

آہنگ اس مطلع میں دیکھ لیں:

کم نگہباں شہر میں اپنے مگر قاتل ہیں بسیار
آشتی کا ہر تصور ہوگیا مسمار مسمار!

کم نگہباں (فاعلاتن) شہر میں اپ (فاعلاتن) نے مگر قا (فاعلاتن) تل ہ بسیار (فاعلیّان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

رمل کے آہنگوں کے بیان کا آغاز مربع کی ترتیب سے جان بوجھ کر نہیں کیا گیا۔ رمل مثمن کے بعد اس آہنگ کو لیا ہے کیوں؟ جی ہاں، غور کیجیے، جی فرمائیے۔ بالکل درست مربع نصف ہے مثمن کا۔ یعنی مربع مضاعف کہیں تو شعر میں آٹھ رکن اور مصرع میں چار رکن ہوتے ہیں۔ صرف یہی وجہ نہیں ہے، ایک وجہ اور بھی ہے۔ آپ کی مسکراہٹ کہہ رہی ہے کہ آپ بات کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ارشاد، جی، صحیح فرمایا۔ مربع مضاعف میں دوسرا رکن عروض، چوتھا رکن ضرب، چھٹا رکن پھر عروض اور آٹھواں رکن پھر ضرب ہوتا ہے، دوسرا اور چھٹا رکن، دونوں مسبغ بھی رکھے جاسکتے ہیں، بالکل ٹھیک۔

6-5: رمل مربع سالم رمسبغ: فاعلاتن فاعلاتن رفاعلیّان (دوبار)

مُفلسوں کا کچھ تو کر پاس
مت ترقی کی دلا آس
ہُن برستا ہے ترے پاس
میرے حصّے میں ہے افلاس
دل میں خواہش بھی نہیں ہے
آگئی بے مائیگی راس
اے نسیمِ صبح لے جا
میرے دل کا اس تک احساس

شیخ رندوں سے نہ الجھیں
آپ کا ارشاد! بکواس!!
بس مئے گل رنگ کی بات
چپ! یہ ہے رندوں کا اجلاس

ایک شعر کی تقطیع ہمزۃ الوصل کی وجہ سے مشکل ہے، وہ میں کیسے دیتا ہوں:
اے نسیمے (فاعلاتن) صُبح لے جا (فاعلاتن) میرِ دل کا (فاعلاتن) اس تَ رَح ساس (فاعلیّان)

باقی اشعار کی تقطیع آپ کریں۔ شعر میں صرف چار ارکان ہیں۔ مشق ہوجائے گی۔

8-7: رمل مربّع کے آہنگ کی بات ہورہی ہے، تو ایک کم مستعمل مزاحف آہنگ مشعث الآخر کو دیکھتے چلیں۔ یوں تو فعِلاتن (مخبون) کو مسکّن کریں تو فع لاتن یعنی مفعولن ہوجاتا ہے، لیکن آہنگ فاعلاتن فعِلاتن کا نہیں، اس لیے مُشعث مزاحف رکھیں گے، کیوں صاحب، جی بالکل درست۔ میں آپ سے متفق ہوں۔ واضعِ عروض خلیل کا وضع کیا ہوا مزاحف ضرور استعمال کرنا چاہیے۔ اس زحاف کو لوگ بھولتے جارہے ہیں۔ کچھ نہیں تو یاد ہی تازہ ہوگی۔

تو ہاں! آیئے اب مثالیں دیکھ لیں۔

رات، باتیں تاروں سے
دن میں کر دیواروں سے
آکے ساحل پر غرقاب
گزرے جو منجدھاروں سے
مت کریدیں دل کے زخم
تنگ ہوں غم خواروں سے

رات باتیں (فاعلاتن) تاروں سے (مفعولن) ○ دن مِ کردی (فاعلاتن)

واروں سے (مفعولن)

آکِ ساحل (فاعلاتن) پرِ غرقاب (مفعولان)

باقی تقطیع آپ کریں۔

ان ارکان سے مربّع مضاعف کی دو صورتیں وضع ہو سکتی ہیں۔

1۔ فاعلاتن مفعولن فاعلاتن مفعولن (دو بار)

2۔ فاعلاتن مفعولان فاعلاتن مفعولان (دو بار)

اور ان کا خلط بھی ہو سکتا ہے۔

مربّع مضاعف اور مثمن کے آہنگوں میں فرق نہیں۔ اگر دوسرا اور چوتھا رکن ایک زیادہ ساکن والا نہ ہو، پھر بھی مثمن آہنگ کی مثال الگ سے دیکھے لیتے ہیں:

جب خیال آیا تمھارا، دل ہوا ایسا بے تاب
ساز پر گویا مُغنّی پھینک دے اپنی مضراب
شیش ناگ اور یہ وُلر، اور یہ نگین اور ویری ناگ
یہ مناظر ہیں کہ ہیں یہ جاگتی آنکھوں کے خواب
غیر کچھ ہم بھی نہیں، اُن سے ملاقات اب تک ہے
ہم کو بھی معلوم ہیں اُس بزم کے سارے آداب

مطلع اور اس کے بعد کے شعر میں عروض ضرب مشعث مسبغ (مفعولان) ہیں، لیکن تیسرے شعر میں عروض مفعولن (مُشعَث) ہے۔ اسی مصرع کی تقطیع میں کیے دیتا ہوں:

غیر کچھ ہم (فاعلاتن) بھی نہیں اُن (فاعلاتن) سے ملا قا (فاعلاتن) تب تک ہے (مفعولن)

ملاقات کی ت اب کے الف میں جذب ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ الف ہمزۃ الوصل ہے۔ اس مصرع کی تقطیع اسی لیے کی گئی کہ آپ یہ نکتہ سمجھ لیں۔ عام طور سے آپ سب اس بات سے واقف ہوں گے۔ سبق دہرا لینے میں نقصان کیا ہے؟ ہے نا!

10-9: رمل مربع محذوف رمقصور کا آہنگ ہے: فاعلاتن فاعلن رفاعلان دوبار۔
آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات آپ کے کان میں ڈالنا مفید ہوگا کہ دائرۂ مختلفہ میں ایک بحر ہے مدید۔ فاعلاتن فاعلن (چار بار) اس کے ارکان ہیں: فاعلاتن فاعلن (دو بار)

رمل مربع سالم محذوف/مقصور: فاعلاتن فاعلن رفاعلان (دوبار) کی مثالیں۔

اک طرف لاٹھی کا زور
اک طرف ترشول ہے
جس کی لاٹھی اس کی بھینس
بھینس کی یہ بھول ہے

پہلے مصرعے مقصور اور دوسرے مصرعے محذوف

(2)

باڑھ پھر آنے کو ہے
ہے گھٹا گھنگھور آج
سچ کا بیڑا غرق ہے
جھوٹ کا ہے زور آج
ہر طرف یہ شور ہے
چشمِ بینا کور ہے

لحن میں پڑھئے، گنگائیے، اگر کسی مصرع کو دُھن میں گنگنانے میں دقّت ہو تو تقطیع کیجیے۔ ہر مصرع دُرست پائیں گے، دو دو رکنوں کے مصرعے ہیں لکھے بغیر ذہنی طور پر بھی تقطیع کر سکتے ہیں۔

رمل مربعؔ کا ایک آہنگ، جو شاید آزمایا بھی نہیں گیا، فاعلاتن فعْلُن (دوبار) کا ہے۔ فع لن یہاں مقلوع ہے۔ نیا زحاف قلع، جس سے رکن سالم کے درمیان کا وتد مجموع علا گرا دیتے ہیں۔ فاتن کو فع لن سے بدل لیتے ہیں۔ آہنگ یہ ہے:

جلوہ محفل میں ہے
آئینہ دل میں ہے
اک تماشا یا ظلم
رقصِ بسمل میں ہے
نامرادی ...... دیکھی
آرزو دل میں ہے

مقلوع فع لن کے ساتھ متبادل مقلوع مسبّغ فع لان لانے کے اجازت ہے۔ تقطیع کر کے آپ کی خوداعتمادی کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔

11-12: رمل مسدّس مخبون، مخبون مقصور/مخبون محذوف کے چھ روپ ہیں، صدر ابتدا اور عروض/ضرب میں ذرا سے اختلاف کی وجہ سے۔ صدر و ابتدا میں مخبون کی بجائے رکن سالم فاعلاتن لانے کی اجازت ہے۔ عروض/ضرب میں مخبون مقصور فعِلان کو مُسکّن کر کے فعْلان کرلیتے ہیں۔ اسی طرح مخبون محذوف فَعِلُن کی عین کو ساکن کر کے فعْلن کرنے کی بھی اجازت ہے۔ کہنے میں یہ چھ طرح کی تبدیلیاں ہیں، لیکن ہیں دراصل آٹھ یعنی چار عروض و ضرب کے ساتھ فاعلاتن سے شروع ہونے والے مصرعے اور انہی چار عروض/ضرب کے ساتھ فعْلاتن سے شروع ہونے والے مصرعے۔ ایک اور تبدیلی یہ بھی ممکن ہے کہ فعِلاتن کی عین بھی ساکن کردیں تو فعْلاتن یعنی مفعولن کی بھی عروضی اجازت ہے۔ فارسی شاعری میں اس کی مثالیں زیادہ ہیں۔ اردو میں شاذ ہے۔ اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں۔ ایک تو شاید یہ کہ اس اجازت سے شاعر عام طور سے واقف نہ تھے۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ازروے عروض تو مصرع بحر میں ہوتا ہے، لیکن آہنگ میں جو تبدیلی ہوتی ہے، وہ کچھ بہت زیادہ مطبوع نہیں ہوتی:

1۔ فاعلاتن/فعِلاتن فعِلاتن فعِلُن (مخبون محذوف)
2۔ فاعلاتن/فعِلاتن فعِلاتن فعْلُن (مخبون محذوف مسکّن)

3۔ فاعلاتن / فعِلاتن فعِلاتن فعِلان (مخبون مقصور)

4۔ فاعلاتن / فعِلاتن فعِلاتن فعْلان (مخبون مقصور مسکّن)

عالمِ بے خبری میں ٹوٹا

دلِ دیوانہ خبردار نہ تھا

رات محفل میں ترا روے نگار

جس نے دیکھا وہی ہشیار نہ تھا

جاکر بولی رگ و پے میں شراب

لبِ ساغر، لبِ گفتار نہ تھا

اجنبی چہرے خونخوار عجیب

میکدے میں کوئی میخوار نہ تھا

عالمے بے (فاعلاتن) خبری میں (فعِلاتن) ٹوٹا (فعْلُن)

دلِ دیوا (فعِلاتن) نَ خبردا (فعِلاتن) رَن تھا (فعِلُن)

رات محفل (فاعلاتن) مِ ترا رو (فعِلاتن) ے نگار (فعِلان)

جس نِ دیکھا (فاعلاتن) وَہِ ہشیا (فعِلاتن) رَنَ تھا (فعِلُن)

جاکر بو (مفعولن) لِ رگوپے (فعِلاتن) مِ شراب (فَعِلان)

لبِ ساغر (فعِلاتن) لبِ گفتا (فعِلاتن) رَنَ تھا (فعِلُن)

اجنبی چہرہ (فاعلاتن) رے خونخوا (مفعولن) رعجیب (فعِلان)

میکدے میں (فاعلاتن) کُ ی مے خوا (فعِلاتن) رَنَ تھا (فعِلُن)

تقطیع کے آئینہ میں آپ نے مصرعے دیکھ لیے۔ آخری دو شعروں میں مفعولن اگر آپ کے نزدیک آہنگ کو خوشگوار بناتا ہے، تو آپ اس عروضی اجازت کا فائدہ اٹھائیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آہنگ بگڑ جاتا ہے، تو وہی کریں، جواب تک اردو کے شاعر کرتے آئے ہیں۔

13-14: رمل مثمن مخبون مخبون، مخبون مقصور / مخبون محذوف کی بھی بعینہٖ یہی

صورتیں ہیں بس حشوین میں ایک فعلاتن (مخبون) کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ صدر/ابتدا سالم فاعلاتن رکھنے کی اس میں بھی وہی اجازت ہے، جو مسدّس میں ہے، ارکان (شعر میں دوبار) یہ ہیں:

1۔فاعلاتن/فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلُن (مخبون محذوف)

............ایضاً............فعْلُن (مخبون محذوف مسکّن)

............ایضاً............فعِلان (مخبون مقصور)

............ایضاً............فعْلان (مخبون مقصور مسکّن)

عروض ضرب/مخبون محذوف کی مثال:

اسے آئینہ دکھائیں تو دکھائے نہ بنے
اور تصویر بنائیں تو بنائے نہ بنے!

اُسِ آئی (فعِلاتن) نَ دکھائیں (فعِلاتن) تُ دکھائے (فعِلاتن) نَ بنے (فعِلُن)

اور تصو ی (فاعلاتن) ر بنائیں (فعِلاتن) تُ بنائے (فعِلاتن) نَ بنے (فعِلُن)

صدر مخبون اور ابتدا سالم ہے۔

عروض وضرب مخبون محذوف مسکّن کی مثال:

دیکھتے ہی انھیں، اک لمحہ کو رُک جاتا ہے
دلِ بے تاب! دھڑکنا بھی نہیں آتا ہے؟

دیکھتے ہی (فاعلاتن) انھِ اک لم (فعِلاتن) ح کَ رُک جا (فعِلاتن) تا ہے (فعْلُن)

دلِ بے تا (فعِلاتن) ب دھڑکنا (فعِلاتن) بھِ نہیں آ (فعِلاتن) تا ہے (فعْلن)

صدر سالم اور ابتدا مخبون ہے۔

مخبون مقصور اور مخبون مقصور مسکّن عروض/ضرب کی مثالیں:

شوخ ہیں تیرے نظارے ترا ہر رنگ شریر
دیکھ کر تجھ کو میں حیران ہوں ارضِ کشمیر
کرۂ ارض کی زینت ہیں ترے نقش و نگار
تو ہے دوشیزۂ فطرت کی حسیں تر تحریر

شوخ ہیں تے (فاعلاتن) رِ نظارے (فعِلاتن) تِ رَہر رن (فعِلاتن) گ شریر (فعلان)

دیکھ کر تجھ (فاعلاتن) کُ مَ حیرا (فعِلاتن) ن ہُ ارضے (فعِلاتن) کشمیر (فعْلان)

کرۂ ار (فعِلاتن) ض کِ زینت (فعِلاتن) ہَ ترے نق (فعِلاتن) شُ نگار (فعِلان)

توہَ دوشی (فاعلاتن) زۂ فطرت (فعِلاتن) کِ حسین تر (فعِلاتن) تحریر (فعْلان)

صدر/ ابتدا میں ایک فعِلاتن (اگر سالم فاعلاتن نہ ہو) اور حشوین میں دو مجنون فعِلاتن ہیں۔ یہاں بھی کسی ایک رکن یا سب ارکان میں تسکینِ اوسط کی اجازت ہے لیکن اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ بحر نہ بدلے۔ اگر تینوں مفعولن رکھیں اور عروض/ ضرب میں فعِلُن یا فعْلن ہو تو بحر بدل جائے گی، کیونکہ دو مفعولن تین فعْلن کے برابر ہیں۔ آہنگ متقارب کا ہو جائے گا۔ اگر عروض/ ضرب فعْلن یا فعْلان ہو اور متدارک ہوگا اگر عروض رضرب فعْلن ، فعِلن ، فعِلان یا فعْلان ہو۔ صدر رابتدا اور حشو میں تسکینِ اوسط کی رعایت سے فائدہ اٹھانے کے بعد آہنگ یوں ہو جاتے ہیں:

رات محفل میں اس نے چپکے سے یہ کہا
شکوا کرنا ہی ہے تو ذرا آہستہ
شعلہ بن کے بھڑک اٹھنا نہ لمحہ بھر کو
دلِ بیتاب اگر تو جلنا......آہستہ
اگر اے دل عافیت کا نہیں تو دشمن
تیز اتنا نہ دھڑک، اور ذرا آہستہ

یہ شعر آہنگ میں پڑھتے ہوئے اگر آپ کو الجھن ہوئی تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ آہنگ کے رسیا ہیں عروض میں جو اجازتیں ہیں، وہ بتانا بھی ضروری ہے۔ صرف تیسرے شعر کا دوسرا مصرع اس آہنگ میں ہے، جو رمل مخبون کا شناسا آہنگ ہے۔

رات محفل (فاعلاتن) میں اس نے (مفعولن) چپکے سے (مفعولن) یہ کہا (فعِلُن)

شکوا کر (مفعولن) نا ہی ہے (مفعولن) تُ ذرا آ (فعِلاتن) ہستہ (فعْلن)

شعلہ بن (مفعولن) کِ بھڑک اُٹھ (فعِلاتن) نَ نَ لمحہ (فعِلاتن) بھر کو (فعْلن)

دلِ بیتا (فعِلاتن) ب اگرتو (فعِلاتن) جلنا آ (مفعولن) ہستہ (فعْلن)

اگرے دل (فعِلاتن) عافیت (مفعولن) کِ نہیں تو (فعِلاتن) دشمن (فعْلن)

تیز اتنا (فاعلاتن) نَ دھڑک اَو (فعِلاتن) ر ذرا آ (فعِلاتن) ہستہ (فعْلن)

رمل مخبون مثمن کے آہنگ میں جس سے آپ اور ہم مانوس ہیں، صرف تیسرے شعر کا مصرع ثانی ہے۔ اس آہنگ سے آپ اچھی طرح واقف ہیں:

گھنگھرو پر دے کہ نہ بج اُٹھیں، ذرا آہستہ
وہ ابھی سویا ہے...... اے بادِ صبا، آہستہ
ہے ہر اک گھونٹ میں ایک اور مزا، آہستہ
ہو شراب اچھی تو چڑھتا ہے نشا آہستہ
جام ہونٹوں سے لگایا تھا کہ خالی کردوں!
اس نے ہاتھوں کے اشارے سے کہا، آہستہ!

تسکینِ اوسط کی رعایت کا فائدہ خاقانی، سعدی، حافظ اور دوسرے فارسی شعرا نے بوقتِ ضرورت اٹھایا ہے۔ حافظ شیرازی کا ایک شعر، اسی رمل مجنون کے آہنگ میں:

نہ بہ تنہا حیوانات و نباتات و جماد
ہرچہ در عالمِ امرست بفرمانِ تو باد

نَ بَ تنہا (فعِلاتن) حیوانا (مفعولن) تُ نباتا (فعِلاتن) تُ جماد (فعِلان)
ہرچِ درعا (فاعلاتن) لمِ امرس (فعِلاتن) ت بفرما (فعِلاتن) نِ تُ باد (فعِلان)

صاحب بحرالفصاحت نے ص: 201 پر فعِلاتن کی عین کو ساکن کر کے مفعولن کا وزن اس جگہ استعمال کرنے کی مثالوں میں انشاء کے دو شعر نقل کیے ہیں:

کیا فقط ان کے نچھاور کے لیے اے انشا
اپنی مٹھی میں ہر اک غنچہ زر لیتا ہے!

اور

اردلی کے جو گرانڈیل ہیں ہوں گے سب جمع
کرنا پھونکے گا جس وقت کہ آ سکھ درشن

اس میں شک نہیں کہ صاحب بحرالفصاحت کا کام بہت وقیع ہے، لیکن یہ اُن مقامات میں سے ہیں جہاں ان سے تسامح ہوا ہے۔[3]

پہلے شعر کے دوسرے مصرع میں ''غنچہ زر لیتا ہے'' اور دوسرے مصرع میں کرنا، را ساکن کے ساتھ پڑھیں تو پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی تقطیع اِن ارکان سے ہوگی: فاعلاتن فعِلاتن مفعولن فعْلن اور دوسرے شعر کے دوسرے مصرع کے ارکان ہوں گے فاعلاتن مفعولن فعِلاتن فعلن

میں نے ان دونوں شعروں کے الفاظ کا قدیم ترین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ انشا کی وفات کے نو برس بعد کے ایک نہایت خوش خط مخطوطے میں (جو 1242 ہجری) کا ہے اور جس کے بارے میں غالبِ گمان ہے کہ اس کا مصدر نسخہ یا تو انشا کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیوان ہوگا یا ایسا نسخہ جو انشا کی نظر سے گزرا ہوگا۔ اس میں پہلا شعر یوں ہے:

3۔ ملاحظہ فرمائیں 'عروض معروض' مطبوعہ 'اکادمی' (لکھنؤ) جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 6 (مئی جون 1987)

کیا فقط ان کے نچھاور کے لیے اے انشا
اپنی مٹھی میں ہر اک غنچہ جو زر لیتا ہے

دوسرے شعر کے بارے میں چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ ایک نسخہ میں کرنا (بہ تشدید را) ہے کچھ پرانی لغات میں بھی یہ دونوں تلفظ درج ہیں۔ کچھ لغات میں قرنا، خرنا اور کرَنا (کاف اور را بالفتحہ) ایک ہی لفظ کے تین روپ ہیں۔ پھر سکھ درشن نہیں، سکھ درسن ش سے نہیں س سے ہے، جیسا اب بھی لکھنؤ میں بولتے ہیں۔ اس لیے ان دونوں شعروں میں تسکینِ اوسط سے فعِلاتن، مفعولن نہیں ہے۔

15۔ آیئے اب وہ آہنگ دیکھیں جو رمل مثمن مخبون کا ہے۔ عروض و ضرب میں مخبون محذوف یا مخبون مقصور مزاحف استعمال نہیں ہوتے۔ ہاں صدر و ابتدا میں جو فاعلاتن سالم رکن لانے کی اجازت ہے، وہ تو ہے ہی۔ رمل سالم کی طرح رمل مخبون الآخر بھی ایسا آہنگ ہے جو بہت ہی کم استعمال ہوا ہے، یہ ہے مثمن صورت۔

پلکیں جھپکی ہیں تو سمجھا ہوں کہ منظر شکنی ہے
خواب کا ٹوٹنا بھی سدِ سکندر شکنی ہے!
سیکڑوں سال ہوئے ٹوٹ چکا تھا یہ ستارا
آج ہم دیکھتے ہیں منظرِ اختر شکنی ہے!
ایک پل چین نہیں ہے کبھی صاحب نظروں کو
کبھی توبہ شکنی ہے، کبھی ساغر شکنی ہے!

ایک پَل چے (فاعلاتن) ن نہیں ہے (فعِلاتن) کبھِ صاحب (فعِلاتن) نظروں کو (فعِلاتن)

کبھِ تو بہ (فعِلاتن) شکنی ہے (فعِلاتن) کبھِ ساغر (فعِلاتن) شکنی ہے (فعِلاتن)

پہلے دو شعروں کی تقطیع مشق کے لیے آپ خود کریں۔

16۔ رمل مجنون مسدّس یہ ہے:

یہ کبھی بسترِ راحت نہیں ہوتی
زندگی مرحلۂ دار و رسَن ہے

یے کبھی بس (فعِلاتن) تَ رِ راحت (فعِلاتن) نہیں ہوتی (فعِلاتن)
زندگی مر (فاعلاتن) حلۂ دا (فعِلاتن) رُ رسَن ہے (فعِلاتن)

ان صورتوں میں بھی فعِلاتن کو تسکینِ عین سے مفعولن کرنے کی اجازت ہے۔

17۔ رمل مثمن مشکول کا آہنگ، ان آہنگوں سے بالکل مختلف ہے، جن کے بارے میں اب تک گفتگو ہوئی۔ ارکان ہیں: فعِلاتُ فاعلاتن فعلاتُ فاعلاتن۔ فعِلاتُ میں بھی ف ع اور ل پر تین متصل حرکات ہیں۔ ع کو ساکن کر کے مفعولُ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اردو میں کوئی شعر ایسا نظر نہیں آیا، جس میں اس رعایت سے فائدہ اٹھایا گیا ہو۔ عروض رضرب فاعلیّان مسبغ بھی ہوسکتا ہے۔

یہ زمین بھی پرانی، یہ خیال بھی پرانا
ہے کچھ اور فن غزل کا، کہ غزل مثل نہیں ہے
نہ تو شہر میں اماں ہے، نہ تو دشت ہی میں آرام
کہ سکون، چین، ہم کو، کہیں ایک پل نہیں ہے

یہ زمین (فعِلاتُ) بھی پرانی (فاعلاتن) یہ خیال (فعِلاتُ) بھی پرانا (فاعلاتن)

ہَ کُ چھور (فعِلاتُ) فن غزل کا (فاعلاتن) کِ غزل مَ (فعِلاتُ) ثل نہیں ہے (فاعلاتن)

نَ تُ شہر (فعِلاتُ) میں اماں ہے (فاعلاتن) نَ تُ دشت (فعِلاتُ) ہی مِ آرام (فاعلیان)

کِ سکون (فعِلاتُ) چین ہم کو (فاعلاتن) کہیں ایک (فعِلاتُ) پل نہیں ہے (فاعلاتن)

18۔ مثمّن اور مسدّس آہنگوں کے بعد، اب آیئے مربع آہنگ بھی سمجھ لیں۔ سب سے پہلے ظاہر ہے سالم رکن لیں گے۔ یہ ہے رمل مربّع سالم: فاعلاتن فاعلاتن (دوبار):

کوئی آہٹ ہے نہ سایہ! کیا جگہ ہے؟ ہم کہاں ہیں؟
دل تو اُن کے ہاتھ میں ہے نظروں سے لیکن نہاں ہیں
خامشی بن جائے گی نطق یہ بھی اندازِ بیاں ہے

کوئی آہٹ (فاعلاتن) ہے نَ سایہ (فاعلاتن)
کیا جگہ ہے (فاعلاتن) ہم کہاں ہیں (فاعلاتن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔
خامشی بن (فاعلاتن) جائے گی نطق (فاعلیّان)
یہ بھِ اندا (فاعلاتن) زے بیاں ہے (فاعلاتن)

آپ نے نوٹ کیا کہ آخری رکن مسبغّ فاعلیان بھی ہوسکتا ہے۔ مسدّس اور مثمّن چوکھٹے میں بھی آخری رکن فاعلیّان لانے کی اجازت ہے۔

19۔ رمل سالم مخبون مربّع کے ارکان ہیں فاعلاتن فعِلاتن (دوبار) اس میں فعِلاتن کی جگہ فعلَیان بھی لاسکتے ہیں:

کام کی بات کرو تم مجھ سے مت ہاتھ کرو تم
حسن اتنا جو ملا یار کچھ تو خیرات کرو تم

حسن اتنا (فاعلاتن) جُ ملا یار (فعِلّیان)
کچھ تو خیرا (فاعلاتن) ت کروتم (فعِلاتن)
پہلے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

20۔ رمل مربع مخبون آپ بتائیں۔ جی؟ ٹھیک فعِلاتن فعِلاتن (دوبار)

کبھی اقرار کرے ہے کبھی انکار کرے ہے
کبھی کہتا ہے نکل جاو کبھی کہتا ہے سنبھل جاو
یہ مرے یار کی باتیں مرے دلدار کی باتیں

آخری رکن مسبغ بھی ہوسکتا ہے اور دوسری بیت میں ایسا ہی ہے۔

کبھی اقرا (فعِلاتن) رکرے ہے (فعِلاتن)
کبھی انکا (فعِلاتن) رکرے ہے (فعِلاتن)
دوسرے اور تیسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

21-22۔ پہلا رکن سالم اور دوسرا محذوف رمقصور ہو تو بہت خوبصورت آہنگ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہے رمل مربّع محذوف رمقصور کا آہنگ اور ارکان ہیں فاعلاتن فاعلن رفاعلان (دوبار)

کیا کہیں، کس سے کہیں اب کہاں جاکر رہیں
گھر کہیں ملتا نہیں دل کہیں کھِلتا نہیں
بے گھری کا دل میں گھاو دل نہیں ہے، یہ الاو
کچھ کرو کوئی اُپاے کوی مرے کام آے

پہلی دو بیتیں محذوف اور بعد کی دو بیتیں مقصور عروض ضرب کی ہیں۔

کیا کہیں کس (فاعلاتن) سے کہیں (فاعلن)
بے گھری کا (فاعلاتن) دل مِ گھاو (فاعلان)
باقی کی تقطیع آپ کریں۔

23۔ رمل مشکول سالم مربّع کے ارکان ہیں فعِلاتُ فاعلاتن (دوبار)

کبھی بات بھی نہیں کی کبھی خیریت نہ پوچھی
یہ مزاج ہے کہ سیماب یہ عجیب دل ہے بیتاب

کبھی پاس آ کے بیٹھو کبھی سر پہ ہاتھ رکھ دو

کَ بھِ بات (فعِلاتُ) بھی نہیں کی (فاعلاتن)

یہ مزاج (فعِلاتُ) ہے کِ سیماب (فاعلیّان)

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ آخر میں سالم رکن فاعلاتن ہو تو اس کی جگہ مسبغ بھی لایا جاسکتا ہے۔ دو مصرعوں کی تقطیع میں نے کر دی ہے۔ ہر چند اس کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ یہ آپ بھی کر سکتے تھے۔ چلیے، کیا ہوا۔ چار مصرعے آپ کے لیے چھوڑ دیے ہیں۔ ان کی تقطیع آپ کریں۔

24۔ رمل کا ایک انوکھا آہنگ فاعلاتُ مفعولن فاعلاتُ مفعولن (دوبار) ہے فاعلاتُ مکفوف ہے اور مفعولن مُشعث اور اس ترتیب کا نام ہوگا رمل مکفوف مُشعث مربّع مضاعف آخری رکن مسبغ بھی ہوسکتا ہے یعنی مفعولان (مشعث مسبغ)

ہزج میں بالکل یہی وزن ہزج مثمن اشتر سالم فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن (دوبار) کا ہے۔ عروض رضرب یہاں بھی مبَغ مفاعیلان جائز ہے۔

ظلمتوں کی آندھی ہے ظلمتوں کا طوفاں ہے

اک سیاہ بجلی ہی حاصل شبِ خوں ہے

ظلمتوں کِ (فاعلاتُ) آندھی ہے (مفعولن) ظلمتوں کَ (فاعلاتُ) طوفاں ہے (مفعولن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

6۔ وافر

مفاعِلَتَنْ میں تین متوالی حرکتوں کی وجہ سے اردو میں یہ بحر رائج نہ ہوسکی۔ عربی میں مقبول بحروں میں سے ہے۔ ہوسکتا ہے نئے آہنگوں کی تلاش میں شاید ہمارے شاعر اس کی طرف توجہ دیں۔ آیئے اِس آہنگ کو بھی سمجھ لیں۔

1۔ وافر مربّع سالم: مفاعِلَتن مفاعِلَتن (دوبار)

کبھی تو ملایں آپ نظر
کبھی سرِ رہ گزر ہی ملیں

کبھی تُ ملا (مفاعِلَتن) یں آپ نظر (مفاعِلَتن)
کبھی سَرِ رَہ (مفاعِلَتن) گزر ہِ ملیں (مفاعِلَتن)

2۔ وافر مسدّس سالم: مفاعلتن مفاعِلَتن مفاعِلَتن (دوبار)

بہت پی چکا ہوں زہرِ حیات پیرِ مغاں
یہ میکدہ ہے، شراب پلا، شراب مجھے

بہت پِ چُکا (مفاعِلَتن) ہُ زہرِ حیا (مفاعِلَتن) ت پیرِ مغاں (مفاعِلَتن)
یے میکَدَ ہے (مفاعِلَتن) شراب پلا (مفاعِلَتن) شراب مجھے (مفاعِلَتن)

3۔ وافر مثمن سالم: مفاعِلَتن مفاعِلَتن مفاعِلَتن مفاعِلَتن (دوبار)

اگر یہ کہا ہے تم نے مرے رقیب سے قتل کر دے مجھے
قسم ہے مجھے اگر نہ اُسے میں پیش کروں گا تحفہ میں سر

اگر یہ کہا (مفاعِلَتُن) ہَ تم نِ مرے (مفاعِلَتُن) رقیب سِ قت (مفاعِلَتُن) ل کر دِ مجھے (مفاعِلَتُن)

قسم ہَ مجھے (مفاعِلَتُن) اگر نَ اُسے (مفاعِلَتُن) مَ پیش کروں (مفاعِلَتُن) گَ تحفِ م سر (مفاعِلَتُن)

4۔ وافر مثمن سالم معصوب سالم معصوب: مفاعِلَتُن مفاعیلن مفاعِلَتُن مفاعیلن (دوبار) اہل عرب عضبُ سے مفاعِلَتُن کا لام ساکن کرتے ہیں۔ یہ طریقہ ابھی تک چلا آرہا ہے۔ فارسی اور اردو میں چونکہ تسکینِ اوسط کی عام اجازت ہے، اس لیے مفاعیلن کو معصوب کے بجائے مسکّن کہنا ہمارے نظامِ عروض کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ سب ارکان کو مسکّن رمعصوب کرنے سے بحر ہزج ہو جائے گی، اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔ اب آہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

بہار ابھی نہیں آئی ہے بادِ صبا گلستاں میں
جہاں سے بھی ہو سکے ممکن اڑا کے تو لا مہک گل کی

بہار ابھی (مفاعِلَتُن) نہیں آئی (مفاعیلن) ہَ بادِ صبا (مفاعِلَتُن) گلستاں میں (مفاعیلن)

جہاں سِ بھ ہو (مفاعِلَتُن) سکے ممکن (مفاعیلن) اُڑا کِ تُ لا (مفاعِلَتُن) مہک گل کی (مفاعیلن)

بہت غیر مانوس آہنگ ہے، ہے نا؟

5۔ وافر مسدس سالم معصوب سالم: مفاعِلَتُن مفاعیلن مفاعلتن (دوبار) کئی ترکیبیں ممکن ہیں۔ معصوب ارکان دو بھی ہو سکتے ہیں۔ شروع میں یا آخر میں لیکن

اگر مسکّن رکن کو دو سالم ارکان کے درمیان میں رکھیں تو یہ آہنگ ہے:

شعورِ نظر ملا ہم کو اثر سے ترے
یہ فیض ملا ہے ذوقِ معتبر سے ترے

یہ تو کسی حد تک ایسا آہنگ ہے کہ اگر کثرت سے استعمال ہوا ہوتا تو ہم اس سے مانوس ہوگئے ہوتے۔ آیئے تقطیع کرکے دیکھ لیں۔ دوسرے مصرع کی تقطیع میں کیے دیتا ہوں۔ پہلے مصرع کی تقطیع آپ کریں گے:

یے فیض ملا (مفاعِلَتُن) ہَ ذوقے مع (مفاعیلن) تبرِس ترے (مفاعِلَتُن)

6۔ وافر مسدّس سالم معصوب: مفاعِلَتُن مفاعیلن (دوبار)

نہ پیتے شراب کیا کرتے
یہ خانہ خراب کیا کرتے

نَ پی تے شرا (مفاعِلَتُن) ب کیا کرتے (مفاعیلن)
یے خانہ خرا (مفاعِلَتُن) ب کیا کرتے (مفاعیلن)

یہ تو خاصہ دلکش آہنگ ہے۔

اور اب ترتیب بدل دیجیے۔ یعنی معصوب پہلے اور سالم رکن بعد میں رکھ دیجیے:

7۔ وافر مربع معصوب سالم: مفاعیلن مفاعِلَتُن (دوبار)

جو میری بات مان گئے سبھی اسرار جان گئے

جُ میری با (مفاعیلن) ت مان گئے (مفاعِلَتُن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

یہ بھی اچھا آہنگ ہے۔ ہوسکتا ہے آپ کو اتنا پسند آئے کہ آپ استعمال کریں۔

صدر و ابتدا میں مفتعِلُن، مفعولن، فاعلن، مفعولُ، حشو میں مفاعیلن، مفاعلن،

مفاعیلُ اور عروض و ضرب میں فعولن رکھ کر، جو مختلف ترتیبیں بنتی ہیں، وہ رجز اور ہزج کے تحت آ چکی ہیں، اس لیے ان آہنگوں کو یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔
ہاں مقطوف عروض رضرب کے ساتھ سالم معصوب کی ایک ترتیب اور دیکھ لیں:

8۔ وافر مسدّس سالم معصوب مقطوف: مفاعِلَتُن مفاعیلن فعولن (دوبار)

کبھی یہ نہیں دکھاتا چہرہ اپنا
پھر آئینہ خود نمائی تو نہیں ہے

کبھی یے نہیں (مفاعِلَتُن) دکھاتا چہہ (مفاعیلن) رَ اپنا (فعولن)
پھر آیِ نَ خود (مفاعِلَتُن) نمائی تو (مفاعیلن) نہیں ہے (فعولن)

پھر کا ر، آئینہ کے الف سے مل گیا ہے۔ یعنی الف موصول ہے جس نے رکی صوت جذب کر لی ہے۔

9۔ وافر مُسدّس سالم معقول مقطوف: مفاعِلَتُن مفاعلن فعولن (دوبار)

یہ کون صدایں دے رہا ہے ساقی
یہ شور سا میکدے میں کیا ہے ساقی

کچھ رباعی کا سا آہنگ ہے کیوں؟ آپ کا کیا خیال ہے۔ آیئے اب تقطیع کی جائے۔

یے کون صدا (مفاعِلَتُن) یں دے رہا (مفاعِلُن) ہَ ساقی (فعولن)
یے شور سا مے (مفاعِلَتُن) کدے م کیا (مفاعلن) ہَ ساقی (فعولن)

10۔ وافر مسدّس سالم منقوص مقطوف: مفاعِلَتُن مفاعیلُ فعولن (دوبار)

ہے مکر حسین! کیا ہائے غضب ہے
کہ عیب ہُنر نظر آئے عجب ہے

ہے مکر حسی (مفاعلتنِ) ن کیا ہائے (مفاعیلُ) غضب ہے (فعولن)
کِ عیب ہُنر (مفاعِلَتُن) نظر آئے (مفاعیلُ) عجب ہے (فعولن)

7۔ کامل

مثمن آہنگ۔ بہت مانوس ہے، لیکن ہم مربّع سے شروع کرتے ہیں:

1۔ کامل مربع سالم: مُتفاعلن مُتفاعلن (دوبار)

نہ یہ آس ہے کہ وہ آئیں گے
نہ ہی کوی وعدہ وعید ہے
نہ ہے کوی میرا شریکِ غم
نہ کسی سے مجھ کو اُمید ہے

نَ یِ آس ہے (مُتفاعِلُن) کِ وُ آیں گے (مُتفاعِلُن)
باقی مصرعوں کی تقطیع آپ کیجیے۔

2۔ کامل مربع سالم مذال: متفاعلن متفاعلان (دوبار)

غمِ روزگار کا کیا علاج
بجز اس کے ظلم پہ احتجاج

غمِ روزگا (متفاعلن) رَکَ کیا علاج (متفاعلان)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

3۔ کامل مسدّس سالم: متفاعلن متفاعلن متفاعلن (دو بار)

نہ وہ نخل، پھول، نہ پھل، چمن ہی کہاں رہا
تو چمن سے بادِ بہار آئی تو کیا خوشی
نہ وُنخل پھو (متفاعلن) ل نَ پھل چمن (متفاعلن) ہِ کہاں رہا (متفاعلن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

4۔ کامل مسدّس سالم مذال: متفاعلن متفاعلن متفاعلان (دوبار)
مری خواہشوں، مری آرزوؤں کا ہے طلسم
میں جو دیکھتا ہوں وہ خواب ہے نہ ہے وہ سراب
مَ جُ دیکھتا (متفاعلن) ہُ وُ خاب ہے (متفاعلن) نَ ہَ وہ سراب (متفاعلان
پہلا مصرع بھی سالم مذال ہے۔اس کی تقطیع آپ کیجیے۔

5۔ کامل مثمن سالم: متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن (دوبار)
مجھے اپنے جرم کا اعتراف ہے میں خلاف ہوں جبر کے
مجھے یہ بتا کہ ڈھکے چھپے ترے جبر کا بھی جواز ہے
مُ جھِ اپنِ جر (متفاعلن) م کَ اعترا (متفاعلن) ف ہَ میں خلا (متفاعلن)
ف ہُ جبر کے (متفاعلن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

6۔ کامل مثمن سالم مذال: متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلان (دوبار)
جو اُجال دے گا حیات کو ہے اس آفتاب کا انتظار
جو کرے گا ظلم کا خاتمہ ہے اس انقلاب کا انتظار
جُ اُجال دے (متفاعلن) گ حیات کو (متفاعلن) ہَ اُسافتا (متفاعلن)
ب کَ انتظار (متفاعلان)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

7۔ کامل مربّع مضمر سالم: مستفعلُن متفاعلن (دوبار)

وعدے ہزار غلط کیے اب اعتبار مجھے نہیں
انجام کی ہے خبر مجھے اب انتظار مجھے نہیں؟

وعدے ہزا (مستفعلن) رغلط کیے (متفاعلن)
اب اعتبا (مستفعلن) رمجھے نہیں (متفاعلن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

8۔ کامل مربّع سالم مضمر: متفاعلن مستفعلن (دوبار)

جو انا ہے، وہ جاوید ہے
جو ہے زندہ، وہ امید ہے

جُ اَنا ہَ وہ (متفاعلن) جاوید ہے (مُستفْعلُن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

9۔ کامل مربّع مضمر سالم مذال: مُستفْعلُن مُتَفاعِلان (دوبار)

بس ایک اور چھلکتا جام
ہم سارے تشنہ لبوں کے نام

بس ایک او (مُستفْعلُن) رچھلکتَ جام (مُتَفاعِلان)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

10۔ کامل مربّع سالم مضمر مذال: متفاعلن مُستفْعلان (دوبار)

سرِ دار کرتا ہے کلام سنو غور سے با احترام
وہ اگر کہے باتیں درست تو کرو اسے جُھک کے سلام

سرِ دار کر (متفاعلن) تا ہے کلام (مُستفْعلان) سُ نُ غور سے (متفاعلن)
بااحترام (مُستفْعلان)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

11۔ کامل مسدّس سالم مضمر سالم: متفاعلن مستفعِلن متفاعلن (دوبار)

جو بھی خدمتِ انسانیت میں فنا ہوا
وہی مستحق بھی ہے بقائے دوام کا

ج بھِ خدمتے (متفاعلن) انسانیت (مُستَفعِلُن) م فنا ہوا (متفاعلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

12۔ کامل مسدّس سالم مضمر سالم مذال: متفاعلن مُستفعِلُن متفاعلان (دوبار)

غلطی اگر کوئی ہوئی تو کرو معاف
جو کہا ہے سرمستی میں اس پہ ہوں شرمسار

غَلَطی اگر (متفاعلن) کوئی ہوئی (مُستفعِلُن) تُ کرو معاف (متفاعلان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

13۔ کامل مسدّس مضمر سالم مضمر مذال: مُستفعِلُن متفاعلن مُستفعِلان (دوبار)

کم کون، کون سوا ہے؟ ان کا دیکھ ظرف
ساقی گری یہ ہے، کر نہ کوئی امتیاز
زاہد، شرابِ طہور کی عادت بھی ڈال
جو ہے نہ پینے کا وہ ہے پینے کا جواز

ساقی گری (مُستفعِلن) یے ہ کرنَ کو (متفاعلن) ئی امتیاز (مُستفعِلان)

باقی تین مصرعوں کی تقطیع آپ کریں۔

14۔ کامل مسدّس مضمر سالم مضمر: مُستفعِلن متفاعلن مُستفعِلن

مجھ کو ہے تجھ سے لگاو، تجھ کو غیر سے
اے یار دیکھ یہ بھی تو رُخ تصویر کا

مجھ کو ہَ تجھ (مُستفعِلن) سِ لگاو تجھ (متفاعلن) کو غیر سے (مُستفعِلن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

15۔ کامل مربع مرفّل: متفاعلن متفاعلاتن (دوبار)

تھا ملامتوں کا میں کل نشانہ ہے زباں پہ آج مرا فسانہ
مرے ساتھ سایہ مرا نہیں ہے ترے ساتھ ساتھ چلے زمانہ

تھَ ملامتوں (متفاعلن) کَ مَ کل نشانہ (متفاعلاتن) ہَ زباں پہِ آ (متفاعلن) ج مرا فسانہ (متفاعلاتن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

16۔ کامل مسدّس مخزول سالم مخزول: مُفتَعِلن متفاعلن مُفتَعِلن (دوبار)

جبرِ خزاں سے فضا ہے مسموم بہت
اور نسیمِ بہار مغموم بہت

جبرِ خزاں (مُفتعِلُن) سِ فضاہَ مس (متفاعلن) موم بہت (مُفتعِلُن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

17۔ کامل مربعٔ موقوص سالم: مفاعلن متفاعلن (دوبار)

خیال قید رہے گا کیوں؟ یہ کائنات نورد ہے

خیال قے (مفاعلن) د رہے گَ کیوں (متفاعلن) یِ کائنا (مفاعلن) ت نورد ہے (متفاعلن)
آہنگ پسندِ خاطر ہو تو دونا کر کے مثمن کیا جاسکتا ہے۔ دونوں مصرع ملالیں ایک مصرع کا وزن ہوجائے گا۔

18۔ کامل مربع مقطوع: متفاعلن فعِلاتن (دوبار)

جو بھی ہے مشاہدہ میرا نظری ہے اہلِ نظر میں

جُ بھِ ہے مشا (متفاعلن) ہَد میرا (فعِلاتن) نَظَری ہَ اہ (متفاعلن) لِ نظر میں (فعلاتن)

یہ آہنگ توجہ طلب ہے۔

19۔ کامل مربّع سالم، موقوص مرفّل: متفاعلن مفاعلاتن (دوبار)

یہ بہت نکھرا ہوا آہنگ ہے اور اس کے مقبول ہونے کے امکانات وسیع ہیں۔

ہے اَنا تو خود سے گفتگو کر   کبھی اپنی بھی تو آرزو کر
تو نہ بن کسی کا بھی مقلّد   جو نہ ہوسکا کسی سے تو کر

ہَ اَناتُ خد (متفاعلن) س گفتگو کر (مفاعلاتن)
کَ بھِ اپنِ بھی (متفاعلن) تُ آرزو کر (مفاعلاتن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

8۔ جمیل

1۔ جمیل مربّع سالم: مفاعلاتن مفاعلاتن (دوبار)

یہ مان لوں آپ با وفا ہیں؟ تو اس کی کوئی مثال دیجیے
یہ دل ہے، صیقل ہو غم کی اس پر اس آئینہ کو اُجال دیجیے

یے مان لوں آ (مفاعلاتن) پ باوفا ہیں (مفاعلاتن) O تُ اس کِ کوئی (مفاعلاتن) مثال دیجیے (مفاعلاتن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

2۔ جمیل مسدّس سالم: مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن (دوبار)

ضرور ہوں بے خبر، مگر اس قدر نہیں ہوں
یہ جانتا ہوں کہ رات کل آپ کس کے گھر تھے
قسم نہ کھائیں، صفای دینے کی کیا ضرورت
یہ بات مجھ کو بتانے والے بھی معتبر تھے

ضرور ہوں بے (مفاعلاتن) خبر مگر اس (مفاعلاتن) قدر نہیں ہوں (مفاعلاتن)
مصرعِ ثانی اور دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

3۔ جمیل مثمن سالم: مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن (دوبار)

تصرفِ زندگی کے عرصہ میں فرصتِ چشم و لب کہاں ہے
میں خود بھی اپنی شکستہ پا حسرتوں سے نا آشنا رہا ہوں

تصرّ فے زن (مفاعلاتن) دگی کِ عرصے (مفاعلاتن) م فرصتے چش (مفاعلاتن) مُ لب کہاں ہے (مفاعلاتن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

3۔ جمیل مربعٔ اخرم سالم: فاعلاتن مفاعلاتن (دوبار)

کشمکش ہے دل و نظر کی ہے یہ حالت ہمارے گھر کی
رات بھر آنکھ کس کی جھپکی راہ تکتے رہے سحر کی
دل ہے بیتاب دیکھنے کو اُٹھے، جرأت نہیں نظر کی

کشمکش ہے (فاعلاتن) دلونظر کی (مفاعلاتن)
ہے یے حالت (فاعلاتن) ہمارِ گھر کی (مفاعلاتن)

دوشعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔
اس وزن کو دو نا کر کے مثمن بھی کر سکتے ہیں۔

4۔ جمیل مربعٔ سالم محذوف رمقصور: مفاعلاتن مفاعلن رمفاعلان (دوبار)

کبھی مرے نام بھی پیام کبھی کریں مجھ سے بھی کلام
اگر ہو ارشاد آپ کا سحر کو بھی میں کہوں گا شام

دوسرے شعر کا عروض محذوف ہے۔ مطلع کا عروض اور دونوں ضربیں مقصور ہیں۔

اگر ہُ ارشا (مفاعلاتن) د آپ کا (مفاعلن)
سحر کُ بھی میں (مفاعلاتن) کہوں گ شام (مفاعلان)

مطلع کی تقطیع آپ کریں۔

5۔ جمیل مسدّس منبوض، منبوض مخنق ابتر مفاعلاتُ مفاعلاتُ فعولن = مفلا علاتن فاعلاتُ فعولن : مفاعلاتن فاعلاتُ فعولن (دو بار)

چمن میں گل تو کیا، کہ خار نہیں ہے
لہو کی بارش ...... یہ بہار نہیں ہے

چمن مِ گُل تو (مفاعلاتن) کیا کِ خار (فاعلاتُ) نہیں ہے (فعولن)

6۔ جمیل مسدّس منبوض منبوض مخنق سالم مفاعلاتُ مفاعلاتُ مفاعلاتن : مفاعلاتن فاعلاتُ مفاعلاتن (دو بار)

قسم تو کھائی، اعتبار مجھے نہیں تھا
تم آگئے ہو، انتظار مجھے نہیں تھا

قسم تُ کھائی (مفاعلاتن) اعتبار (فاعلاتُ) مجھے نہیں تھا (مفاعلاتن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

7۔ جمیل مسدس سالم منبوض سالم: مفاعلاتن مفاعلاتُ مفاعلاتن (دو بار)

یہ لمحہ لمحہ ہر آن تیز بدلتا منظر
یہ کائناتی نظام میری نگاہ میں ہے

یے لحَ لمحا (مفاعلاتن) ہران تیز (مفاعلاتُ) بدلتَ منظر (مفاعلاتن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

8-9۔ جمیل مسدّس منبوض منبوض محذوف/ مقصور مخنق : مفاعلاتُ مفاعلاتُ مفاعلن/ مفاعلان : مفاعلاتِ مفاعلاتن فاعلن/ فاعلان (مخنق) = مفاعلاتن فاعلاتن فاعلن/فاعلان (دو بار)

خیال، جذبے تو نہیں ہوسکتے ہیں مسخ
یہ آئینہ دل کا اگر شفاف ہے

ہمیں ملی ہے صرف محنت تم کو عیش
تمھیں بتاؤ کیا یہی انصاف ہے

خیال جذ بے (مفاعلاتن) تو نہیں ہو (فاعلاتن) سکتِ مسخ (فاعلان)
یہ آئینہ دل (مفاعلاتن) کا اگر شف (فاعلاتن) فاف ہے (فاعلن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

10-11۔ جمیل مسدّس سالم منبوض محذوف/ منبوض مقصور مخنق : مفعلاتن مفلا علاتُ مفاعلن/ مفاعلان = مفاعلاتن مفاعلاتن فاعلن/ فاعلان (دوبار)

مقام ہے کون سا کہ سب ہیں اجنبی
زمیں کہاں آسماں کہاں کوئی بتاے

عروض محذوف اور ضرب مقصور۔
مقام ہے کو (مفاعلاتن) ن ساکِ سب ہیں (مفاعلاتن) اجنبی (فاعلن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

12-13۔ جمیل مسدّس منبوض محذوف/ منبوض مقصور مخنق : مفلا علاتُ مفاعلن/ مفاعلان : مفاعلاتن فاعلن/ فاعلان (دوبار)

ڈھکے گی برگ و بار سے برہنہ ہے جو شاخسار
شگوفے لے کے آے گی بہار آئے گی --- بہار

ڈھکے گِ برگو (مفاعلاتن) بار سے (فاعلن) برہنَ ہے جو (مفاعلاتن) شاخسار (فاعلان)
دونوں عروض محذوف اور دونوں ضربیں مقصور ہیں۔ دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

9۔ خلیل

1-2: خلیل مسدّس سالم/مذال: مُفتَعُولَتُن مفتَعُولَتُن مَفتَعُولَتُن/مُفتَعُولَتان

اس نظامِ وحشت میں زندہ رہنا بھی ہے ہمیں
دل اگر ہوا، خوگرِ تمنا...... بہت درست
ایک انقلاب آے گا ضرور آے گا، ضرور
ایک دن تو جنّت بنے گی دنیا، بہت درست

صرف پہلے شعر کا عروض سالم ہے باقی تینوں مصرعوں کے آخری ارکان مذال ہیں۔ ایک شعر کی تقطیع یہ ہے:

اس نظامِ وح (مفتعولَتُن) شت مِ زِندَ رہ (مفتعولتن) نابھِ ہے ہمیں (مفتعولتن)

دل اگر ہوا (مفتعولَتُن) خوگرے تمن (مفتعولَتُن) نابہت درست (مُفتَعُولتان)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

بحر خاصی رواں ہے اور اس کا امکان ہے کہ یہ آہنگ پسند کیا جائے اور رائج ہوجائے۔

3۔ خلیل مسدّس سالم مخبون سالم: مفتعولتن متفاعلن مفتعولتن (دوبار)

گریہ، نالہ کون سُنے، سبھی ہیں دُکھی یہاں
اِن کے پاس بیٹھیے، کیجے دل جوی کچھ میاں

گریَے نالَ کو (مفتعولَتن) ن سُنے سبھی (مُتفاعِلُن) ہیں دُکھی یہاں (مفتعولَتن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

4۔ خلیل مسدّس سالم، مجنون مسکّن، مخبون مقطوع: مفتعولتن مُستفعِلُن فعلاتن (دوبار)

سچ ہی کیوں نہ بولے وہ، کمال رہو چپ
اس کے قول کا کچھ اعتبار نہیں ہے

بظاہر محسوس ہوتا ہے کہ اسی زمین میں غالب کی جو غزل ہے، وہ بھی اسی آہنگ میں ہے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ اس سے ملتے جلتے آہنگ میں خاقانی کے قصائد اور غزلیں بھی ہیں، لیکن شاید یہ نیا آہنگ ہے۔

سچ دِ کیوں نَ بو (مفتعولَتن) لے وہ کما (مُستفعلُن) ل رہو چپ (فعِلاتن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

5۔ خلیل مسدّس سالم مقطوع: مفتعولَتن مفتعولَتن فاعلاتن (دوبار)

ظلم تھا جہاں بھی وہاں مقابل رہے ہم
احتجاج جب جب ہوے ہیں شامل رہے ہم

ظلم تھا جہاں (مفتعولَتن) بھی وہاں مقا (مفتعولَتن) بل رہے ہم (فاعلاتن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

6۔ خلیل مربع احذ: مفتعولَتن فاعلن (دوبار)

احتیاط اتنی نہ کر میری سمت بھی اک نظر
نام سے مرے عار ہے احتراز اور اس قدر؟

احتیاط اِت (مفتعولِتن) نی نَ کر (فاعلن) ہ میرِ سمت بھی (مفتعولَتن) اک نظر (فاعلن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

خاصا دلکش آہنگ ہے۔ حیرت ہے کہ یہ آہنگ استعمال نہیں ہوا۔ حالانکہ اس آہنگ کا استخراج مقتضب میں ممکن ہے، لیکن وہاں بھی اس کی مثال بحرالفصاحت یا آئینہ بلاغت میں نہیں ہے۔ مقتضب میں یہ آہنگ فاعلاتُ مُستفعِلُن سے ہوسکتا ہے، لیکن وہاں سالم مفعولاتُ مُستفعِلُن اور فاعلاتُ مفتعِلُن وغیرہ ہیں۔

7۔ خلیل مربع سالم: مخبون مقطوع مسکّن: مفتعولتن مفعولن (دوبار)

یوں تو مجھ سے شرماؤ نا تم قریب آجاؤ نا؟
برق ورعد سے ڈرنا کیا؟ میں ہوں پاس گھبراؤ نا؟

یہ بھی خوشگوار آہنگ ہے۔
یوں تُ مجھ سِ شر (مفتعولَتن) ماؤنا (مفعولن) o تم قریب آ (مفتعولَتن) جاؤنا (مفعولن)
شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

10۔ شمیم

1۔ شمیم مسدّس سالم: مفاعی لتن مفاعی لتن مفاعی لتن (دو بار)

ہمیشہ سے زندگی گزری قیدِ تنہای میں
نظر آگیا کبھی آئینہ تو ہم ڈر گئے
ہمیں بھی تو ان کی ہمدردیوں کا ہے تجربہ
جو اظہارِ فکرمندی کیا تو ہم ڈر گئے

ہمیشہ سِ زن (مفاعی لتن) دگی گزرِ قے (مفاعی لتن) دِ تنہای میں (مفاعی لتن)

باقی مصرعوں کی تقطیع آپ کیجیے۔

2۔ شمیم مسدّس سالم سالم مقطوع: مفاعی لتن مفاعی لتن مفاعیلن (دو بار)

مرے گھر کبھی تو جانِ بہار آئے گا
کبھی تو مرے بھی دل کو قرار آئے گا
کبھی ایک وعدہ پورا کیا نہیں تو نے
بیاں پہ ترے کیسے اعتبار آئے گا

مرے گھر کبھی (مفاعِی لتَن) تُ جانے بہا (مفاعِی لتَن) ر آئے گا (مفاعیلن)
کبھی تو مرے (مفاعی لتَن) بھِ دل کو قرا (مفاعی لتَن) ر آئے گا (مفاعیلن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں گے۔

3۔ شمیم مربع سالم مقبوض: مفاعی لتن مفاعلَتن (دو بار)

ملاقات ہوچکی ہے مگر ملا، ٹوٹ کر، کبھی نہ ملا
یہ ہے لاتعلقی سے سوا سرِ رہ گزر کبھی نہ ملا

ملاقات ہو (مفاعی لتن) چکی ہ مگر (مفاعِلَتن) ٥ ملا، ٹوٹ کر (مفاعی لتن) کبھی نہ ملا (مفاعِلَتن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

4۔ شمیم سالم احذ مربعٔ مضاعف: مفاعی لتن فعولن (یہ ترتیب چار بار)

فضا ہے گھٹی گھٹی سی ہوا ہے رُکی رُکی سی
مجھے چاہیے نہیں کچھ فقط زندگی زیادہ
عجب ہے یہ جشن کی شب ہے شب خون جشن کیا ہے
مرے دم پہ آ بنی ہے ذرا روشنی زیادہ

فضا ہے گھٹی (مفاعی لتن) گھٹی سی (فعولن) ہوا ہے رُکی (مفاعی لتن) رُکی سی (فعولن)

مجھے چاہیے (مفاعی لتن) نہیں کچھ (فعولن) فقط زندگی (مفاعی لتن) زیادہ (فعولن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

مضارع میں جو ایک مرکّب بحر ہے، اس وزن کا استخراج ہوسکتا ہے۔ اس بحر کے سالم ارکان ہیں مفاعیلن فاع لاتن۔ مفاعیلن کا مکفوف مفاعیلُ ہے۔ مفاعیلُ فاع لاتن کی تکرار کا یہ آہنگ ہے، لیکن مضارع میں یہ آہنگ استعمال نہیں ہوا ہے۔

5۔ شمیم مربع مضاعف سالم ابتر: مفاعی لتن فاعلن (یہ ترتیب شعر میں چار بار)

حقیقت تو چھپتی نہیں چھپانے سے پھر فائدا؟
جو صاحب نظر ہیں یہاں بھرم کھول دیں گے ترا؟

حقیقت تو چھپ (مفاعی لتن) تی نہیں (فاعلن) چھپانے سے پھر (مفاعی لتن) فائدا (فاعلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

یہ آہنگ متقارب سالم محذوف الآخر مسدّس مضاعف کا ہے۔ یہ اُسی کے تحت رہنا چاہیے۔ یہاں صرف نشاندہی کردی گئی ہے۔

6۔ شمیم مربّع سالم مخنق مقبوض: مفاعی لتن مُفتَعِلُن (دوبار)

مزاجاً پُر اُمید ہوں میں مرے لب پہ فریاد نہیں
اب اُمید رکھیے بھی تو کیا انھیں نام بھی یاد نہیں

ابُمید رکھ (مفاعی لتن) یےَ بھِ تُ کیا (مفتعِلن) ٥ انھیں نام بھی (مفاعی لتن) یادنہیں (مفتعِلن)

پہلے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

7۔ شمیم مسدس سالم مخنق مقطوع الآخر: مفاعی لتن مفاعی لتن مفعولن (دو بار)

قیامت جو گزری اُن دِن خبر ہے ان کو
تو پھر یہ تجاہلِ عارفانہ کیوں ہے؟

قیامت جُ گُز (مفاعی لتن) رِان دِن خبر (مفاعی لتن) ہے ان کو (مفعولن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

8۔ شمیم مربع مخنق محذوذ الآخر: مفاعی لتن فعُلُن (دوبار)

وہ آئینہ کا عاشق مرا حال کیا جانے
ہے کس سمت میں منزل یہ تو رہنما جانے

وُ آئی نِ کا (مفاعی لتن) عاشق (فعْلُن) ٥ مرا حال کیا (مفاعی لتن) جانے (فعْلُن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

9۔ شمیم مربع مخنق مقطوع الآخر: مفاعی لتن مفعولن (دوبار)

لگی دل کی وہ جانے ہے نظر سب کی پہچانے ہے
ہے عادت سے ضدّی، لیکن کبھی بات بھی مانے ہے

دونوں آہنگ (8 اور 9) مربع مضاعف بھی کیے جاسکتے ہیں۔ دونوں فعولن فعولن فع (دوبار) اور فعولن فعولن فعْلن (دوبار) متقارب میں مسدس سالم سالم ابتر اور مسدس سالم اثلم کی حیثیت سے بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اِن آہنگوں کا ذکر صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے نہیں کیا ہے۔ بحرِ شمیم میں ان کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ متقارب سے ان کا استخراج مرجح ہے۔ ہاں ان دونوں شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

11۔ کشیر

اس بحر کے اصول مُستَفعِلَتُن کا وزن متدارک کے مقطوع و مخبون مسکّن (فعْلُن) اور مخبون (فَعِلُن) کے مجموعی وزن کے برابر ہے، اس لیے سالم بحر کا آہنگ بھی وہی ہے۔

1۔ کشیر سالم مسدّس: مُستَفعِلَتُن مُستَفعِلَتُن مُستَفعِلَتُن (دوبار)

گلزار بدن کی لای مہک بادِ سحری
اُس جانِ چمن کی لای مہک بادِ سحری
وہ غیرتِ نرگس سروِ خراماں، جانِ چمن
نسرین و سمن کی لای مہک بادِ سحری
پھر جیب و گریباں تار ہوے اے جوشِ جنوں
پھر دشت و دمن کی لای مہک بادِ سحری

گلزار بدن (مُستَفعِلَتُن) کی لای مہک (مُستَفعِلَتُن) بادِ سحری (مُستَفعِلَتُن)
اُس جانِ چمن (مُستَفعِلَتُن) کی لای مہک (مُستَفعِلَتُن) بادے سحری (مُستَفعِلَتُن)

جو آہنگ متدارک کے مخبون مسکّن یا مخبون مسکّن اور مخبون کے خلط کے ہیں انھیں چھوڑا جا رہا ہے۔ اسی طرح مخبون مفاعِلَتُن (وافر سالم) کے آہنگ کو بھی چھوڑا

جا رہا ہے۔ متدارک کے مزاحف آہنگ میں مخبونِ مسکّن (فعْلُن) مخبون (فعِلُن) مخلع (فعَلْ) کا بھی جو کشیرِ مقطوع (مُستفعِلتَن مُستفعِلتَن) کا ہے۔ اسے بھی چھوڑا جا رہا ہے۔

2۔ کشیر مربّع سالم، مخبون مقطوع: مُستفعِلتَن مفاعلن (دوبار)

تم سبزِ قدم؟ نہیں نہیں　　تم اہلِ ستم؟ نہیں نہیں

تم سبز قدم (مُستفعِلتَن) نہیں نہیں (مفاعلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

3۔ کشیر سالم مخبون مقطوع مربّع مضاعف: مُستفعِلتَن مفاعلن (اسی ترتیب سے چار بار)

میری بھی اگر سنو، کہوں　　شہرت نہ کرو خراب تم

اوروں کا لحاظ بھی کرو　　عالم میں ہو انتخاب تم

میری بھِ اگر (مُستفعِلتَن) سنو، کہوں (مفاعلن) شہرت نَ کرو (مُستفعِلتَن) خراب تم (مفاعلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

اس سے ملتا جلتا آہنگ رائج ہے، لیکن یہ آہنگ کہیں نہیں ملا۔ آہنگ رواں ہے۔ اور استعمال میں آئے تو رائج بھی ہوسکتا ہے۔ ایک زمانے میں جب مفتعلن مفاعلن اور دوسرے شکستہ بحروں کے آہنگ ساٹھ، ستر برس اُدھر طرحی مشاعروں میں بہت مقبول تھے، اس وقت بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ ہزج میں بھی اس کا استخراج ہوسکتا ہے (اخرب مقبوض مجبوب: مفعولُ مفاعلن فعَلْ) لیکن ایسا کیا نہیں گیا۔ چنانچہ صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے بھی اس آہنگ کی نشاندہی ہزج کے تحت نہیں کی ہے۔

12۔ نہال

مُفتَعِلاتن کا وزن وہی ہے جو متقارب میں اثرم (فعْلُ) اور (سالم) فعولن کا مجموعی وزن ہے۔ لیکن مُفتَعِلاتن کو مفاعلاتن کی طرح اصول کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ رجز میں یہ مطوی مرفّل اور کامل میں مخزول مرفّل ہے۔ مرفّل مزاحف صدر/ابتدا اور حشو میں نہیں لایا جاسکتا۔ لیکن ذوق کا قصیدہ اس وزن میں موجود ہے۔ اس لیے اسے اصول تسلیم کرنا پڑا۔ جب یہ اصول تسلیم ہوگیا تو اس کا دائرہ بنانا بھی لازمی تھا۔ چنانچہ دائرہ ابراہیمیہ .بنادیا گیا ہے۔

1۔ نہال سالم مربع : مُفتَعِلاتن مُفتَعِلاتن (دوبار)

آج تو دل کی بات کہو تم آج انھیں انکار نہیں ہے
دشتِ جنوں میں چاہتے کیا ہو سایہ کہاں؟ دیوار نہیں ہے

آج ت دل کی (مفتعلاتن) بات کہو تم (مفتعلاتن) ٥ آج انھیں اِن (مفتعلاتن) کارنہیں ہے (مفتعلاتن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

2۔ نہال مسدّس: مُفتَعِلاتن مُفتَعِلاتن مُفتَعِلاتن (دوبار)

لوگ تو گستاخی پہ مری خوش ہوتے رہے ہیں
آپ کو شاید نام مرا معلوم نہیں تھا!

لوگ ٹ گستا (مُفْتَعِلاتَن) خی پ مری خُش (مُفْتَعِلاتَن) ہوتِ رہے ہیں (مُفْتَعِلاتَن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

3۔ نہال مثمن: مُفْتَعِلاتَن مُفْتَعِلاتَن مُفْتَعِلاتَن مُفْتَعِلاتَن (دو بار)

شہر ہے کیسا سب ہیں مسیحا، ایک بھی تو بیمار نہیں ہے

شہر ہے ناپرسوں کا یہاں تو، اپنے سوا غم خوار نہیں ہے

شہرَ ہَ کیسا (مفتعلاتن) سب ہَ مسیحا (مفتعلاتن) ایک بھِ تو بی (مفتعلاتن) مار نہیں ہے(مفتعِلاتن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

4۔ نہال منبوض سالم مربع: مفتعلاتُ مفتعلاتن (دوبار)

موجِ شراب، موجِ ہوا ہے جشن ہے جشن، رقصِ بہاراں

لائی نسیم، زلف کی خوشبو مژدہَ شوق، اے غمِ ہجراں

موجِ شراب (مفتعلاتُ) موجِ ہوا ہے (مفتعلاتن) ٥ جشن ہَ جشن (مُفْتَعِلاتُ) رقصِ بہاراں (مفتعلاتن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کو کرنا ہے۔

5۔ اس وزن کو دونا کر کے مربعٔ مضاعف بھی کیا جاسکتا ہے۔

6۔ نہال مربع مقصورالآخر: مفتعلاتن مفتعلان (دوبار)

آج اٹھاو جام ضرور ساتھ مرا لو نام ضرور

مطرب و ساقی، بادہ ناب ایسی بھی ہوگی شام ضرور

آج اٹھاو (مفتعلاتن) جام ضرور (مفتعلان) ٥ ساتھ مرا لو (مفتعلاتن) نام ضرور(مفتعلان)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

7۔ نہال مربّع محذوف الآخر: مفتعلاتن مفتعِلُن (دوبار)

مقصور اور محذوف کا خلط جائز ہے۔ مثال میں جو شعر پیش کیا جا رہا ہے، اس میں عروض مقصور ہے اور ضرب محذوف۔ اس کی تقطیع آپ کیجیے۔

دشمنوں پر زہراب نہ چھینک　　　آئے گا یہ بھی کام کبھی

تین متوالی حرکات اس بحر میں ہیں اور درمیان کی حرکت کو ساکن کرنے کی عام اجازت ہے۔ اس سے نئے آہنگ بھی مرتّب ہو سکتے ہیں۔ مشق کے طور پر یہ آہنگ تلاش کیجیے۔

بحورِ مرکبّہ

13۔ منسرح

اس مرکّب بحر کے ارکان ہیں: مُستَفْعِلُن مَفْعُولاتُ

صاحب بحرالفصاحت نے اظہار کیا ہے کہ صرف ان ہی دو ارکان کو اہلِ عرب پوری بیت کا وزن مان لیتے ہیں۔ عربی شاعری میں یہ مسدس مستعمل ہے۔ لیکن فارسی اور اردو کے شعرا نے اسے مثمّن ہی استعمال کیا ہے اور وہ بھی مزاحف صورت میں۔

مثمّن سالم اردو میں استعمال نہیں ہوسکتی، کیونکہ مفعولاتُ کی آخری صوت متحرک ہے اور اردو میں بنیادی ذخیرے کے وہ لفظ بھی ساکن الآخر ہوگئے ہیں جو ہندی میں اب بھی متحرک الآخر ہیں یعنی وہ چھوٹے مصمتے آخر میں ہیں جن کے ساتھ چھوٹی ماترائیں ہیں، جیسے شانتِ وغیرہ۔

سالم بحر مسدّس کا آہنگ اس وجہ سے نامانوس ہے کہ استعمال نہیں کیا گیا۔ سب سے پہلے شاید میں نے اسے استعمال کیا ہے۔ دو غزلوں سے کچھ شعر نمونے کے طور پر حاضر ہیں۔

1۔ منسرح مسدّس سالم: مُستَفْعِلُن مفعولاتُ مستفعلُن (دوبار)

وہ اہلِ سو کا سردار ہے، چپ رہو
شاعر وہ کب ہے، عیّار ہے چپ رہو
آہنگِ نغمہ سُن کر تو بتلاو تم
بالکل نیا ہے پیمانہ، کچھ تو کہو

یہ قتل و غارت کب تک روا رکھو گے
کب تک لہو کا نذرانہ؟ کچھ تو کہو
سچ بولنا گر دشوار ہے، چُپ رہو
پھر کیا ضروری گفتار ہے، چپ رہو
بالکل کھرا انساں ہے، منافق نہیں
سچ بولتا ہے، مے خوار ہے، چپ رہو

وہ اہلِ سو (مستفعلن) کا سردار (مفعولاتُ) ہے چُپ رہو (مستفعلن)
شاعر وکب (مستفعلن) ہے عیّار (مفعولاتُ) ہے چپ رہو (مستفعلن)
آہنگِ نغ (مستفعلُن) مہ سُن کرتُ (مفعولاتُ) بتلاوتم (مستفعلن)
بلکل نیا (مستفعلن) ہے پیمانَ (مفعولاتُ) کچھ تو کہو (مستفعلن)

دو شعروں کی تقطیع مشق کے لیے آپ کیجیے۔ یہ تو آپ کر ہی لیں گے۔ اس سے زیادہ ضروری ان شعروں کو آہنگ میں پڑھیں اور آہنگ سمجھنے کی کوشش کریں۔

مفعولاتُ، متحرک الآخر ہونے کی وجہ سے آخری رکن نہیں رکھا جاسکتا، کیونکہ ہائے مختفی پر ختم ہونے والے الفاظ کو بھی طویل مصوتوں کے ساتھ پڑھا جانے لگا لیکن مفعولاتُ (موقوف) جسے مفعولان بھی کہتے ہیں، استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں تھی، لیکن یہ آہنگ رجز سالم (مستفعلُن) کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا۔ حالانکہ آہنگ نامطبوع نہیں ہے:

2۔ منسرح مربع سالم موقوف: مستفعِلُن مفعولان (مفعولاتُ) (دوبار)

ہیں ساز میں سُر بے چین　　　مطرب اٹھا تو مضراب
آنکھیں سبھی ہیں سرشار　　　چہرے سبھی ہیں شاداب

ہیں ساز میں (مُستَفعِلُن) سُر بے چین (مفعولان) ہ مطرب اٹھا (مُستَفعِلُن) تو مضراب (مفعولان)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

3۔ منسرح مربّع مضاعف سالم، مطوّی مکسوف: مُستَفعِلُن فاعلن (۴ بار)

اخبار میں جو خبر تصویر کے ساتھ ہے
گویا کہ خواب اپنی ہی تعبیر کے ساتھ ہے
ابھی پھٹے گا تو پھر ہوں گے نُمایاں اُفق
تاریک سیّارہ بھی تنویر کے ساتھ ہے
کچھ بھی ہوا ہے فنا؟ اب بھی نہ ہوگا فنا
تخریب تو ہے مگر، تعمیر کے ساتھ ہے

اخبار میں (مُستَفعِلُن) جو خبر (فاعلن) تصویر کے (مُستَفعِلُن) ساتھ ہے (فاعلن)

آگے تقطیع کی مشق آپ کے لیے ہے۔

4۔ منسرح مربع مضاعف مطوّی، مطوّی موقوف: مفتعِلُن فاعلان (اس ترتیب سے چار بار) بحر بسیط کے ارکان (مربع) مستفعلُن فاعلن (دوبار) ہیں، اس لیے یہ وزن یہاں مطوّی، سالم مذال ہوگا، اور کینڈا مربع مضاعف ہوگا۔

عشق ہے وصلِ تمام، عشق ہے وصلِ دوام
عشق ہے ترکِ رسوم، عشق ہے ترکِ قیود!
عشق کا آئینہ ذات، عشق کا مرکز صفات
عشق خروشِ حیات، عشق دلِ ہست و بود

عشق ہَ وص (مُفتَعِلُن) لے تمام (فاعلان) عشق ہ وص (مُفتَعِلُن) لے دوام (فاعلان)

عشق ہَ تر (مُفتَعِلُن) کے رسوم (فاعلان) عشق ہَ تر (مُفتَعِلُن) کے قیود (فاعلان)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔
فاعلان اور فاعلن (مطوی مکسوف) کا خلط جائز ہے۔

5۔ منسرح مثمن مطوی، مطوی مکسوف: مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن (دوبار)
جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، یہ وزن بحرِ بسیط میں مطوی سالم ہوگا:

سلسلۂ ارتقا، نشوونما مستقل
عالمِ موجود سے، عالمِ امکان تک

سلسلۂ (مُفتَعِلُن) ارتقا (فاعلن) نشوونما (مُفتَعِلُن) مستقل (فاعلن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔
اس وزن میں عروض رضرب مطوی موقوف یعنی فاعلان بھی ہوسکتا ہے۔
اوزان 4 اور 5 کو بحرِ بسیط کے تحت رکھنا مرجّح ہے، خاص طور سے فاعلن وزن اگر ہو، کیونکہ یہ اس بحر میں سالم رکن ہے۔

6۔ منسرح مسدّس مطوی: مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن (دوبار)

شکوہ نہیں ہے کسی سے آج مجھے
آج ہے اپنی کمی پہ میری نظر

شِکوَ نہیں (مفتعلن) ہے کسی سِ (فاعلاتُ) آج مجھے (مفتعلن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

7۔ منسرح مسدّس مطوی، مطوی مرفّل: مفتعلن فاعلاتُ مفتعلاتن (دوبار)

ایک نیا باب روز ہی تو بڑھے ہے
کیا ہے، اگر زندگی کتاب نہیں ہے
پیرِمغاں کیفیت، سرور نہیں کچھ
اور ہی کچھ ہے یہ تو شراب نہیں ہے

پیاس ذرا بھی نہیں لگی ہے مجھے تو
دیکھ رہا ہوں جسے سراب نہیں ہے

آہنگ بہت ہی کم بلکہ نہیں استعمال ہوا ہے، اس لیے تین شعر لکھے گئے تا کہ آپ نہ صرف تقطیع کی مشق کریں اور اس آہنگ سے بھی مانوس ہوں۔

ایک نیا (مفتعِلُن) باب روز (فاعلاتُ) ہی ٹ بڑھے ہے (مفتعلاتن)

8۔ مثمن کینڈے میں بھی یہ وزن رکھا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عام طور سے عروض کی کتابوں میں اسے مثمن ہی دکھایا گیا ہے۔ منسرح مثمن مطوی منحور: مفتعِلُن فاعلاتُ مفتعِلُن فع (دوبار) یقیناً یہ خیال آپ کے ذہن میں آیا ہوگا کہ جب مرفّل مفتعلاتن کا وزن وہی ہے جو مستفعلن کے مطوی مفتعلن اور مفعولاتُ کے منحور فع کا ہے تو یہ معاملہ کیا ہے؟ معاملہ یہ ہے کہ اگر غزل یا نظم یا کسی اور صنف میں سارے عروض رضرب کے ساتھ مجدوع فاع لانے کی بھی اجازت ہے۔ بحر تو ضربوں سے طے ہوگی۔ اگر عروض میں مجدوع مزاحف ہوں تو پھر مثمن کینڈا مقرر کرنا چاہیے۔

دیکھ رہا (مفتعلُن) ہوں جسے س (فاعلاتُ) راب نہیں (مفتعلن) ہے (فع)

9۔ منسرح مثمن مطوی مجدوع موقوف: مُفْتَعِلُن فاعلاتُ مُفْتَعِلُن فائع (دوبار)

حسن اگر خواب ہے، یہ خواب کی تعبیر
فکر و نظر کا وطن ہے خطۂ کشمیر!

حُسن اگر (مُفْتَعِلُن) خاب ہے یے (فاعلاتُ) خاب کِ تع (مفتعلُن) بیر (فاع)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

10۔ منسرح مسدّس مطوی مقطوع: مُفْتَعِلُن فاعلاتُ مفعولن (دوبار)

یوں بھی تسکین اوسط کے تحت مُفتَعِلُن میں تین متوالی حرکات ہیں۔ وسطی صوت ع کو ساکن کرنے سے مُفتَعْلُن ہوجاتا ہے جو مفعولن کا وزن ہے۔ مقطوع صرف عروض/ضرب میں آتا ہے۔ لیکن مطوی مسکّن ہر مقام پر جائز ہے۔ فارسی شعرا نے اس اجازت کا زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔ منسرح مسدّس مطوی مقطوع کی مثالیں:

حالِ دلِ زار کیا سنائیں ہم
قصہ غم مختصر نہیں ہوتا
کان کسی نے بھرے نہ ہوں اس کے
اس پہ ذرا بھی اثر نہیں ہوتا

حالِ دلے (مفتعلُن) زار کیا سُ (فاعلاتُ) نائیں ہم (مفعولن)
قصہ غم (مفتعلُن) مختصرنَ (فاعلاتُ) ہیں ہوتا (مفعولن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

11۔ منسرح مثمن مطوی سالم مطوی مکسوف: مفتعلُن مفعولاتُ مفتعلُن مفعولن (دوبار)

رنگ کہیں ہلکے بھی ہوں، نقش ابھر آتے ہیں
گہرے سبھی کیوں ہیں رنگ آپ کی تصویروں میں

رنگ کہیں (مفتعلُن) ہلکے بھی ہُ (مفعولاتُ) نقش اُبھر (مفتعلُن) آتے ہیں (مفعولن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

اس مرکّب بحر میں اور آہنگ بھی ہیں، لیکن ان کا استخراج رجز اور ہزج کے مزاحف سے ہوسکتا ہے، اس لیے انھیں چھوڑا جارہا ہے۔

14۔ مقتضب

مفعولاتُ مستفعِلُن کی تکراری آہنگ

بحرِ مقتضب، عکس ہے بحرِ منسرح کا۔ بنیادی ارکان وہی ہیں، لیکن ان کے مقام بدل جاتے ہیں۔

۱۔ مقتضب مثمن سالم: مفعولاتُ مستفعِلُن مفعولاتُ مستفعلن (دوبار)

گل اندام، گل چہرہ، گل پیراہن ابھی آئے گا
تو موجِ بہاری پشیماں ہوگی اسے دیکھ کر
اُس کے گیسوؤں کی مہک سے نا آشنا ہے ابھی
اے بادِ صبا تو پریشاں ہوگی اسے دیکھ کر

گل اندام (مفعولاتُ) گل چہرہ گل (مستفعلن) پیراہن آ (مفعولاتُ) بھی آئے گا (مستفعلن)

تو موجے بَ (مفعولاتُ) ہاری پشی (مستفعلُن) ماں ہوگی اُ (مفعولاتُ) سے دیکھ کر (مستفعلن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

2۔ مقتضب مثمن سالم مطوی: مفعولاتُ مفتعِلُن مفعولاتُ مفتعلُن (دوبار)

یہ افتاد بادہ کشو! اک قطرہ شراب نہیں!

حسنِ انتظام ترا! اے ساقی جواب نہیں
یہ افتاد (مفعولاتُ) بادَکشو (مفتعِلُن) اک قطرہ ٹ (مفعولاتُ) راب نہیں(مفتعلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

3۔ مقتضب مربّع سالم مطوی: مفعولاتُ مفتعِلُن (دوبار)

دن جوں توں گزر ہی گیا لیکن رات دور نہیں
ایسی زندگی ہے اگر جینا کچھ ضرور نہیں

دن جوں توں گُ (مفعولاتُ) ز رہِ گیا (مفتعلُن) ٥ لیکن رات (مفعولاتُ) دور نہیں(مفتعلن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔
اسی طرح مقتضب سالم کو بھی مربع فریم میں رکھ سکتے ہیں۔

4۔ مقتضب مربّع سالم مرفّل: مفعولاتُ مستفعِلاتن (دوبار)

مل جائیں مگر بات نہ ہو رستے میں ملاقات نہ ہو

مل جائیں مَ (مفعولاتُ) گر بات نا ہو(مستفعِلاتن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

آہنگ پسند ہوتو اسے مربّع مضاعف بھی کرسکتے ہیں۔

5۔ مقتضب مثمّن مطوی: فاعلاتُ مفتعِلُن فاعلاتُ مفتعِلُن (دوبار)

زندگی ہے، خواب نہیں سب حقیقتیں ہیں اہم
غم اہم ہیں ان کو سمجھ تیری حسرتیں ہیں اہم

زندگی ہَ (فاعلاتُ) خاب نہیں (مفتعِلُن) سب حقیقَ (فاعلاتُ) تیں ہَ اہم (مفتعلُن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

6۔ مقتضب مثمن مطوی، مجدوع مقطوع الآخر: فاعلاتُ مفتعِلُن فاعلاتُ فع (دوبار)

روٹھ کر جو آپ سے میں کل رات آگیا
سوچنے کے بعد بہت بے قرار ہوں
چاہیے نہیں تھا شکایت ہو آپ سے
شیوہ میرا ٹھیک نہ تھا، شرمسار ہوں

روٹھ کر جُ (فاعلاتُ) آپ سِ میں (مفتعِلُن) رات آگ (فاعلاتُ) یا (فع)

سوچ نے کِ (فاعلاتُ) بعد بہت (مفتعِلُن) بے قرار (فاعلاتُ) ہوں (فع)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کریں۔

مستزاد کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، اور آپ بھی اس میں اضافہ کرسکتے ہیں۔ مستزاد کا فارم یہ ہوتا ہے کہ مصرع کے پہلے اور آخری رکن کو مصرع کے بعد ایزاد کیا جاتا ہے۔ کبھی یہ ایزاد اکہرا ہوتا ہے اور کبھی دہرا بھی۔ لیکن معنوی سطح پر مستزاد کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس میں غزل کا شعر اپنی جگہ پر مکمل ہوتا ہے۔ ایزاد سے مصرع کی سجاوٹ ہوتی ہے۔ کبھی کبھی معنی میں اضافہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں بھی۔ ایسے کو مستزادِ عارض کہتے ہیں۔ جو آرائشی زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ مستزاد، جس میں ایزاد معنوی اعتبار سے، ناقابلِ تنسیخ طور سے جڑا ہوتا ہے، مستزاد الزم کہلاتا ہے۔ مستزادِ الزم کے لیے مقتضب میں ایک ترتیبِ ارکان تجویز کی جاتی ہے۔

7۔ مقتضب مربع مطوی سالم مرفّل فاعلاتُ مستفعلاتن (دوبار)
مستزاد کے لیے مربّع مطوی مجدوع مقطوع: فاعلاتُ فع (دوبار)

مرفّل مستفعلاتن دراصل مستفعلن فع ہے، اس لیے اس کا آخری سبب خفیف مستزاد میں رکھا گیا:

ناز، غمزہ، انداز، شوخی ہیں ترے لیے
کوی اور ایسا کرے تو مسخرا لگے!

نازغمزَ (فاعلاتُ) اندازشوخی (مستفعلاتن) ☐ ہیں ترے لِ (فاعلاتُ) یۓ (فع)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

8۔ مقتضب مثمن مطوی، مطوی مسکّن، مطوی، مقطوع یا مطوی مسکّن:
فاعلاتُ مفعولن فاعلاتُ مفعولن (دوبار)

صاحب بحرالفصاحت نے ص 240 پر اور صاحب آئینہ بلاغت نے ص 138 پر اس آہنگ کو مقتضب مثمن مطوی مقطوع بتایا ہے۔ مقطوع مزاحف صرف آخری رکن کے لیے خاص ہے، اس لیے ان دونوں بزرگوں سے شدید غلطی ہوئی ہے اور اس کی نشاندہی کرنا میرا ناگوار فرض ہے۔ مثمن بحر کا نام وہ ہوگا جو اوپر میں نے لکھا ہے۔ ورنہ مربع مطوی مقطوع مضاعف ہوسکتا ہے۔ مقطوع دوسرا حشو نہیں ہوسکتا اور پھر جب مُفتَعِلُن (مُستَفعِلُن کا مطوی) تسکینِ اوسط سے مفعولن کا ہم وزن ہوکر مفعولن سے بدلا جاتا ہے۔

اس آہنگ کو اس مرکّب بحر میں دکھانے کی چنداں ضرورت نہیں، کیونکہ مفرد بحروں میں جو آہنگ ہوں ان کا استخراج مرکّب بحروں میں کرنا انسب نہیں۔

رمل میں بھی انھیں ارکان کے ساتھ یہ آہنگ ہے اور اس کی نشاندہی کی جاچکی ہے۔ رمل میں فاعلاتُ مکفوف ہے اور مفعولن مشعث۔ فاعلاتُ کے بعد مخبون معاقبہ کی وجہ سے نہیں آسکتا کیونکہ رمل میں تن اور فا کے ساکن ایک ساتھ نہیں گرائے جاسکتے۔

لیکن پہلی ترجیح اس آہنگ کو ہزج میں ملے گی، کیونکہ وہاں یہ آہنگ ہے:

فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن (مربّع مضاعف)

اس میں صرف دو اشتر رکن فاعلن ہیں، اور باقی دو سالم ارکان ہیں۔

اگر دوسرا رکن ہزج میں مفاعیلان یا رمل میں مفعولان لانا ہو تو یہ مسبغ ہوں گے اور اس صورت میں کینڈا مثمن کے بجائے مربّع مضاعف رکھنا پڑے گا۔

عروض کی کتابوں میں چونکہ یہ آہنگ مقتضب کے تحت بھی دکھایا گیا ہے۔ اس لیے مثال درج ہے، لیکن یہ مربّع مضاعف کی ہے کیونکہ درمیانِ مصرع میں مفعولان آیا ہے:

رات ہے ثبوت اس کا، آفتاب زندہ ہے
ظلم کا جو ہو احساس، انقلاب زندہ ہے

ظلم کا جُ (فاعلاتُ) ہو احساس (مفعولان) انقلاب (فاعلاتُ) زندہ ہے (مفعولن)

احساس کے بعد انقلاب ہے۔ اگر مصرع میں دو موازین نہ ہوتے تو انقلاب کا پہلا حرف/ پہلی صوت میں س جذب ہو جاتا۔ لیکن یہاں ہمزۃ الوصل سے بحر شکستہ، دو موازین والی نہ رہے گی۔

پہلے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

9۔ مقتضب مسدّس سالم: مفعولاتُ مستفعلُن مستفعِلُن (دو بار)

10۔ مقتضب مسدّس سالم مسبغ الآخر: مفعولاتُ مستفعلن مستفعلان (دو بار)

ہر تحسین سے ہر مذمّت سے گزر
اس بیکار شکر و شکایت سے گزر
خود اپنے عمل پر اگر ہے اعتماد
نہ تو اجر، نہ اس کی لِذّت سے گزر

خُد اپنے عَ (مفعولاتُ) مل پر اگر (مستَفعِلُن) ہے اعتماد (مستفعلان)

ناتواجر (مفعولاتُ) نا اس کِ لذ (مُستَفعِلُن) زت سے گزر (مستفعِلُن)

12-11: مقتضب مسدّس مطوی مطوی مسبغ: فاعلاتُ مفتعِلُن مفتعلان (دوبار

اتہامِ عشق پہ معتوب ہوں میں
ٹھیک! عشق آپ کا الزام ہے کیا؟
عشق تجربے کے لیے کیجیے آپ
مشغلہ سہی یہ کوئی کام ہے کیا
آہ، گریہ، نالہ، نہیں کچھ! یہ سکوت
اب مریضِ ہجر کو آرام ہے کیا؟

آہ گریے (فاعلاتُ) نالَ نہیں (مفتعلُن) کچھ یے سکوت (مفتعلان)
اب مریضِ (فاعلاتُ) ہجر کُ آ (مفتعلُن) رام ہَ کیا (مفتعلُن)
پہلے دو شعروں کی تقطیع آپ کریں گے تو کھلے گا کہ پہلے کا عروض مطوی اور دوسرے کا مطوی مسبغ ہے۔

13۔ مقتضب مسدّس مطوی، مطوی مرفّل: فاعلاتُ مُفتَعِلُن مفتعلاتن (دوبار)

میکدے کی ایک بھی دیوار پہ چسپاں
کوئی شہریار کی تصویر نہیں تھی
روز خواب واعظِ ناداں نے دکھائے
دل پذیر ایک بھی تقریر نہیں تھی
کیوں کلام تیرا سنا اے متشاعر
خواب بے شمار تھے، تعبیر نہیں تھی
دست و پا تو جکڑے تھے دیوانے کے لیکن
رند تھا، دماغ پہ زنجیر نہیں تھی

ذرا نامانوس آہنگ ہے، لیکن اس کے اپنائے جانے کے امکانات ہیں۔

میکدے کِ (فاعلاتُ) ایک بھِ دی (مفتعلن) وارپَ چسپاں (مفتعلاتن)
کوی شہر (فاعلاتُ) یارکِ تص (مفتعلُن) ویرنہیں تھی (مفتعلاتن)
نامانوس، لیکن دلکش آہنگ ہے، اس لیے تقطیع کی مشق کے لیے کئی شعر درج کیے گئے ہیں۔

15-14: مقتضب مسدّس سالم مرفوع مجنوں مذال/مجنون: مفعولاتُ فاعلن مفاعلان/مفاعلن (دوبار)

زرداروں کا اقتدار، ناگوار
ظلمت بار کا وقار، ناگوار
مزدوروں کسانوں کا ہے قتلِ عام
انسانوں کا یہ شکار ناگوار
محنت کش گھرے ہوئے ہیں جبر میں
ان کے گرد یہ حصار ناگوار
کوئی شُدر کیوں ہے اِس نظام میں
انساں ہو ذلیل و خوار، ناگوار
طبقوں میں بٹا سماج، ناپسند
یہ تقسیم ناگوار، ناگوار!
کیا تم انقلاب روک سکتے ہو؟
یہ مکروہ اختیار، ناگوار!

کیا تم انق (مفعولاتُ) لاب رو (فاعلن) ک سکتِ ہو (مفاعلن)
یہ مکروہ (مفعولاتُ) اختیا (فاعلن) رناگوار (مفاعلان)
باقی شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

16۔ مقتضب مسدّس مخبون مطوی مرفّل: مفاعیلُ مفتعِلُن مفتعلاتن (دوبار)

کہیں زلفِ یار سے الجھی تو نہیں تھی
پریشان آج نسیم سحری ہے
نہیں، اپنے حال کی بھی کوئی خبر اب
تصور ترا ہے، عجب بے خبری ہے

کہیں زلفِ (مفاعیلُ) یارس اُل (مفتعلُن) جھی تُ نہیں تھی (مفتعلاتن)
پریشان (مفاعیلُ) آج نسی (مفتعلن) مے سحری ہے (مفتعلاتن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

15۔مضارع

اس مرکّب بحر کے بنیادی افاعیل ہیں مفاعیلن فاع لاتن، لیکن کچھ باتیں جو نوٹ کرنے کی ہیں، صاحب بحرالفصاحت نے ص 242 پر لکھی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ مثمن کے ارکان ہیں مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (دوبار)

2۔ مسدس کے ارکان ہیں مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن

3۔ مفاعیلن میں وتد مجموع کے بعد جو سبب خفیف عی ہے اُس کے ساکن (ی) اور اس کے بعد کے سبب خفیف لُن کے ساکن میں مراقبہ ہے۔ یعنی دونوں میں سے صرف ایک رہ سکتا ہے اور یہ بھی کہ ایک وقت میں دونوں ساقط بھی نہیں کیے جاسکتے ہیں۔

4۔ مراقبہ کی وجہ سے سالم بحر استعمال نہیں ہوتی۔ فاع لاتن سالم تو لایا جاسکتا ہے، لیکن مفاعیلُن نہیں اور اس کے بھی وہ مزاحف جن میں یا تو عی کی ی ساقط کی گئی ہو، یا لن کا ن۔ ان کی نفی آگے جاکر نہ صرف صاحب بحرالفصاحت سے ہوئی ہے بلکہ دوسرے ماخذوں سے بھی ان کی تردید ہوتی ہے۔ ان پر بعد میں گفتگو ہوگی۔

1۔ مضارع مثمن اخرب: مفعولُ فاع لاتن، مفعولُ فاع لاتن (دوبار)

توہین کر رہے ہیں ساقی گری کے فن کی

جو بے پیئے ہی ساقی مدہوش ہو رہے ہیں

تو ہین (مفعولُ) کر رہے ہیں (فاعِ لاتن) ساقی گ (مفعولُ) ری کِ فن کی (فاعِ لاتن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں منفصل اور متصل فاع لاتن / فاعلاتن متحد التلفظ ہیں اور ہم وزن۔

2۔ مضارع مثمن اخرب، مسبغ الآخر: مفعولُ فاعِ لاتن مفعولُ فاع لیان۔

ساقی اگر نہ چاہے، بہکیں کبھی نہ میخوار
ہم خوب جانتے ہیں، بادہ کشی کے آداب

ساقی اَ (مفعولُ) گر نَ چاہے (فاع لاتن) بہکیں کَ (مفعولُ) بھی نَ مے خار (فاعلیان)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

ان دونوں آہنگوں میں عروض / ضرب میں سالم فاع لاتن اور مسبغ فاع لیان کا خلط جائز ہے۔ ضرب تو ردیف کی وجہ سے قائم رہتی ہے۔ عروض ہی میں رکنِ متبادل آسکتا ہے۔

3-4۔ مضارع مثمن اخرب، سالم، اخرب محذوف / مقصور: مفعولُ فاع لاتن مفعولُ فاع لن / فاع لان (دوبار)

شروع میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس بحر میں فاع لاتن منفصل ہے۔ یعنی مزاحف فاع لاتن (وتد مفروق اور دو اسبابِ خفیف) کے ہوں گے۔ اب اس رکنِ سالم یا اس کے مزاحف کو منفصل املا سے لکھنا کچھ ضروری نہیں۔ ہاں، اگر منفصل لکھنا چاہیں تو یہ آپ کی مرضی۔ محقق طوسی نے ''معیارالاشعار'' میں یہ نکتہ واضح کردیا ہے کہ کچھ لوگ منفصل املا سے لکھتے ہیں۔ لیکن سارے مزاحف کو فاع لاتن اور باقی دونوں وتد مفروق والی تالیفوں میں لکھنا ممکن نہیں۔

آیئے اب اس آہنگ کو سمجھ لیں جس میں محذوف اور مقصور کا خلط عروض /

ضرب میں جائز ہے:

کیا سادہ لوح ہم ہیں پرسش کے منتظر
پیغام بھیجتے ہیں اُس بے خبر کے نام

کیا سادَ (مفعولُ) لوح ہم ہیں (فاع لاتن) پرسش کِ (مفعولُ) منتظر (فاع لن)

پیغام (مفعولُ) بھیجتے ہیں (فاع لاتن) اُس بے خَ (مفعولُ) برکِ نام (فاع لان)

اب اس شعر کی تقطیع آپ کیجیے:

زخمی نہیں ہوا ہے کوئی بھی اور شخص
لکھے ہیں پتھروں پر اہلِ نظر کے نام

5۔ مضارع مثمن اخرب مکفوف اخرب سالم: مفعولُ فاع لاتُ مفعولُ فاع لاتن (دوبار)

وعدے سے ہے گریز ان کو اگر تو کیا ہے
اب اُن کا انتظار ہم کو نہیں رہا ہے

وعدے سِ (مفعولُ) ہے گریز (فاع لاتُ) اُن کو اَ (مفعولُ) گرتُ کیا ہے (فاع لاتن)

گریز کی ز اور انتظار کی ر کا متحرک ہونا اعتباری ہے۔ اور مزاحف بحروں میں ایسے مقامات آگے بھی آئیں گے۔

6۔ مضارع مثمن اخرب مکفوف سالم: مفعولُ فاع لاتُ مفاعیلُ فاع لاتن (دوبار)

مزدور خالی پیٹ ہیں دہقان فاقہ کش ہیں
کہتے ہیں خواہ مخواہ زمانہ بدل گیا ہے

مزدور (مفعولُ) خالی پیٹ (فاع لاتُ) ہ دہقان (مفاعیلُ) فاق کش ہیں (فاع لاتن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

7 - 8: مضارع مثمن اخرب مقبوض رمقبوض مسبّغ: مفعولُ مفتعلن مفعولُ مفتعلن رمفتعلان

فریاد! دیدہ و دل، فریاد کس سے کریں
بے مہر، تنگ نظر، سب انقلاب فروش
یہ ہیں گماشتے، کرتے ہیں حساب کتاب
یہ خواب ساز نہیں ہیں صرف خواب فروش
یہ سبزہ زار جسے کہتے ہیں، ریگ ہے وہ
ہشیار رہنا کہ ہیں یہ سب سراب فروش

فریاد (مفعولُ) دیدَ و دل (مفتعِلُن) فریاد (مفعولُ) کس سِ کریں (مفتعلُن)

بے مہر (مفعولُ) تنگ نظر (مفتعلن) سب اِنقِ (مفعولُ) لاب فروش (مفتعلان)

باقی شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

فاع لاتن (مُنفَصِل) کے زحافات میں مقبوض مُفتَعِلُن بحرالفصاحت اور آئینہ بلاغت میں درج نہیں ہے اور بحورِ مرکبّہ میں اسے استعمال بھی نہیں کیا گیا ہے۔

10-9: مضارع مثمن اخرب مکفوف اخرب مقصور رمحذوف: مفعولُ فاع لاتُ مفعولُ فاع لان رفاعلن

تصویر آئینہ نہیں رنگوں کا ہے کھیل
آئینہ جھوٹ بول سکتا نہیں کبھی

تصویر (مفعولُ) آئینہ نَ (فاع لاتُ) ہیں رنگ (مفعولُ) کا ہ کھیل (فاع لان)

دوسرا مصرع محذوف الآخر ہے اس کی تقطیع آپ کیجیے۔

اور اب مضارع کا سب سے زیادہ مقبول آہنگ:

12-11: مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور: مفعولُ فاع لاتُ مفاعیلُ فاع لن/فاع لان

ہم سمجھے خودسری کی یہ قیمت ہمیں ملی
سر کاٹ کر جو ہات میں ہم کو دیا گیا
چہرے بدل بدل کے وہ آئی سبھی کے پاس
کیا کیا فریب رات میں ہم کو دیا گیا
بکھری پڑی ہیں صدیوں پہ صدیاں ہزار سمت
اک لمحہ کائنات میں ہم کو دیا گیا
دریافت اس سے کاش مداوائے درد ہو
نشتر جو تجربات میں ہم کو دیا گیا

ضربیں سب محذوف ہیں، فاع لن کے وزن پر۔ دو عروض محذوف/اور دو مقصور، یعنی فاع لان وزن پر ہیں۔

چہرے ب (مفعولُ) دل بدل کِ (فاع لاتُ) وُ آئی س (مفاعیلُ) بھی کِ پاس (فاع لان)

اک لمح (مفعولُ) کائنات (فاع لاتُ) مِ ہم کو دِ (مفاعیلُ) یا گیا (فاع لن)

باقی اشعار کی تقطیع آپ کیجیے۔

(الف۔11): مضارع مسدس اخرب مکفوف سالم: مفعولُ مفاعیلُ فاع لاتن

جاسوس ہیں شاید یہ دشمنوں کے
عیّار ہیں، ان سے گریز کیجیے
منزل بھی ہماری قریب ہوگی
رفتار ذرا اور تیز کیجیے

جاسوس (مفعولُ) ہَ شاید یے (مفاعیلُ) دشمنوں کے (فاع لاتن)
عیّار (مفعولُ) ہَ ان سے گَ (مفاعیلُ) ریز کیجیے (فاع لاتن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

مزاحف بحر کا یہ نام صاحب بحرالفصاحت نے ص 247 پر اور صاحب آئینہ بلاغت نے ص 139 پر درج کیا ہے۔ یہ مزاحف ان سالم ارکان سے، اسی ترتیب سے حاصل ہوتے ہیں۔

مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن

حکیم نجم الغنی اور مرزا محمد عسکری دونوں ثقہ عالم تھے۔ انھوں نے خود مضارع کا یہ وزن مقرر نہیں کیا ہوگا۔ انھوں نے اپنے ماخذوں کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

آپ چونکہ باقاعدہ عروض کا علم منظم اور مرتّب ریاضی جیسے علم کی طرح سیکھ رہے ہیں اس لیے یہ میرا فرض ہوجاتا ہے کہ آپ کو فکِ بحور کے دائروں کی طرف دھیان دلاؤں۔

مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن (دوبار)

سالم ارکان میں بحرِ قریب کے جو دائرہ مشتبہ کی تیسری بحر ہے، اور اسی دائرے میں چھٹی بحر مضارع ہے۔

صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت سے افسوسناک تسامح ہوا ہے۔ ان دونوں عالموں نے شاید پرکھے بغیر کسی ماخذ سے جو شاید بہت معتبر نہ تھا، یہ وزن نقل کردیا۔

اندرونی شہادتوں سے واضح ہے کہ مرزا محمد عسکری نے ''آئینہ بلاغت'' لکھتے وقت جن کتابوں کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا، ان میں ''بحرالفصاحت'' پر سب سے زیادہ بھروسہ کیا۔ صرف ایک ثبوت پیش کرنا کافی ہوگا۔

''بحرالفصاحت'' میں زحافاتِ فعولن کے تحت ص 158 پر حذف مصنف سے یا کاتب سے چھوٹ گیا۔ زحافاتِ فعولن کے تحت ''آئینہ بلاغت'' میں بھی ص 125 پر حذف موجود نہیں ہے۔

اسی طرح صاحب بحرالفصاحت نے ص 249 پر اور صاحب آئینہ بلاغت نے ص 139 پر مضارع مسدس اخرب مکفوف مقصور: مفعولُ مفاعیلُ فاع لان (دوبار) اور ان کے بعد آئینہ بلاغت میں اگلے صفحے پر اور بحرالفصاحت میں اسی صفحے پر مضارع مسدس اخرب مکفوف محذوف مفعولُ مفاعیلُ فعلن (دوبار) کے مزاحف کا استخراج مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن سے کیا ہے۔ یہ دونوں اوزان بحر قریب کے تحت آئیں گے۔ اس بات کی نشاندہی میرے لیے ایک نہایت ناخوشگوار فرض ہے تاکہ یہ کتابیں آپ پڑھیں تو دھوکا نہ کھائیں۔

مفاعیلن میں اسبابِ خفیف کے ساکنوں میں جس مراقبہ کا ذکر صاحب بحرالفصاحت نے کیا ہے، شروع میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاچکا ہے۔ صاحب بحرالفصاحت نے اس موقف کے خلاف ص 247 پر مضارع مسدس اخرب مکفوف سالم ''بطورِ دیگر'' کا یہ وزن لکھا ہے:

مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلن (دوبار)

اور صاحب آئینہ بلاغت نے ص 138 پر مضارع مثمن سالم کے یہ ارکان درج کیے ہیں:

مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (دوبار)

اور مثال میں فارسی کا ایک شعر بھی درج کیا ہے۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ مراقبہ نہیں ہے، آیئے سالم ارکان کے ساتھ آہنگ سمجھ لیں:

(ب11): مضارع مثمن سالم: مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (دوبار)

اگر سرمستی نہ ظاہر کریں تو بھی شکوہ اس کو
مزاجِ ساقیِ میخانہ برہم ہے کیا کریں ہم؟

اگر سرمس (مفاعیلن) تی نَ ظاہر (فاع لاتن) کریں تو بھی (مفاعیلُن) شکوَ اس کو (فاع لاتن

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

12۔مضارع مسدّس سالم: مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن (دوبار)

اجازت حاصل نہ کیجیے ضرورت کیا
یہ محرومی کا طریقہ بدل ڈالیں

اجازت حا (مفاعیلن) صل نہ کیجیے (فاع لاتن) ضرورت کیا (مفاعیلن)

مصرع ثانی کی تقطیع آپ کیجیے۔

13-14: مضارع مثمن مقبوض سالم مقبوض مسلوخ/مطموس: مفاعلن فاع لاتن مفاعلن فاع/فع

نگاہ میری مظاہر کے پار بھی جائے
یہ آرزو ہے کہ سمجھوں نظامِ عالم

عروض مسلوخ (فاع) اور ضرب مطموس (فع) ہے۔

نگاہ مے (مفاعلن) ری مظاہر (فاع لاتن) کِ پار بھی (مفاعلن) جائے (فاع)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کریں۔

15۔ مضارع مسدّس مقبوض مکفوف مقبوض: مفاعلن فاع لاتُ مفاعلن

مری وفا کا لحاظ نہیں تجھے
ہوا یہ احساس تیرے سلوک سے

مری وفا (مفاعلن) کالحاظ (فاع لاتُ) نہیں تجھے (مفاعلن)
دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

16-17: مضارع مثمّن مقبوض مکفوف مقبوض مطموس/مسلوخ: مفاعلن فاع لاتُ مفاعلن فع/فاع

شراب خانے میں اتنے بلند دعوے؟
جو پی رہا ہے تو سیکھ تمیزِ گفتار!

شراب خا (مفاعلن) نے مِ اتنِ (فاع لاتُ) بلند دع (مفاعلن) وے (فع)
دوسرے مصرع کا آخری رکن مسلوخ فاع ہے۔ تقطیع کیجیے تو تصدیق ہوجائے گی۔

18-19: مضارع مثمّن مکفوف مقبوض/مقبوض مسبغ: مفاعیلُ مفتعِلُن مفاعیلُ مفتعِلُن/مفتعلان

تجھے یہ خیال نہ آیا میں بے قرار ہوں گا
مری جان! تا بہ سحر ترا انتظار کیا
تجھے میں نے اپنی ہی زندگی سمجھا، مان نہ مان
تجھے پہلے، بعد میں خود کو میں نے شمار کیا

تجھے میں نِ (مفاعیلُ) اپنِ ہِ زن (مُفتَعِلُن) دگی سمجھ (مفاعیلُ) مان نَ مان (مفتعلان)

تجھے پہلِ (مفاعیلُ) بعدم خُد (مفتَعِلُن) کَ میں نے شُ (مفاعیلُ) مار کیا (مفتعلن)

پہلے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

مربّع اور مسدّس اور کچھ مثمن آہنگ اور بھی ممکن ہیں، اور یہ آپ بھی وضع کر سکتے ہیں، لیکن اس بات کا لحاظ رکھنا ہوگا کہ جو مزاحف سالم بحروں کے آہنگ میں آئیں انھیں مرکّب بحر میں رکھنا مناسب نہیں۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ تسکین اور تخنیق سے تین متوالی حرکات میں سے وسطی حرکت والی صوت کو ساکن کیا جاسکتا ہے۔ اس کی اجازت نہ صرف ان آہنگوں میں سے کئی میں، بلکہ نئے آہنگ مسکّن مزاحف (مفتعِلُن) کی جگہ مفعولن رکھ کر بنائے جاسکتے ہیں۔

عروض کی کتابوں میں مضارع میں اتنے آہنگ نہیں ہیں، کچھ پسندیدہ کچھ گوارا اور کچھ نامطبوع آہنگ آپ کو لگیں گے۔ جو نامطبوع لگیں، انھیں نظر انداز کردیں۔

ایک بات کا خاص لحاظ رکھیں، تسکین/تخنیق کے بعد آہنگ کسی اور بحر کا نہ ہوجائے۔ تسکین کے لیے یہ شرط جو خواجہ نصیرالدین محقق طوسی نے لگائی ہے کہ تسکین سے بحر نہ بدلے، تو نظامِ عروض میں اس کی بنیادی اہمیت ہے۔

16۔ مجتث

جیسا کہ دائروں میں آپ نے نوٹ کیا ہوگا، مسدّس کینڈے میں مُجتَث کے ارکان ہیں: مس تفعِ لن فاعلاتن فاعلاتن (دوبار)، لیکن مثمن میں ترتیب ہے مس تفعِ لن فاعلاتن مس تفعِ لن فاعلاتن (دوبار) مس تفعِ لن کی وہ تالیف ہے جس میں دو اسباب خفیف کے درمیان وتد مفروق ہے۔ اس لیے زحافات کا خیال رکھیے گا، چاہے سالم رکن کا املا متصل لکھیں یا منفصل اصول سہ گانہ کے حساب سے۔ چند اہم باتیں جو یاد رکھنے کی ہیں، یہ ہیں:

(1) دونوں اسبابِ خفیف کے ساکنوں میں معاقبہ ہے۔ یعنی دونوں کا ایک ساتھ خبن اور کف سے ساقط کرنا اس بحر میں روا نہیں ہے۔ یعنی ان دونوں سے مرکب زحاف شکل اس میں نہیں لگتا، یعنی مفاعلُ مزاحف اس میں نہیں آتا۔

(2) اردو میں مجتث کے جتنے آہنگ رائج ہیں، وہ سب مثمن ہیں اور سب میں پہلا اور تیسرا رکن مخبون مفاعلن ہے۔

(3) حقیقت یہ ہے کہ دوسرا رکن بھی فاعلاتن کا مخبون فعلاتن ہی رائج آہنگوں میں ہے۔ چوتھا رکن، یعنی عروض رضرب میں فعِلاتن بہت ہی کم شاعروں نے استعمال کیا ہے۔ اس کی جگہ مخبون مقصور محذوف، یعنی فعِلان اور فعِلُن (بہ حرکتِ عین) یا ان کو مسکّن کر کے فعْلان یا فعْلن (بہ تسکینِ عین) کے وزن پر عروض و ضرب رکھے ہیں اور چونکہ ان سب کا خلط جائز ہے، اس لیے اسے ایک ہی آہنگ

تصور کرنا چاہیے جو حقیقتاً وہ ہے۔
پہلے ہم مستعمل آہنگوں کو لیتے ہیں:

۱۔ مجتث مثمن مخبون: مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلاتن (دوبار)
دونوں فعِلاتن تسکین اوسط سے مفعولن کیے جا سکتے ہیں، عروض وضرب میں تو آہنگ پر اس سے فرق نہیں پڑتا، لیکن حشو میں ایسا کرنے سے سکتے کا احساس ہوتا ہے۔ ایسا چونکہ ضرورتِ شعری کے تحت ہی کیا جاتا ہے، اس لیے رمل کے تحت اس سے جو بحث کی گئی ہے، وہ کافی ہے، پھر بھی مجتث میں بھی اس کی مثالیں دیکھ لیں:

شراب خانہ ترا ایسا انتخاب نہیں ہے
خواص پیتے ہیں، سب کے لیے شراب نہیں ہے

تو اپنے منصبِ ساقی گری کی لاج بھی کچھ رکھ
عجب نظام ہے میخانہ کا، شراب نہیں ہے

شکار ظلم کا جو ہیں انھیں پہ ہے ہر شدّت
وہ جو ہیں ظالم ان پر کوئی عتاب نہیں ہے

یہ تیرا فرض ہے ساقی ملے سبھی کو برابر
ہے تیرا منصب ساقی کوئی خطاب نہیں ہے

شراب خانے کے در پر تلاشیاں کیوں ساقی
یہ اور کیا ہے اگر یہ بھی احتساب نہیں ہے

مطلع اور اس کے بعد کے شعر میں معمول کے ارکان ہیں۔ مشق کے لیے اور آہنگ سمجھنے کے لیے ان کی تقطیع آپ کیجیے۔ شعروں کی تعداد بھی اسی لیے کچھ زیادہ ہے کہ آپ آہنگ سے مانوس ہوسکیں۔ مشق کے لیے اس آہنگ میں غالب کا کلام ان کے متداول اور غیر متداول دیوان میں تلاش کیجیے۔

شکار ظل (مفاعلُن) م ک جو ہیں (فعِلاتن) انھیں پ ہے (مفاعلن) ہر شدّ ت (مفعولن)

وجوہ ظا (مفاعِلُن) لم اُن پر (مفعولن) کوئی عتا (مفاعلن) ب نہیں ہے (فَعِلاتن)

اس کے بعد کے شعر کے مصرعِ ثانی کی تقطیع کریں گے تو پائیں گے کہ حشو میں فعِلاتن تسکینِ اوسط سے مفعولن ہوا ہے۔

باقی شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

عروض وضرب مخبون مسبغ فعلیّان اور مشعث مسبغ مفعولان بھی ہو سکتے ہیں۔ ان کی مثال بھی دیکھ لیں:

فروغِ کیفیتِ بادہ سے ہوا یہ شاداب
نہ پڑھ یہ چہرہ مرا یہ کوئی کتاب نہیں ہے
سراب واہمہ، نظروں کے سامنے ہو موجود
دھڑک رہا ہے جو ادراک میں، سراب نہیں ہے

ان دونوں شعروں میں پہلا عروض فعلیّان ہے اور دوسرا مفعولان۔ اب آپ خود آسانی سے تقطیع کر سکتے ہیں۔

5-2: مجتث مثمن مخبون کے جو آہنگ اردو میں بہت مقبول ہیں، ان میں عروض وضرب سے پہلے صدر/ابتدا میں مفاعلن اور حشو میں فعِلاتن مفاعلن (اسی ترتیب سے ہیں)

مفاعلن فعِلاتن مفاعلن

اور عروض/ضرب یہ ہیں:

.... فعِلان (مقصور) بہ حرکتِ عین

.... فعْلان (مقصور مسکّن) بہ سکونِ عین

.... فعَلُن (محذوف) بہ حرکتِ عین

.... فعْلُن (محذوف مسکّن) بہ تسکینِ عین

اب آہنگوں کے نام ہوں گے۔

2۔مجتث مخبون مقصور

3۔مجتث مخبون مقصور مسکّن

4۔مجتث مخبون محذوف

5۔مجتث مخبون محذوف مسکّن

ارکان اس لیے نہیں لکھے گئے ہیں کہ یہ آپ بتائیں۔

ان چاروں آہنگوں کا خلط جائز ہے اور کثرت سے ایسا ہوتا ہے، اس لیے دو مطلع اور تین شعر لکھے جاتے ہیں:

ہماری ذات کا حصہ کہیں نہ تم بن جاو
قریب آو، مگر اس قدر قریب نہ آو
ہماری تشنہ لبی کا نہ تم مذاق اڑاو
ہماری تشنہ لبی سے چڑھا شراب کا بھاو
شبِ فراق میں کچھ تو ہو روشنی کا سبب
اگر چراغ نہیں ہے تو اپنا دل ہی جلاو
یہ سوچی سمجھی ملاقات راہ میں کب تک
کبھی تو آو مرے گھر کبھی مجھے بھی بلاو
حقیقتوں کا نیا روپ دیکھتا ہوں میں
میں خواب دیکھ رہا ہوں ابھی مجھے نہ جگاو

ہمارِ ذا (مفاعلن) ت کَ حصَہ (فعِلاتن) کہیں نَ تم (مفاعلن) بن جاو (فعْلان)

قریب آ (مفاعلن) و مگر اس (فعِلاتن) قدر قری (مفاعلن) ب نَ آو (فعِلان)

شبے فرا (مفاعلن) ق م کچھ تو (فعِلاتن) ۂ روشنی (مفاعلن) کے سبب (فعِلُن)

بے سوچ سم (مفاعلن) جھِ ملاقا (فعِلاتن) ت راہ میں (مفاعلن) کب تک (فعْلن)

مقصور مسکّن، مقصور، محذوف اور محذوف مسکّن کی مثالیں آپ نے ایک ہی غیر مردّف غزل میں دیکھیں۔ اب جو شعر اور مصرعے باقی رہ گئے ہیں ان کی تقطیع آپ کیجیے۔

اگر آپ شاعر ہیں، تو اس آہنگ کو ضرور استعمال کیا ہوگا۔ اپنے کچھ شعروں کی تقطیع کیجیے۔ اس آہنگ میں میر، سودا، غالب، مومن، ذوق اور دوسرے شاعروں کی غزلوں کی نشاندہی کیجیے۔

یہ بات تو تقطیع کے باب میں بتائی جائے گی۔ آو، جاو، آیں جایں آے، جاے میں و اور یے پر ہمزہ نہ لگائیے۔ ہمزہ سے ایک حرکت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ غالب کے نسخۂ عرشی اور نسخۂ مالک رام میں ایسی بے شمار غلطیاں ہیں۔ املا کی غلطیاں میں نے اپنے ایک مضمون میں تقطیع کر کے دکھائی تھیں۔ نسخۂ عرشی کے نئے ایڈیشن میں اور دیوانِ غالب کے غالب انسٹی ٹیوٹ والے ایڈیشن میں وہ غلطیاں درست کر دی گئی ہیں، جن کی نشاندہی میں نے اپنے مضمون ''رموزِ غالب''[5] (مطبوعہ جنوری 1972: علم و دانش سری نگر) میں کی تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ یہ درستی میرے حوالے کے بغیر کی گئی ہے۔ جن اغلاط کی نشاندہی میں نے دوسرے ابواب میں کی ہے، اور جو ابھی شائع نہیں ہوئے ہیں وہ اغلاط اب بھی ان دونوں نسخوں میں موجود

5۔ میرے دوست ڈاکٹر گیان چند جین کو یہ نام اتنا پسند آیا کہ انھوں نے غالب پر اپنے مضامین جمع کیے تو یہی نام رکھا۔ اور اس میں میری کتاب ''بیاض غالب تحقیقی جائزہ'' پر ایک طویل مضمون ہے۔ اگرچہ موصوف نے میرے موقف سے اختلاف کیا ہے، لیکن میں ان کا شکر گزار ہوں، کیوں کہ ان کے اعتراضات سے میرے موقف کی تائید زیادہ ہوتی ہے......کمال

ہیں۔ جب یہ کتاب آپ ختم کریں گے، تو اس قابل ہوں گے کہ انھیں درست کرسکیں گے۔[6]

مجتث مثمن سالم کا آہنگ استعمال نہیں کیا گیا کیوں؟ اس پر بعد میں غور کریں گے پہلے اس آہنگ کو دیکھ لیں:

6۔ مجتث مثمن سالم: مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن (دوبار)

کیوں میکدے میں گھٹن ہے ساقی یہ کیا ہورہا ہے
ہر ایک کو دوسرے پر شک مخبری کا یہ کیوں ہے
"جب سوجھتا ہی نہیں کوئی تم کو مضمون اچھا"
وہ کہتے ہیں کہ "جنوں تم کو شاعری کا یہ کیوں ہے"

کیوں میکدے (مس تفع لن) میں گھٹن ہے (فاعلاتن) ساقی یے کیا (مس تفع لن) ہورہا ہے (فاعلاتن)

ہر ایک کو (مس تفعِ لُن) دوسرے پر (فاعلاتن) شک مخبری (مس تفع لن) کا یے کیوں ہے (فاعلاتن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

شاید یہ آہنگ مجتث کے تحت اس لیے نہیں رکھا گیا کہ متقارب میں ارکان کی یہ ترتیب بھی یہی آہنگ پیدا کرتی ہے۔

فعْلن فعولن فعولن فعْلن فعولن فعولن

فعْلن (بہ تسکینِ عین) اثلم ہے۔ فعولن آپ جانتے ہی ہیں، متقارب کا سالم رکن ہے۔ متقارب میں بھی یہ آہنگ استعمال نہیں ہوا ہے۔ اثلم سالم، یعنی فعْلن فعولن کی تکرار کا آہنگ استعمال ہوا ہے۔ ایک فعْلن اور دو فعولن کی تکرار کا آہنگ نہ

6۔ غالب انسٹی ٹیوٹ نے پہلی ریسرچ فیلوشپ مجھ حقیر کو دی، اور آہنگ اور عروض کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن کی اشاعتوں کے درمیانی عرصے میں دیوان غالب کے متن میں جو اغلاط در آئی تھیں وہ دور کرنے کا کام کرنے کی سعادت مجھ حقیر کو ملی۔

متقارب میں استعمال ہوا اور مجتث مثمن سالم کا بھی وہی آہنگ ہے اور مجتث کے تحت بھی استعمال نہیں ہوا۔

آہنگ کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ ہوسکتا ہے آپ ہی اسے مقبول بنائیں۔

7۔ مجتث مثمن مکفوف مقصورالآخر: مُس تف عِلُ فاعِلاتُ مُس تف عِلُ فاعِلان (دوبار)

بجلی جو چمک اٹھے تو آنچل میں وہ مُنہ چھپایں
بادل کی گرج سنیں تو ڈر کے مرے پاس آیں
محفل میں نہ لیں سلام ان کی ہیں عجب ادایں
اک مشغلہ یہ بھی ہے مجھے دیکھ کے مسکرایں
آئینہ سے مطمئن نہیں، ہم پہ ہے اعتماد
یہ ضد بھی عجیب ہے کہ تصویر ہمیں بنایں

بجلی جُ چَ (مُستَفعِلُ) مک اُٹھے تُ (فاعلاتُ) آنچل میں وُ (مفعولُ) منہ چھپایں (فاعلان)

بادل کِ گَ (مستفعلُ) رج سنیں تُ (فاعلاتُ) ڈر کے مِ رِ (مستفعلُ) پاس آیں (فاعلان)

دو شعروں کی تقطیع آپ کریں۔

آہنگ نیا ہے، اس لیے عجیب لگتا ہے۔ ہزج کے ایک آہنگ سے قریب تر ہے۔ مستفعِلُ فاعلاتُ اور مستفعِلُ فاعلان میں تخنیق سے مستفعلُ لام کے ساکن ہونے سے مفعولن ہوجائے گا کہیں کہیں ایک رکن ایسا کر لینے میں کوئی ہرج نہیں، لیکن دونوں ارکان مفعولن نہیں کیے جاسکتے۔ کیونکہ مفعولن رمل میں مجنون مسکّن کا بھی ہم وزن ہے، اور مشعث تو خلیل کے زمانے سے مفعولن ہے اور اس کی وجہ سے بحر مجتث کے بجائے رمل ہوجائے گی۔

تخنیق سے کیا آہنگ ہوگا یہ بھی دیکھ لیں:

میں بھی چپ ہوں سمجھ کے، کرتے ہیں وہ چھیڑ چھاڑ
پہچانیں نہ مجھ کو، شعر میرے وہ گنگنائیں!

پہلے مصرع میں صدر مفعولن ہے اور دوسرے مصرع میں دوسرا حشو مفعولن ہے:
میں بھی چپ (مفعولن) ہوں سمجھ کِ (فاعلاتُ) کرتے ہ وُ (مستفعلُ) چھیڑ چھاڑ (فاعلان)
پہچانِ نَ (مستفعلُ) مجھ کُ شعر (فاعلاتُ) میرے وہ (مفعولن) گنگنائیں (فاعلان)

8۔ مجتث مسدّس مکفوف مخبون محذوف الآخر مسکّن مقصورالآخر (مسکن) مستفعلُ فاعلاتُ فعْلن/فعْلان (دوبار)
ظاہر ہے ان میں یہ مسکّن عروض وضرب بھی ہوں گے:

پہچان میں ہو رہی مشکل
تصویر کا رخ بدل گیا ہے

یہ آہنگ صرف اطلاع کے لیے لکھا گیا ہے۔عروض ضرب دونوں فعْلن (محذوف مسکّن) ہیں۔ مجتث میں اسے رکھنا درست نہ ہوگا، کیونکہ یہی وزن ہزج میں ہے، جو مفرد بحر ہے اور وہاں یہ اخرب مقبوض محذوف/مقصور مفعولُ مفاعلن فعولن/فعولان ہے تقطیع دونوں بحروں میں کیجیے۔
لیکن اگر مخبون محذوف کو مسکّن نہ کیا جائے تو ایک نیا آہنگ شاید ضرور نکھر کر سامنے آتا ہے۔ اور بھی فاعلاتُ فعِلُن میں تخنیق سے ف کو ساکن کرکے۔

9۔ مجتث مسدّس مکفوف مخبون محذوف: مستفعِلُ فاعلاتُ فعِلُن (دوبار)
تخنیق سے فائدہ اٹھا کر تُ فَ اور عِ کی وسطی صوت ف کو ساکن کرنے میں کوئی موانع نہیں ہیں۔ دوسرا رکن (یعنی حشو) فاعلاتن ہو جائے گا اور عروض/ضرب فَعَلْ سے بدلا جائے گا۔ روایتی عروض میں فعَلْ مزاحف نہیں ہے، لیکن میں نے

نظامِ زحافات کی ناہمواریاں دور کرنے کے لیے جو نیا زحاف رمل میں تجویز کیا ہے، اس کی وجہ سے یہ مزاحف بھی حاصل ہوتا ہے۔ (مخبون مقلوع) یہاں ہم نے روایتی نظام کے تحت یہ ارکان تخنیق سے حاصل کیے ہیں۔ مستفعلن فاعلاتن فعلن آہنگ یہ ہے:

ہاں! ٹھیک تو دل کی حالت نہ تھی
زحمت کی مگر ضرورت نہ تھی
کیوں پہلے نہیں کہا حرفِ حق؟
اقبال ہے! ہم میں جرأت نہ تھی
احباب معاف کردیں مجھے
مجبور تھا استطاعت نہ تھی
ان سب نے وطن فروشی کی ہے
دولت تھی مگر حمیت نہ تھی

جو پیس دے دوسروں کی انا
ہم ایسی انا کے قائل نہیں
دیکھیے اک نظر جام میں
انساں کا لہو تو شامل نہیں
مجبور نہیں ہے، مختار ہے
اس پر بھی تو صاحب دل نہیں
یہ قتل قلم سے کرتا رہا
قاتل ہے یہ شخص بسمل نہیں

ہاں ٹھیک تُ (مستفعلن) دل کِ حالت (فاعلاتن) نَ تھی (فعلن)
زحمت کِ مَ (مستفعلن) گرضرورت (فاعلاتن) نَ تھی (فعلن)
جو پیس دِ (مستفعلن) دوسروں کی (فاعلاتن) انا (فعلن)

ہم اے سِ اَ (مستفعلن) ناکِ قائل (فاعلاتن) نہیں (فعَلن)

شاید یہ آہنگ، نیا ہو، اور پسند بھی کیا جائے۔ آہنگ نیا ہے، اس لیے آپ کی مشق کے لیے اشعار زیادہ ہیں۔ تقطیع کریں اور آہنگ سے مانوس ہوں۔

10۔ مجتث مثمن سالم سالم مخبون مقلوع مقلوع محذوف رمقلوع مقصور: مس تفع لن فاعلاتن مفاعلن فع رفاع (دوبار)

اب بھاگ کے جایں تو جایں گے کہاں ہم
یہ درد و غم کا سمندر کہاں نہیں ہے
ایوانِ اصغر کہ دربارِ اکبری ہو
دل سوختہ! مرگ محضر کہاں نہیں ہے
جھوٹے، فریبی منافق ادیب شاعر
ابلیس! تیرا بھی ہمسر کہاں نہیں ہے
پیالہ ہے مٹی کا، بلّور کا کہیں جام
کاسہ گدائی کا، ساغر کہاں نہیں ہے

اب بھاگ کے (مس تفع لن) جایں تو جا (فاعلاتن) یں گے کہاں (مفاع لن) ہم (فع)

یہ دردُ غم (مس تفع لن) کا سمندر (فاعلاتن) کہاں نہیں (مفاعلن) ہے (فع)

باقی شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔ آخری شعر میں عروض فاع ہے۔

17۔ طویل

۱۔ طویل سالم مثمن: فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن (دوبار)

یہ کیا ہوگیا، پژمردہ کیوں ہے ہر اک چہرہ
کہیں اب کسی لب پہ تبسم نہیں ملتا!

یہ کیا ہو (فعولن) گیا پژمر (مفاعیلن) دَ کیوں ہے (فعولن) ہَرِک چہرہ (مفاعیلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

ایک بڑی دلچسپ بات بحرِ طویل کے سلسلے میں ہے۔ بحرِ طویل ارکان کی صرف اسی ترتیب کو کہتے ہیں۔ لیکن عام طور سے جب طویل مصرعے لوگ دیکھتے ہیں تو جو لوگ عروض سے واقف نہیں ہیں، وہ اس کو بحرِ طویل سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

۱۔ کبھی ان سے میری ملاقات ہوگی تو ان سے کہوں گا حضور آپ غائب کہاں تھے، بہت روز سے آپ کو میں نے دیکھا نہیں، اور اس کی جہ سے میری زندگی ہوگئی ہے اجیرن۔

2۔ میں نے کہا: اے جانِ من کیوں تم خفا ہوتے ہو مجھ سے، میں نے آخر کیا کیا ہے، بس یہی ناتم کو ٹوکا ہے کہ جن لوگوں کو تم نے منھ لگا رکھا ہے وہ اچھے نہیں ہیں ایک دن دھوکا تمھیں دیں گے ضرور۔

پہلی مثال میں فعولن کی تکرار ہے اور دوسری میں مستفعلن کی اور آخری رکن مستفعلان ہے۔ یہ مصرعے طویل ضرور ہیں لیکن بحرِ طویل میں نہیں ہیں۔

فعولن محذوف ہے مفاعیلن کا، اس لیے ہزج میں صرف عروض/ضرب میں آسکتا ہے لیکن طویل میں صدر/ابتدا اور حشو میں مفاعیلن کے مزاحف کے ساتھ لایا جاسکتا ہے اور اس سے نئے آہنگوں کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔

3-2 : طویل مثمن سالم مقبوض سالم مقبوض/مقبوض مسبغ :فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن/ مفاعلان (دو بار)

اُدھر سے اگر ہوا اشارا نقاب میں
اُنھیں میں نے نام سے پکارا جواب میں

جتانا تھا دوسروں کو، لہجہ کیا تھا تلخ
دیا چشمِ یار نے سہارا عتاب میں

جو واعظ نے تلخ بات کی ہوی ناگوار
ہے تلخی بھی ساقیا گوارا شراب میں

اس آئینہ کا وجود ہے چند لمحوں کا
نظر آے گا کہاں نظارا حباب میں

اگر چھٹ گئی شراب، جنت سے فائدہ؟
ہے یعنی خسارا ہی خسارا ثواب میں

نظر میں پرت پرت حقیقت نہیں تو حیف!
کرو ذرہ ذرہ کو شمارآفتاب میں

یہ آہنگ غیر مانوس بھی ہے اور غیر معمولی بھی۔ اس لیے زیادہ اشعار رکھے گئے ہیں کہ آپ آہنگ سے مانوس ہوسکیں اور اس پر عبور حاصل کرسکیں۔

نظر میں (فعولن) پرت پرت (مفاعلن) حقیقت (فعولن) نہیں تھ حیف (مفاعلان)

کرو ذر (فعولن) رَ ذرِ کو (مفاعلن) شمارا (فعولن) فتاب میں (مفاعلن)

مطلع اور باقی چار شعروں کی تقطیع آپ کریں۔ اس غزل میں ردیف ایک ہے، لیکن قافیے دہرے ہیں۔ تقطیع سے واضح ہوگا کہ شمار آفتاب "تقطیع میں اسی طرح ہے جیسے "نظاراحباب" وغیرہ۔ یہ جائز اور درست ہے۔ جو عروض سے ناواقف ہیں صرف وہ اعتراض کریں گے۔

18۔ مدید

مدید مثمن، سالم کے ارکان ہیں فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن (دوبار)

اس بحر سے اس نظامِ آہنگ پر، خاص طور سے مثمن ترتیب، میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا جو رمل کی مختلف مزاحف صورتوں میں فراہم ہے۔ فاعلاتن فاعلن رمل مربع سالم محذوف ہے اسی کو مربع مضاعف کردیں تو مدید سالم مثمن ہے۔ اسی طرح فاعلاتن فاعلان رمل مربع سالم مقصور ہے۔ اسی طرح فاعلن کے مزاحف فاعلاتن کے بھی مزاحف ہیں۔

1 - 2: مدید مثمن (عروض/ ضرب سالم/مذال): فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن/فاعلان (دوبار)

دِل مرا آتش فشاں دیکھیے کب تک رہے
میرے ہونٹوں پر فغاں دیکھیے کب تک رہے
یہ ہجومِ مہوشاں دیکھیے کب تک رہے
یہ بہارِ گلستاں دیکھیے کب تک رہے
ہر حسیں ہے ایک بُت اور ہر بُت ہے خُدا
جنگِ ناقوس و اذاں دیکھیے کب تک رہے
کیوں کنایوں ہی میں وہ آج بھی کرتے ہیں بات

اور پردہ درمیاں دیکھیے کب تک رہے
فاقہ و محنت اِدھر مستی و قوت اُدھر
زندگی خوابِ گراں دیکھیے کب تک رہے

کیوں کنایوں (فاعلاتن) ہی مِ وہ (فاعلن) آج بھی کر (فاعلاتن) تے ہ بات (فاعلان)
اور پردہ (فاعلاتن) درمیاں (فاعلن) دیکھیے کب (فاعلاتن) تک رہے (فاعلن)
باقی دونوں مطلعوں اور دونوں شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

3-4: مدید سالم/ مذال مربع مضاعف: فاعلاتن فاعلن/ فاعلان (چار بار)

آج ہم مجبور ہیں آج ہم مقہور ہیں
حق کہیں گے ہم ضرور سرمد و منصور ہیں
ساز و سامانِ حیات؟ کتنے بے مقدور ہیں
آدمی ہی کچھ نہیں قدریں چکناچور ہیں
میری فردِ جرم لاو یہ ذرا مجھ کو دکھاو
اور دنیا کو بتاو جرم جو مذکور ہیں
ہو بھی سکتے ہیں عبور فاصلے احساس کے
دور میں اتنا نہیں آپ جتنی دور ہیں

میری فردے (فاعلاتن) جرم لاو (فاعلان) یہ ذرا مجھ (فاعلاتن) کو دکھاو (فاعلان)
اور دنیا (فاعلاتن) کو بتاو (فاعلان) جرم جو مذ (فاعلاتن) کور ہیں (فاعلن)
دو مطلعوں اور ایک شعر کی تقطیع آپ کریں۔

5۔ مدید مسدّس: فاعلاتن فاعلن فاعلاتن (دوبار)

میں ہوا برباد تو غم نہیں ہے

آپ کی پرسش بھی کچھ کم نہیں ہے

میں ہوا بر (فاعلاتن) باد تو (فاعلن) غم نہیں ہے (فاعلاتن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

آہنگ یہی ہے، لیکن اگر کچھ مستزاد کا ٹچ دیا جائے تو یہی آہنگ بالکل مختلف محسوس ہوتا ہے:

شورِ محشر ساقیا شورِ محشر

ایک ساغر ساقیا ایک ساغر

نیم جاں تھامے جو پی میری حالت

اب ہے بہتر ساقیا اب ہے بہتر

آج کم کیوں ظرف سے میرا حصہ

ہے مقرر ساقیا ہے مقرر

حقیقتاً یہ مستزاد نہیں ہے، کیونکہ مستزاد میں پہلے اور آخر میں پہلے اور آخری ارکان کی ترتیب اضافے میں ہوتی ہے، اسی لیے میں نے اسے مستزاد نہیں کہا، بلکہ مستزاد کا ٹچ کہا۔ اگر آپ اسے مستزاد کہنا چاہیں تو بھی کوئی موانع نہیں ہیں۔ بہرکیف یہ تو آپ نے محسوس کر ہی لیا ہوگا کہ ارکان وہی رہے، لیکن آہنگ کی کیفیت مختلف ہوگئی اور اب تقطیع:

شورِ محشر (فاعلاتن) ساقیا (فاعلن) شورِ محشر (فاعلاتن)

ایک ساغر (فاعلاتن) ساقیا (فاعلن) ایک ساغر (فاعلاتن)

باقی دونوں شعروں کی تقطیع آپ کریں اور یہ نوٹ کریں کہ ان دونوں شعروں کے پہلے مصرعوں میں، دوسرے مصرعوں کی طرح ''فاعلاتن'' کے الفاظ کی تکرار نہیں ہے۔ پھر بھی آہنگ وہی ہے کہ جہاں رکن ختم ہوتا ہے، وہیں لفظ بھی ختم ہوتا ہے۔

کسی لفظ کا کوئی ٹکڑا دو ارکان میں بٹا ہوا نہیں ہے۔ اسے ترصیع کہتے ہیں۔

7-6: مدید مثمن مخبون رمخبون، مذال: فعِلاتن فعِلن فعِلاتن فعِلن رفعِلان (دو بار)

نہ گرفتار ترے نہ ہیں آزاد ہی ہم
دلِ کم بخت میں اب نہ خزاں ہے نہ بہار

نَ گرفتا (فعلاتن) رترے (فعِلُن) ن ہَ آزا (فعلاتن) د ہِ ہم (فعِلن)

دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔ ضرب مخبون مذال ہے۔
تسکینِ اوسط کی اجازت ہے، لیکن اسے اس طرح نہ برتیں کہ مفعولن فعلن مفعولن فعلن کر دیں کہ بحر ہی بدل جائے۔

9-8: مدید مسدّس مخبون مقصور رمحذوف: فاعلاتن فاعلن فعلان رفعُلن (دو بار)

ہے ہوا گلشن کی کیوں مسموم
باغباں کو یہ نہیں معلوم
باغباں کی یہ کرامت ہے
رنگ و بو جو ہو گئے معدوم
آج تو پت جھڑ بھی ہوتی ہے
فصلِ گل کے نام سے موسوم
بیچ ڈالا باغ کوڑیوں مول
چہرہ دیکھو تو ہے کیا معصوم!
ہیں کہاں گل، برگ اور ثمر
باغ کے باسی ہوئے محروم!

عروض مخبون مقصور فعِلان اور مسکّن فعْلان بھی ہیں اور مخبون فعِلن اور مسکّن فعْلن بھی۔

باغباں کی (فاعلاتن) یہ کرا (فاعلن) مت ہے (فعْلُن)
رنگ بو جو (فاعلاتن) ہو گئے (فاعلن) معدوم (فعْلان)
بیچ ڈالا (فاعلاتن) باغ کو (فاعلن) ڑیوں مول (فعلان)
ہیں کہاں گل (فاعلاتن) برگ او (فاعلن) رثمر (فعِلُن)

باقی شعروں اور مصرعوں کی تقطیع آپ کیجیے۔

19۔ بسیط

بحرِ بسیط سالم کا آہنگ مستَفعِلُن فاعلن کی تکرار کا آہنگ ہے۔ اس بحر کے ارکان پر غور کریں تو ایک بات اور سمجھ میں آئے گی۔ فاعلن مرفوع ہے مستفعِلُن کا، لیکن یہ آہنگ رجز میں اس لیے ممکن نہیں کہ رفع زحافات صرف صدر/ابتدا اور حشوین تک محدود ہے۔ عروض/ضرب میں مرفوع مزاحف نہیں لایا جاسکتا، تاوقتیکہ وہ عروض وضرب کے لیے مختص کسی زحاف کے ساتھ مرکب نہ ہو۔ اگر رفع عام زحاف ہوتا تو بسیط کے سالم اور مزاحف آہنگ رجز کے آہنگ بھی ہوتے اور اس صورت میں بسیط وضع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

1-2: بسیط مثمن: مستفعِلُن فاعلن مُستَفعِلُن فاعلن/فاعلان (دوبار)

عروض/ضرب میں مذال فاعلان لانے کی عام اجازت ہے اور سالم فاعلن اور مذال فاعلان سے آہنگ نہیں بدلتا۔

اسرار کا دیتی ہے، ظاہر حقیقت سراغ
ہے راز ایسا کوئی، جس کا کہ محرم نہیں
ہے کون ظالم اگر، چاہو سمجھ سکتے ہو
آخر اشارہ مرا، اتنا بھی مبہم نہیں

اسرار کا (مُستَفعِلُن) دیتِ ہے (فاعلن) ظاہر حقی (مُستَفعِلُن) قت سراغ

(فاعلان)

ہے راز اے (مُستَفعِلُن) ساکٹ ئی (فاعلن) جس کاکِ مح (مُستفعِلُن) رَم نہیں (فاعلن)

دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

3-4 : بسیط مسدّس: مُستفعِلُن فاعلن مُستفعِلُن رمستفعلان (دوبار)

یہ آہنگ رجز کا بھی ہے، کیونکہ فاعلن حشو میں ہے:

محفل میں تیری نظر مجھ پر رہے
ہر وقت بس ایک ہی منظر رہے
ساغر رہے، دور میں ساغر رہے
میخانہ میں ہونٹ اک اک تر رہے
جب تک رہے ساتھ، غم آیا نہ پاس
جب ہم رہے دور تو مضطر رہے

جب تک رہے (مُستفعِلُن) ساتھ غم (فاعلن) آیانَ پاس (مستفعِلان)

جب ہم رہے (مُستفعِلُن) دورتو (فاعلن) مضطر رہے (مستفعِلُن)

دونوں مطلعوں کی تقطیع آپ کیجیے۔

5۔ بسیط مثمن مخبون: مفاعلُن فعِلُن مفاعلُن فعِلُن (دوبار)

ترے بغیر نہیں مجھے قرار، مگر
کبھی تو ایسے بھی آ، مجھے خبر نہ لگے
دکھا ادایں مگر جو اہلِ دل ہوں، انھیں
نہ یوں ادایں دکھا، کہیں نظر نہ لگے

دکھاادا (مفاعلن) یں مگر (فعِلُن) جُ اہلِ دل (مفاعلن) ہُ انھیں (فعِلُن)

نَ یوں ادا (مفاعلن) یں دکھا (فعِلُن) کہیں نظر (مفاعلن) ن لگے (فعِلُن)

پہلے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔
عروض رضرب فعِلُن، فعِلان، فعْلان بھی رکھ سکتے ہیں۔ پہلا حشو فعْلن بہ تسکینِ عین، بھی کر سکتے ہیں۔

6۔ بسیط مثمن مطوی سالم مطوی سالم ر مذال: مفتعِلُن فاعلن مفتعِلُن فاعلن رفاعلان (دوبار)

7۔ بسیط مربع مضاعف مطوی سالم ر مذال: مفتعلن فاعلن ر فاعلان مفتعلن فاعلن ر فاعلان (دوبار)
دونوں ترتیبوں کا آہنگ ایک ہی ہے مثمن میں دوسرا رکن صرف فاعلن ہوسکتا ہے جبکہ مربع مضاعف میں فاعلان بھی رکھا جاتا ہے۔ بسیط کا یہ سب سے اہم آہنگ ہے اور اقبال کی مسجد قرطبہ اسی آہنگ میں ہے، لیکن صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت دونوں نے اس آہنگ کو لائق توجہ نہیں سمجھا۔

اور بھی ہے پُرکشش، عشق اگر خام ہے
عشق اگر خام ہے اور خوش انجام ہے
عشق سراپا تپش، عشق سراپا کسک
اور اگر یہ نہ ہوں پھر کہاں آرام ہے
عشق نہیں دل لگی، عشق ہے دل کی لگی
دل میں اگر ہے ہوس، پھر تو یہ دشنام ہے

یہ اشعار مثمن مطوی سالم کی مثالیں ہیں:
اور بھ ہے (مفتَعِلُن) پرکشش (فاعلن) عشق اگر (مفتَعِلُن) خام ہے (فاعلن)
عشق اگر (مفتَعِلُن) خام ہے (فاعلن) اور خُ شَن (مفتَعِلُن) جام ہے (فاعلن)

دو شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

اور اب مربعِ مضاعف کی مثالیں، جن میں عروض سالم بھی ہیں اور مذال بھی:

عشق ہے وجہِ شہود، عشق ہے اصلِ شہود
عشق ہے رازِ ازل، عشق ہے سرِّ وجود
عشق مکاں، لامکاں، عشق سے وقت آشکار
عشق ہے عالم نما، عشق ہے عالم نمود
عشق ہے پروازِ خاک، عشق ہے اعجازِ خاک
نوری وناری کو ہے، حکمِ سلام و سجود
عشق کا آئینہ ذات، عشق کا مرکز صفات
عشق خروشِ حیات، عشق دلِ ہست و بود

عشق ہ وج (مفتعلن) ہے شہود (فاعلان) عشق ہ اص (مفتعلن) لے شہود (فاعلان)

عشق ہ را (مفتعلُن) زے ازل (فاعلن) عشق ہ سر (مفتعلن) رے وجود (فاعلان)

8۔ بسیط مسدّس مطوی سالم مطوی: مفتعلُن فاعلن مفتعلُن (دوبار)

دور میں بیٹھے ہوئے دیر ہوئی
بادہ گسار و ذرا جام اِدھر
حضرتِ واعظ، یہ تو میکدہ ہے!
آپ نکل آئے! کچھ کام اِدھر؟
جام یہ حاضر ہے، تشریف رکھیں
کیجیے ذرا دیر آرام ادھر

دَورمِ بے (مفتعلُن) ٹھے ہُ وے (فاعلن) دیرہُ ای (مفتعلن)

بادٓ گسا (مفتعلُن) روذرا (فاعلن) جام ادھر (مفتعلُن)

باقی شعروں کی تقطیع آپ کریں۔

بسیط کے تحت یہ آہنگ آتا تو ضرور ہے لیکن دراصل یہ رجز کا آہنگ ہے رجز میں اس کا نام ہے مسدّس مطوی مرفوع مطوی۔ صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت دونوں نے یہ آہنگ رجز کے تحت نہیں رکھا، لیکن بسیط میں دکھایا ہے۔ بحرالفصاحت میں تو اسے ص 257 پر بسیط مثمّن مخبون بتایا گیا ہے۔ واضح طور سے یہ سہوِ کتابت ہے۔

9۔ بسیط مسدّس مخبون سالم مخلّع: مفاعلن فاعلن فعولن (دو بار)

نظارہ ہو لاکھ خوب صورت

نظر نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے

نظارَ ہو (مفاعلن) لاکھ خو (فاعلن) ب صورت (فعولن) دوسرے مصرع کی تقطیع آپ کیجیے۔

آہنگ اور بھی ممکن ہیں۔ کیوں نہ آپ مشق کے لیے تلاش کریں!

20۔ عریض

عریض کا آہنگ مفاعیلن فعولن کی تکرار کا آہنگ ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے فعولن محذوف ہے مفاعیلن کا۔ آپ مسکرا رہے ہیں، کوئی سوال آپ کے ذہن میں ہے! جی پوچھیے۔ آپ کا سوال نہ صرف جائز، بلکہ برمحل بھی ہے۔ جہاں تک مربّع اور مثمّن ترتیبوں کا تعلّق ہے، بڑی حد تک آپ کی بات درست ہے۔ لیکن مثمن اور مربّع میں بھی (اور یقیناً مربّع مضاعف میں) قدیم کلاسیکی عروض کے لحاظ سے فع، فعلُ اور فعولُ جسے مزاحف ہزج میں نہیں لائے جاسکتے تھے، رباعی کے آہنگوں کے استثنا کے ساتھ۔ ہاں، سالم آہنگ، ہزج کا آہنگ ہے، مربّع اور مثمّن کی حد تک۔ مسدّس میں نہیں۔ کیوں؟ جی ہاں، آپ اس کیوں کا جواب دینا چاہتے ہیں! فرمایئے۔ فعولن محذوف مزاحف حشو میں نہیں آسکتا ہزج میں، لیکن عریض میں مقبوض فعولُ اور سالم فعولن، دونوں رکن لائے جاسکتے ہیں۔

آپ نے بالکل درست فرمایا۔

آیئے، آہنگ دیکھ لیں۔

ا۔ عریض مربّع سالم: مفاعیلن فعولن (دو بار)

بلندی اور پستی

یہ ہے دلّی کی بستی

تقطیع آپ کریں گے

2۔ عریض مربّع مکفوف محذوف: مفاعیلُ فعَل (دو بار)

اگر کچھ نہ کہیں
تو پھر ظلم سہیں

تقطیع آپ ہی کریں گے

3۔ عریض مسدّس اخرب مقبوض مقصور: مفعولُ فعولُ فعولان (دو بار)

دیکھوں گا ضرور، نظر آئے
تصویر، کہ پردۂ تصویر

ارکان کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ اِن ہی سے تقطیع کیجیے۔

4۔ عریض مسدّس مقبوض سالم مقبوض: مفاعلن فعولن مفاعلن (دو بار)

وہ سنگ دل ہے،احساس بھی تو ہو
مری وفاؤں کا پاس بھی تو ہو

اس شعر کی بھی تقطیع آپ کریں گے۔

5۔ عریض مسدّس مقبوض: مفاعلن فعولُ مفاعلن (دو بار)

اُنھیں مرا خیال نہیں ہے کچھ
یہ دل بھی مُفت مال نہیں ہے کچھ

6۔ عریض مسدّس اخرم الاول مفعولن فعولن مفاعیلن (دو بار)

ناداں سمجھے تھا کھیل مشکل کو
یہ کس کی نظر کھا گئی دل کو

یہ آہنگ متدارک میں مثمّن مخبون مسکّن سالم سالم مقطوع ارکان (فع لن فاعلن فاعلن فع لن دو بار) سے بھی تقطیع ہوتا ہے۔

تقطیع کر کے دیکھ لیں۔ آہنگ اور بھی ہو سکتے ہیں۔

21۔ عمیق

فاعلن فاعلاتن کی تکرار کا آہنگ عمیق کا آہنگ ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، رمل کے فاعلاتن کا محذوف مزاحف فاعلن ہے، اور متدارک میں فاعلن کا مُرفّل فاعلاتن ہے۔ لیکن ایسا اُن دو بحور میں ہے۔ عمیق میں فاعلن اور فاعلاتن، دو افاعیل ہیں، ایک خماسی اور ایک سباعی، اور ایک سباعی، اور اس طرح اس مرکب بحر میں، جس کا انفکاک دائرہ مختلفہ میں ہوا ہے، یہ بحر اور اس کے ارکان سالم ہیں۔

مربع اور مثمن ترتیبوں میں سالم بحر کے آہنگ، ان دو بحور میں موجود ہیں۔ مثمن چونکہ مربع مضاعف ہے، اس لیے ایسا ہے۔ فاعلن فاعلاتن کا وزنِ عروضی ہے: فاعلن فاعلن فع اور یہ متدارک میں ایک وزن ہے۔

جیسا کہ عریض میں ہم نے دیکھا — آپ نے، اور میں نے — مسدس ترتیب میں عمیق کی بھی انفرادیت نکھرے گی۔

۱۔ عمیق مربع : فاعلن فاعلاتن (دو بار)

شعر تیرے لیے تھا
آج بازار میں ہے
شہرہ انجینیر کا
دستِ گلکار میں ہے

تقطیع ان دونوں شعروں کی آپ ہی کریں۔

2۔ عمیق مثمن : فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن (دو بار)

ہم نہیں جایں گے اس بزم میں، جاکے کہہ دو
ایک اک چہرے کو ہم خوب پہچانتے ہیں
ان کے اطوار سے واقف، بجز ان کے سب ہیں
ان میں کوئی نہیں ہے دوست، ہم جانتے ہیں

ہم نہیں (فاعلن) جایں گے اُس (فاعلاتن) بزم میں (فاعلن) جاکِ کہہ دو (فاعلاتن) باقی مصرعوں کی تقطیع آپ کریں۔

3۔ عمیق مسدّس: فاعلن فاعلاتن فاعلن (دو بار)

تجھ میں ہے اس کی زلفوں کی مہک
اے صبا لائی ہے پیغام کچھ ---؟

4۔ عمیق مثمن مخبون: فعِلُن فعِلاتن فعِلُن فعِلاتن یہ آہنگ خاصہ مختلف ہے: ہر رکن میں تسکین اوسط جائز ہے، لیکن سب میں ایک ساتھ نہیں۔

کس سے تو نے وعدہ خلافی نہیں کی
یہ قماش ترا تو دنیا جانے ہے
وعدہ کرنا کھیل ہے تیرے لیے تو
کیوں یاد دلائیں، تو کب مانے ہے

کس سے (فع لن) تونے وع (مفعولن) دَخلا (فَعِلُن) فی نہیں کی (فعِلاتن) باقی مصرعوں کی تقطیع آپ کریں۔

5۔ عمیق مخبون مثمن مضاعف (مسبّغ الآخر) فعِلُن فعِلاتن فعِلُن فعلاتن (چار بار) عروض اضرب فعلیّان

یہ کون ہے جو چیخ رہا ہے، شاید مظلوم ہے کوئی، اس کی سُن فریاد
پر کون سنے گا، اپنی اپنی بھوک میں کون گرفتار نہیں، ہے بیداد

6۔ عمیق مخبون چودہ رُکنی، شعر میں چودہ ارکان، مصرع میں سات ارکان۔ طاق رکن فعِلن اور جُفت رکن فعِلاتن:

فعِلُن فعِلاتن فَعِلن فعِلاتن فعِلن فعِلاتن فعِلن (دو بار)

اک اک پتّی، اک اک پھول تو میرے دل کی حالت جانے ہے
کم بخت مرا دل جس پر آیا، بات نہ وہ میری مانے ہے

تقطیع آپ کیجیے۔ اور ہاں، اس زمین (قافیہ ردیف جانے ہے) اور اس سے ملتے جلتے آہنگ میں خدائے سخن میر تقی میر کی غزل ہے۔ مشہور مطلع ہے:

پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے !
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

میر کی غزل متقارب مقبوض (فعولُ) کے سولہ رکنی آہنگ میں ہے، صرف مصرعوں کے پہلے رکن اثرم، یعنی فعْلُ ہے، اور آخری رکن فعَل رفعُول

اس بحر میں نئے آہنگ دریافت ہونے کے لیے آپ کی توجہ کا انتظار کر رہے ہے۔

22۔ سریع

سریع مثمن کے ارکان ہیں مُستَفْعِلُن مفعولاتُ مُستَفعِلُن مفعولاتُ (دوبار) لیکن آخری رکن متحرک الآخر ہے، اور ہماری زبان میں متحرک الآخر الفاظ کی حرکت باقی نہیں رہی ہے۔ اس لیے یہ بحر سالم مثمن صورت میں فارسی کی طرح اردو میں بھی استعمال نہیں ہوئی۔ عربی اور فارسی میں اس کی مسدّس صورت یہ ہے کہ مصرع کا چوتھا مفعولاتُ جو مثمن میں ہے، گرانے کے بجائے، درمیان کا یعنی دوسرا رکن (پہلا حشو) مفعولاتُ گرا دیتے ہیں۔ دائرۂ مشتبہ مُستَفعِلُن مُستَفعِلُن مفعولاتُ یعنی اسی بحر کی مسدّس صورت سے شروع ہوتا ہے۔ مسدّس میں بھی آخری رکن مفعولاتُ متحرک الآخر ہے، اس لیے سالم بحر کا آہنگ مستعمل نہیں، صرف مزاحف صورتیں رائج ہیں۔

مفعولاتُ عروض رضرب میں نہیں رکھ سکتے، لیکن آخری حرف ساکن کرکے، یعنی موقوف مزاحف کام میں لایا جاسکتا ہے۔ آیئے اس آہنگ کو سمجھنے کی کوشش کریں جو ممکن ہے لیکن مستعمل نہیں۔

2-1: سریع مثمن سالم موقوف الآخر رمکسوف الآخر: مُستَفعِلُن مفعولاتُ مُستَفعِلُن مفعولاتْ (مفعولان رمفعولن دوبار)

منظر نہ تھا کوئی تو یہ کیسے بنایا شہکار
جو ہو، مصوّر معلوم، اس بات پہ کر اظہار

ساقی یہ کیسا دستور میخانے میں نافذ ہے
بدمست ہیں سب کم ظرف، پیاسے ہیں سارے میخوار

ساقی یے گے (مُستَفعِلُن) سادستور (مفعولاتُ) میخانِ میں (مستفعِلُن)
نافذ ہے (مفعولن)

بدمست ہیں (مستفعِلُن) سب کم ظرف (مفعولاتُ) پیاسے ہ سا
(مستَفعِلُن) رے میخوار (مفعولان)

مطلع کی تقطیع آپ کیجیے۔

یہ آہنگ متقارب کی ایک ترتیب کا ہوسکتا ہے۔ متقارب اثلم سالم اثلم سالم سالم اثلم / اثلم مسبغ، لیکن یہ آہنگ وہاں بھی استعمال نہیں ہوا۔

3 - 4: سریع مسدس سالم موقوف الآخر/ مکسوف الآخر: مُستَفعِلُن مُستَفعِلُن مفعولان / مفعولن (دوبار)

یہ رباعی کے اتنے قریب کا آہنگ ہے کہ اگر تنبیہ نہ کی جائے تو اسے رباعی کے چوبیس آہنگوں ہی میں سے نوخیز تو کیا، تجربہ کار شاعر بھی سمجھیں گے:

کردے لبوں سے جو تبسم برخاست
دہشت سے جس کی ہو تکلم برخاست
ایسا شقی دل آے ملنے، مل لے
آواز سے کردے ترنم برخاست

ایسا شقی (مُستَفعِلُن) دل آے مل (مُستَفعِلُن) نے مل لے (مفعولن)
آواز سے (مستفعلُن) کردے ترَ (مُستَفعِلُن) نم برخاست (مفعولان)

پہلے دو مصرعوں کی تقطیع آپ کیجیے۔

ہزج میں یہ وزن ہوگا:

مفعولُ مفعولُن مفاعیلن فاعْ /فع: اخرب مخنق (اخرم) سالم ازل/ابتر۔ ہزج میں یہ آہنگ استعمال نہیں ہوا ہے۔

6-5: سریع مسدّس مطوی، مطوی مکسوف/مطوی موقوف: مُفْتَعِلُن مُفْتَعِلُن فاعلن /فاعلان (دو بار)

اس نے کہا مجھ کو برا؟ چپ رہو
جو بھی کہا، مجھ کو کہا چپ رہو!
بولے اگر کچھ تو ہے جینا محال
ہے تو خموشی میں بھلا چپ رہو
بات بتنگڑ نہ بناؤ، اسے
کچھ نہ کہو بہرِ خدا چپ رہو
کھاتہ وفا اور جفا کا نہیں
اس سے نہیں مجھ کو گلا، چپ رہو

بولِ اگر (مُفْتَعِلُن) کچھ توہَ جی (مُفْتَعِلُن) نامحال (فاعلان)
ہےَ تُ خمو (مُفْتَعِلُن) شی مِ بھلا (مُفْتَعِلُن) چپ رہو (فاعلان)
باقی شعروں کی تقطیع آپ کریں۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ مُفْتَعِلُن میں تین حرکات یکے بعد دیگرے متصل ہیں۔ وسطی حرکت کو تسکینِ اوسط کے اصول کے تحت زائل کردیں تو مُفْتَعْلُن ہوجاتا ہے۔ ع ساکن ہونے کے بعد اسے مانوس ہم وزن مفعولن سے بدل لیتے ہیں۔ یہ عام اجازت ہے۔ گویا یہ شعر بھی اسی آہنگ میں سمجھا جائے گا:

نقش و خط میں بھی ہیں معنی نہاں
فن ہے، سمجھ تصویروں کی زبان!

یہ مطلع نہیں شعر ہے۔ نہاں میں غنہ ہے اور زبان میں نون کا اعلان ہے۔

تقطیع یہ ہے:

نقشو خط (مفعولن) میں بھِ ہ مع (مفتعلن) نی نہاں (فاعلن)

فن ہ سمجھ (مفتعلن) تصویروں (مفعولن) کی زبان (فاعلان)

صاحب بحرالفصاحت سے ص 258 پر زبردست تسامح ہوا ہے۔ انھوں نے اس آہنگ میں ظفر کے ایک مصرع میں جس کا وزن مُفتَعِلُن مفعولن فاعلن ہے مفعولن کو مُستَفعِلُن کا مقطوع بتایا ہے۔ مقطوع مزاحف عروض وضرب کے لیے خاص ہے۔ یہاں کوئی ایسی مجبوری بھی نہیں کیونکہ مفتعِلُن تسکینِ اوسط کے بعد مفعولن ہوجاتا ہے۔ جب مطوی مسکّن مفعولن فراہم ہے تو مقطوع مزاحف کی طرف دھیان جانا بھی نہیں چاہیے۔

صاحب آئینہ بلاغت سے بھی ص 142 پر اسی طرح کی لغزش ہوئی ہے۔ انھوں نے ایک آہنگ کا نام سریع مسدّس مطوی مقطوع مجدوع وزن تجویز کیا ہے۔ وہاں بھی مفعولن مطوی مسکّن ہے۔

7-8: سریع مسدّس مطوی مجدوع مدقوف رنحور: مفتعِلُن مفتعِلُن فاع رفع (دوبار)

یہ سب مزاحف چونکہ رجز میں بھی مہیا ہیں، اس لیے اسے مرکّب بحرِ سریع کا آہنگ سمجھنا مناسب نہیں، لیکن صاحب بحرالفصاحت اور صاحب آئینہ بلاغت نے نہ صرف اسے مناسب طریقے سے سریع میں نہیں لیا ہے، بلکہ ان سے ایک بڑا تسامح یہ ہوا ہے کہ انھوں نے مطوی مفتعِلُن کی مسکّن صورت مفعولن کو مقطوع بتایا ہے۔ ان دونوں حضرات نے مُفتَعِلُن مُفتَعِلُن فاع رفع کے بجائے بنیادی آہنگ کے طور پر مُفتَعِلُن (مطوی) مفعولن (مقطوع) اور فاع رنع مفعولاتُ کے مزاحف رکھے ہیں۔ صحیح طریقہ وہی ہے، جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے کیونکہ اسی سے وہ آہنگ تسکینِ اوسط کے بعد فراہم ہوتا ہے، جو ان دو عروضیوں نے دکھائے ہیں۔ مثال سے واضح ہوگا:

ہجر کے موسم سے گزر آئے
خوف سے اپنے ہی نہ گھر آئے
کچھ بھی نہیں سوجھ رہا ہے
کاش کوئی خواب نظر آئے
قلب پہ جالے پڑتے ہیں
رات کٹے اور سحر آئے
لائے صبا برگِ گل ساتھ
کچھ تو بہاراں کی خبر آئے
گردشِ بے سود سے حاصل؟
منزل کی راہ گزر آئے

ہجر کِ مو (مُفْتَعِلُن) سم سِ گزر (مفتعِلُن) آئے (فاع)
کچھ بھ نہیں (مُفْتَعِلُن) سوجھ رہا (مُفْتَعِلُن) ہے (فع)
قلب پَ جا (مفتعِلُن) لے پڑتے (مفعولُن) ہیں (فع)
لائے صبا (مُفْتَعِلُن) برگے گلِ (مفعولُن) ساتھ (فاع)
منزل کی (مفعولن) راہ گزر (مُفْتَعِلُن) آئے (فاع)
باقی مصرعوں کی تقطیع آپ کیجیے۔

آپ نے دیکھا کہ نہ صرف وہ آہنگ جو دوسرا مُفْتَعِلُن، تسکینِ اوسط کے بعد مفعولن وزن کا ہونے سے وجود میں آتا ہے، اسی ترتیب سے ہے، بلکہ وہ آہنگ بھی جو پہلے مُفْتَعِلُن میں تسکینِ اوسط سے وجود میں آتا ہے۔

یہ بات پھر دہرا دی جائے کہ سارے مزاحف چونکہ مفرد بحر رجز میں موجود ہیں اس لیے ان آہنگوں کو سریع کے تحت نہیں رکھنا چاہیے۔

9: سریع مسدس مخبون مکسوف: مُسْتَفْعِلُن مُسْتَفْعِلُن فعولن (دوبار)

صاحب بحر الفصاحت نے ص 26 پر اور صاحب آئینہ بلاغت نے ص 142 پر

اس مزاحف بحر کے یہ ارکان درج کیے ہیں۔ متبادل عروض رضرب میں فعولان نہیں رکھا، حالانکہ مفعولاتُ کا مخبون موقوف فعولان ہے۔

آہنگ سمجھ لیں :

ساقی یہ کیا اندھیر ہے قیامت
ساغر، سبو، نہ خشتِ خم سلامت
میخانہ کس نے کردیا ہے برباد!
ہر بات رندوں کو بتا: چھپا مت

رباعی کا آہنگ معلوم ہوتا ہے نا؟ لیکن یہ رباعی کا آہنگ نہیں ہے۔ اس آہنگ کا استخراج ہزج کے مفاعیلن سے کیا جائے تو یہ ہوگا:

مفعولُ مفعولن مفاعلن فع رفاع

لیکن اس آہنگ کو رجز کے تحت رکھنا چاہیے، کیونکہ پہلے دو ارکان رجز سالم کے (مُستفعِلُن) ہیں اور عروض رضرب فعولن اور فعولان دونوں رجز میں مزاحف ہیں۔

آپ چونکہ آزاد ذہن رکھتے ہیں اور روایات کا بوجھ آپ کے خیالات کو پچی نہیں کر رہا ہے اس لیے آزادی سے خود اس مسئلے پر سوچ کر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ میرے نقطۂ نظر سے اختلاف نہ کریں گے کہ یہ رجز کا آہنگ ہے اور اب تقطیع جو عروض میں بنیادی کسوٹی ہے :

میخانَ کس (مُستفعِلُن) نے کردیا (مُستفعِلُن) ہ بَرباد (فعولان)
ہر بات رِن (مُستفعِلُن) دوں کو بتا (مُستفعِلُن) چھپا مت (فعولن)

پہلے دو مصرعوں کی تقطیع آپ کریں۔

23۔ خفیف

دائرہ متوافقہ میں آپ نے دیکھا تھا کہ خفیف مثمّن کے ارکان ہیں فاعلاتن مُس تفع لن فاعلاتن مُس تفع لن۔ فاعلاتن میں وتد مجموع علا ہے اور مس تفعِ لُن میں وتد مفروق تفعِ ہے اس کی طرف توجہ اس لیے دلائی جارہی ہے کہ دونوں ارکان کے مزاحف کا لحاظ رکھیں۔

ایک بات بحرِ خفیف کے سلسلے میں یہ ہے کہ ہمارے یہاں یہ صرف مسدّس اور وہ بھی مزاحف صورت میں استعمال ہوتی رہی ہے۔

آیئے شروع سے وہ آہنگ بھی دیکھتے چلیں جو اردو میں استعمال نہیں ہوئے۔

۱۔ خفیف مثمّن: فاعلاتن مس تفعِ لُن فاعلاتن مس تفعِ لُن (دوبار)

وہ ہمارے حالات سے بے خبر ہے اب کیا کہیں
قصہ کچھ طولانی نہیں، مختصر ہے، اب کیا کہیں
ہم نے تو کوئی بات اس کی کسی سے کی ہی نہیں
ہم پہ محفل میں کس لیے ہر نظر ہے، اب کیا کہیں

وہ ہمارے (فاعلاتن) حالات سے (مس تفعِ لُن) بے خبر ہے (فاعلاتن) اب کیا کہیں (مس تفعِ لُن)

مطلع کے دوسرے مصرع اور شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔ آپ کو اختیار ہے کہ مُس تفعِ لُن املا رکھیں یا ملا کر مُستفعِلُن لکھیں کیونکہ دونوں متحد التلفظ اور متحدہ الوزن ہیں۔

لیکن مزاحف کے سلسلے میں اجزائے رکن کا لحاظ رکھنا لازمی ہے، ورنہ بھیانک غلطی سرزد ہوگی۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ مس تفع لُن کا مفروق املا لکھیں۔

2۔ خفیف مسدس: فاعلاتن مس تفعِ لُن فاعلاتن (دوبار)

دورِ نفسانفسی کے اخلاق ہیں اور
یہ زبانی ہمدردیاں کم نہیں ہیں
ہم نہیں ہیں، یہ بات ان کو گراں ہے
گھر ہے ان کا سونا، اگر ہم نہیں ہیں
چاہتے ہیں وہ بات ان سے کروں میں
اس لیے شاید مجھ سے برہم نہیں ہیں

یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ عروض رضرب میں سالم رکن فاعلاتن ہو تو مسبغ فاعلیاّن بھی لانا جائز ہے۔ پہلے شعر میں عروض فاعلیاّن ہی واقع ہوا ہے:

دورِنفسا (فاعلاتن) نفسی کِ اخ (مس تفعِ لُن) لاق ہیں اور (فاعلیاّن)
یہ زبانی (فاعلاتن) ہمدردیاں (مس تفعِ لُن) کم نہیں ہیں (فاعلاتن)
دوشعر جو باقی ہیں ان کی تقطیع آپ کیجیے۔

3۔ خفیف مسدّس مخبون: فعِلاتن مفاعِ لُن فعِلاتن (دوبار)

دلِ مضراب میں دھڑکتا ہے نغمہ
ہے درست ساز میں پھڑکتا ہے نغمہ
مطرب دیکھ شعلہ بن گئی آواز
تری آواز میں بھڑکتا ہے نغمہ
کبھی نازک کلی چٹکنا ترنّم
رعد بن کر کبھی کڑکتا ہے نغمہ

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ رمل کے مخبون میں کیا کیا اجازتیں ہیں؟ ایک یہ کہ

تسکینِ اوسط سے فعْلاتن ہوجاتا ہے، جس کا مانوس نام مفعولن ہے۔ دوسری اجازت یہ ہے کہ صدر/ ابتدا میں مخبون کی جگہ سالم فاعلاتن بھی لاسکتے ہیں۔ تیسری اجازت ہے کہ عروض/ضرب میں فعلاتن، تسبیغ سے فعِلیّان رکھ سکتے ہیں۔

مُطرب دے (مفعولن) کھ شغل بن (مفاع لن) گئی آواز (فعلیّان)
تِر آوا (فعِلاتن) زمیں بھڑک (مفاع لن) ت ہ نغمہ (فعِلاتن)
کبھِ نازک (فعِلاتن) کلی چٹک (مفاع لن) نَ ترنُّم (فعِلاتن)
رعد بن کر (فاعلاتن) کبھی کڑک (مفاع لن) ت ہ نغمہ (فعِلاتن)

مطلع کی تقطیع آپ کیجیے۔

ایک اہم بات نوٹ کرنے کی یہ ہے کہ دونوں فعِلاتن ایک ہی مصرع میں تسکینِ اوسط سے مفعولن وزن کے رکھنا درست نہیں، کیونکہ پھر بحر بدل جائے گی۔ مفعولن اور مفاعلن دونوں رجز اور ہزج میں مزاحف ہیں۔ مصرع ہزج میں اخرم مقبوض مخنق اور رجز میں مطوی مسکن مخبون مقطوع ہوجائے گا۔ جب تسکینِ اوسط سے بحر بدل جائے تو وہاں اس کی اجازت نہیں ہے۔

4-8: خفیف مسدّس سالم/مخبون، مخبون، مخبون مقصور مسکّن/مخبون محذوف/ مخبون محذوف مسکّن: فاعلاتن/فعِلاتن مفاع لن فعِلان/فعْلان/فعِلُن/فعْلُن

اردو میں خفیف کا یہ آہنگ سب سے زیادہ استعمال ہوا ہے۔ صدر/ ابتدا سالم اور مخبون دونوں کی اجازت ہے۔ اس طرح عروض/ضرب مخبون مقصور فعِلان، مخبون مقصور مسکّن فعْلان، مخبون محذوف فعِلن اور مخبون محذوف مسکّن فعْلن چار طرح ہیں، اسی کے ساتھ پہلا رکن فعِلاتن تسکینِ اوسط سے فعْلاتن یعنی مفعولن رکھا جاسکتا ہے۔ بس یہ مفعولن آہنگ کو مختلف کردیتا ہے:

ہدفِ صد عتاب ہیں ہم لوگ
منتظر انقلاب ہیں ہم لوگ

مصحفِ رُخ تو ہم بھی پڑھتے ہیں
مان! اہلِ کتاب، ہیں ہم لوگ
عہدِ نَو، تو بھی ہے ہمارا خواب
عہدِ نَو، تیرا خواب ہیں ہم لوگ
نرگسِ چشمِ ناز میں ہے خمار
اور مست و خراب ہیں ہم لوگ
آپ ظلمت مآب لاکھ سہی
سرخیِ آفتاب ہیں ہم لوگ
تم کہ ہو حسن میں مثال اپنی
عشق تیرا جواب ہیں ہم لوگ

ہدفے صد (فعِلاتن) عتاب ہیں (مفاع لن) ہم لوگ (فعْلان)
منتظران (فاعلاتن) قلاب ہیں (مفاع لن) ہم لوگ (فعْلان)
مصحفے رُخ (فاعلاتن) تُ ہم بھِ پڑھ (مفاع لن) تے ہیں (فعْلن)
نرگسِ چش (فاعلاتن) مِ یار میں (مفاع لن) ہَ خمار (فعِلان)
آپ ظلمت (فاعلاتن) مآب لا (مفاع لن) کھ سہی (فعِلن)
تم کِ ہوحُس (فاعلاتن) ن میں مثا (مفاع لن) لپنی (فعْلن)
عشق تیرا (فاعلاتن) جوَاب ہیں (مفاع لن) ہم لوگ (فعْلان)

جن مصرعوں کی تقطیع نہیں کی گئی ہے، ان کی تقطیع آپ کریں۔

12-9: خفیف مربع سالم رمخبون مخبون رمخبون مسبغ: فاعلاتن رفعِلاتن ر مفاع لن مفاع لان (دوبار)

زندگی اک سوال ہے سانس لینا محال ہے
دلِ صد پارہ اس کے پاس ہے، مگر یرغمال ہے
موت برحق ہے، ہجر میں کچھ سوا احتمال ہے

دلِ صد پا (فعِلاتن) رَ اس کے پاس (مفاع لان)
ہے مگر یہ (فاعلاتن) غمال ہے (مفاع لن)
دو شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

13۔ خفیف مربع: فاعلاتن مس تفعِ لُن (دوبار)

حال میرا؟ میرا جنوں! اس کو دیکھا اہلِ نظر!
بات دل کی جانے بھی دو دل کہاں ہے کس کو خبر

حال میرا (فاعلاتن) میرا جنوں (مس تفعِ لن)
اُس کُ دیکھا (فاعلاتن) اہلے نظر (مس تفعِ لن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

24۔ جدید

۱۔ جدید مسدّس: فاعلاتن فاعلاتن مس تفعِ لن (دوبار)

سُدھرے گی اپنی بھی حالت مشکل ہے کیا
عزم کی ہے بس ضرورت مشکل ہے کیا
مسئلے ہوں گے عمل سے حل ایک دن
ہوگی پیدا کوی صورت مشکل ہے کیا

مسئلے ہوں (فاعلاتن) گے عمل سے (فاعلاتن) حل ایک دن (مُس تفعِ لن)
ہوگ پیدا (فاعلاتن) کوی صورت (فاعلاتن) مشکل ہَ کیا (مُس تفعِ لن)
مطلع کی تقطیع آپ کیجیے۔

2-5: جدید مسدّس سالم رمخبون، مخبون، مخبون رمخبون مسبغ: فاعلاتن رفعلاتن فعلاتن مفاع لن رمفاع لان (دو بار)

شبِ غم خواب دکھائی دیے بہت
کبھی تو خواب کی تعبیر دیکھ لوں
ابھی چین آئے مجھے، غم رہے نہ کوی
اس شوخ کی تصویر دیکھ لوں

گر دلِ بے تاب کو ڈھارس ملے گی کچھ
نہ اگر پڑھ سکوں، تحریر دیکھ لوں
رُخِ زیبا سے کبھی پردہ یوں ہٹاو
مہر و مہتاب کی تنویر دیکھ لوں

رُخِ زیبا (فعِلاتن) س کبھی پر (فعِلاتن) دَیو ہٹاو (مفاع لان)
مہرُ مہتا (فاعلاتن) ب کِ تنوی (فعِلاتن) ر دیکھ لوں (مفاع لن)
باقی شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔
کوئی ایک فعِلاتن تسکینِ اوسط سے مفعولن کیا جا سکتا ہے۔

جدید مربّع کے ارکان وہی ہوں گے جو خفیف کے ہیں، یعنی فاعلاتن مس تفعِ اُن دونوں بحروں کے مثمن ارکان بھی وہی ہوں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ خفیف اور جدید دونوں میں مثمن اور مربع رائج نہیں ہیں۔ خفیف میں دونوں کی مثالیں پیش کردی گئی ہیں۔ اس نکتے کو نوٹ کرنے کی ضرورت ہے۔

25۔ قریب

۱۔ قریب مسدس: مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن (دوبار)
یہ بحر سالم شکل میں مستعمل نہیں ہے لیکن سالم بحر کا آہنگ دیکھ لیں:

اَنا کی بادشاہی کم ہو رہی ہے
تمھاری کج کلاہی کم ہو رہی ہے
وہ شاید تھک گیا ہے جور و ستم سے
یہ آخر کیوں، تباہی کم ہو رہی ہے
عقیدت زندگی سے ٹکرا کے ٹوٹی
تو شانِ خانقاہی کم ہو رہی ہے

انا کی با (مفاعیلن) دشاہی کم (مفاعیلن) ہو رہی ہے (فاع لاتن)
تمھاری کج (مفاعیلن) کُلاہی کم (مفاعیلن) ہو رہی ہے (فاع لاتن)
دوسرے اور تیسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

2-3: قریب مسدس سالم مکفوف سالم/مسبغ: مفاعیلن مفاعیلُ فاع لاتن/فاع لیان

بھلا کب تک؟ تمھارا خیال کب تک
کریں برداشت ہم اشتعال کب تک

اٹھیں گے ایک دن سب تمھارے مظلوم
رُکے بھی تو رُکے گا زوال کب تک
گدائی کا یہ کاسہ سوال کب تک
فقیروں کی طرح عرضِ حال کب تک
کہاں تک بھیک مانگوگے غاصبوں سے
رہوگے اس طرح پائمال کب تک

مفاعیلن میں فاع لاتن کی آمیزش ہے۔ اس کے موجودہ آہنگ پر ہزج کی بالادستی ہے۔ یہی نہیں بلکہ فاع لاتن ٹوٹ کر فاعلن + فع ہوسکتا ہے جو مفاعیلن کے مزاحف بھی ہیں۔ یہ رباعی کا آہنگ تو نہیں ہے کیونکہ ارکان مختلف ہیں، لیکن رباعی کے آہنگ سے ملتا جلتا ضرور ہے۔ یہ نیا آہنگ اس بحر میں ہے، کیونکہ معروف کتابوں (بحرالفصاحت اور آئینہ بلاغت وغیرہ) میں اس کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ آہنگوں کے امکانات بہت وسیع ہیں، اور سارے آہنگوں کو عروض کی کسی ایک کتاب میں سمیٹنا ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر مفاعیلُ فاعلن فع پر توجہ نہیں دی گئی۔

اوراب تقطیع:

اٹھیں گے اے (مفاعیلن) ک دن سب تُ (مفاعیلُ) مھارِ مظلوم (فاع لیان)

رُکے بھی تو (مفاعیلن) رُکے گا زَ (مفاعیلُ) وال کب تک (فاع لاتن)

5-4: قریب مسدّس مکفوف مکفوف سالم/مسبغ: مُفاعیلُ مُفاعیلُ فاع لاتن/فاع لیان (دوبار)

یہ بات تو آپ کے علم میں ہے ہی کہ فاع لاتن، وتد مفروق سے شروع ہونے والا رکن ہے حالانکہ سالم رکن وزن اور تلفظ کے اعتبار سے مجموعی اور مفروقی دونوں ایک ہیں۔

اس ترتیب میں آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ پہلے مفاعیلُ کا لام اور دوسرے کے میم اور فے پر تین متصل حرکات ہیں۔ اس لیے تخنیق سے م ساکن ہونے سے دونوں کا وزن مفاعیلم فاعیلُ یعنی مفاعیلن مفعولُ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مثال میں جو پہلے دو شعر درج کیے جارہے ہیں ان کے دوسرے مصرعوں میں تخنیق کا یہ عمل ہے، پانچویں شعر کے پہلے مصرع میں بھی یہی صورت ہے:

وہ تھا حاکمِ مطلق، نہ تھی خبر کچھ
بنائیں گے ٹکڑوں سے لاش اس کی
تصور میں نہیں ہوگی موت ایسی
ہے ہڈی ہڈی پاش پاش اُس کی!
جلا، راکھ ہوا، جسم اب ہے نابود
ہے تابوت نہیں اس میں لاش اُس کی
اُسے قتل کیا مالکوں نے چھپ کر

تماشا ہے، نہیں ہے تلاش اس کی
ضرورت اب خدمات کی نہیں تھی

چھنی زیست، حکومت، معاش اُس کی

وُ تھا حاکِ (مفاعیلُ) م مطلق نَ (مفاعیلُ) تھی خبر کچھ (فاع لاتن)
بنائیں گے (مفاعیلن) ٹکڑوں میں سِ (مفعولُ) لاش اس کی (فاع لاتن)
باقی شعروں کی تقطیع آپ کریں۔ تیسرے شعر میں عروض مسبغ ہے۔

7-6: قریب مسدّس مکفوف محذوف الآخر مقصورالآخر: مفاعیلُ مفاعیلُ فاع لن/ فاع لان (دوبار):

اگر جھوٹ نہ بولیں تو راز فاش
کہو، محرمِ اسرار کیا کریں

کہاں ساقیِ میخانہ ہے شراب؟
اگر آئیں تو مے خوار کیا کریں

اگر جھوٹ (مفاعیلُ) نَ بولیں تُ (مفاعیلُ) راز فاش (فاع لان)
کھو محرَ ۔ (مفاعیلُ) م اِسرار (مفاعیلُ) کیا کریں (فاع لن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

8-9: قریب مسدّس اخرب مکفوف محذوف رمقصور: مفعولُ مفاعیلُ فاع لن/ فاع لان (دوبار)

میں تیرا ہوں آئینہ میرے دوست
میں مدِ مقابل؟ نہیں نہیں

شاداب چمن اک سراب ہے
یہ میری ہے منزل! نہیں نہیں

میں تیرَ (مفعولُ) ہُ آئینہ (مفاعیلُ) امیرِ دوست (فاعِ لان)
میں مدْ دِ (مفعولُ) مقابل نَ (مفاعیلُ) ہیں نہیں (فاعِ لن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

10۔ قریب مسدّس اخرب: مکفوف سالم: منعولُ مفاعیلُ فاع لاتن (دو بار): مخنق: مفعولن مفعولُ فاع لاتن (دوبار)

زاہد کو جھک کَر سلام کیجے
پینے میں اس کو امام کیجے

خاموشی کے بُت کو توڑیئے بھی
صاحب کچھ ہم سے کلام کیجے

کچھ اپنی دریادلی دکھائیں
کچھ اپنا، کچھ میرا کام کیجے

زاہد کو (مفعولن) جھک کر س (مفعولُ) لام کیجے (فاع لاتن)
پینے میں (مفعولن) اس کو اِ (مفعولُ) مام کیجے (فاع لاتن)

11۔ قریب مسدس اخرب مقبوض مقبوض: مفعولُ مفاعلن مفتعِلُن (دوبار)
مفتعِلُن عروض کی کتابوں میں وتد مفروق والے فاعلاتن کے زحاف کے طور پر نہیں دکھایا گیا ہے۔ آپ خود دیکھیں فاع لاتن میں وتد مفروق کے بعد لا سبب خفیف ہے اور رکن میں پانچویں مقام پر اس کا ساکن الف ہے۔ قبض سے اسے ساقط کیا تو فاعِلتَن رہا، جو مفتَعِلُن کا ہم وزن ہے۔ اس کی وجہ سے قریب میں آہنگ کی یہ ترتیب ممکن ہے، لیکن یہاں تسکینِ اوسط سے، اسے مفعولن نہیں کر سکتے، کیونکہ مفعولن ہزج میں بھی ایک مزاحف ہے اور ہزج کے دو مزاحف پہلے اور دوسرے رکن ہیں۔

وہ خواب مجھے دکھاتے ہی نہیں
جس خواب کی کوی تعبیر نہ تھی

دیکھا جو اُسے قدم جم سے گئے
پیروں میں اگرچہ زنجیر نہ تھی

وہ خاب (مفعولُ) مجھے دکھا (مفاعلن) تے ہِ نہیں (مفتعِلُن)
جس خاب (مفعولُ) کِ کوی تع (مفاعلن) بیر نَ تھی (مفتَعِلُن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

12: قریب مسدس اخرب مقبوض اجذم: مفعولُ مفاعلن فعُلُن (دوبار)

جب تم مرنے سے ڈرتے ہو
کیوں جانِ جہاں پہ مرتے ہو
آنکھوں میں چمک سی ہوتی ہے
جب اس گلی سے گزرتے ہو
وعدہ نہ کیا کبھی پورا
کیوں اس پہ بھروسہ کرتے ہو

مطلع کے پہلے مصرع میں تخنیق سے مفعولن فاعلن پہلے دو ارکان ہو گئے ہیں۔
جب تم مر (مفعولن) نے سِ ڈر (فاعلن) تے ہو (فعْلُن)
کیوں جانِ (مفعولُ) جہاں پہِ مر (مفاعلن) تے ہو (فعْلُن)
باقی دو شعروں کی تقطیع آپ کریں۔

یہ وزن ہزج کے مزاحف سے بھی حاصل ہوتا ہے، اس لیے اسے ہزج کے تحت ہی رکھیں۔ عشق اور اطلاع کے لیے نشاندہی کر دی گئی ہے۔

26۔ مشاکل

مشاکل مسدّس کے ارکان ہیں: فاعِ لاتن مفاعیلن مفاعیلن (دوبار)

اس مرکّب بحر میں، جیسا کہ آپ نے دائروں میں دیکھا ہوگا، فاع لاتن منفصل ہے یعنی وتد مفروق سے شروع ہونے والا۔ اس لیے مزاحف کے سلسلے میں خیال رکھیں۔ سالم بحر میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں عروض کے اعتبار سے یعنی اصوات کی تعداد اور ان میں سکون اور تحریک کے لحاظ سے مجموعی اور مفروقی دونوں ایک ہی ہیں۔

مشاکل کے آہنگوں سے اردو کے شاعروں نے رغبت نہیں دکھائی۔ ہوسکتا ہے آپ کو کوئی آہنگ پسند آجائے۔

آج جمشید ہے، نَے ساغرِ جم ہے
میکدے کی مگر رونق کہاں کم ہے

میکدے میں نہیں کوئی گدا ساقی
ہاتھ میں جام جس کے ہے، وہی جم ہے

اور بکھری تو وہ ہوجائے گا ناراض
پاس مت جا صبا، وہ زلف برہم ہے

رقصِ بسمل یہاں کا جشن ہوتا تھا
کیوں؟ یہ کیا؟ آج ایوانوں میں ماتم ہے

اور بکھری (فاع لاتن) ٹ وہ ہوجا (مفاعیلن) ے گا ناراض (مفاعیلان)
پاس مت جا (فاع لاتن) صبا وہ زُل (مفاعیلن) ف برہم ہے (مفاعیلن)
اس شعر کی تقطیع جان بوجھ کر کی گئی ہے، کیونکہ اس میں عروض مسبغ (مفاعیلان) ہے مطلع اور باقی شعروں کی تقطیع آپ کیجیے اور اس آہنگ کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

2-3: مشاکل مسدّس مکفوف محذوف رمقصور: فاع لاتُ مفاعیلُ فعولن رفعولان (دوبار)

ہر غریب یہاں آکے لُٹا ہے
اس زمانے میں یہ اہلِ کرم ہیں

مفلسوں میں لگا لیتے ہیں دربار
مسخرے کچھ کیخسرو و جم ہیں

آفریں یہ کہیں جبرِ نہاں پر
کیسے یہ صاحب لوح و قلم ہیں

یہ جہاں بھی گئے دشت بھی اُجڑے
یار لوگ بھی کیا سبز قدم ہیں

مفلسوں م (فاع لاتُ) لگالیتِ (مفاعیلُ) ہَ دربار (فعولان)
مسخرے کچھ (فاع لاتن) کیخسرُ (مفعولُ) وُ جم ہیں (فعولن)
آفریں یے (فاع لاتُ) کہیں جبرِ (مفاعیلُ) نہاں پر (فعولن)
کیسِ یہ صا (فاع لاتن) حب لوحُ (مفعولُ) قلم ہیں (فعولن)

دو شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ فاع لاتُ مفاعیلُ تخنیق سے فاع لاتن مفعولُ ہوجاتے ہیں۔ اس کی اجازت ہے لیکن یہ بتائیں کہ

مفاعیلُ فعولن رفعولان میں یہ عمل اس آہنگ میں کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ سوچ کر بتائیں۔ جی ہاں فرمائیں۔ بالکل درست اگر تینوں ارکان میں تخنیق روا رکھیں تو آہنگ ہوجائے: فاعلاتن مفعولن فعْلن رفعْلان اور یہ آہنگ ہے رمل کا۔ بحر بدل جائے گی اس لیے اس کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ اگر صرف آخری دو ارکان میں تخنیق ہوتو اس کی اجازت ہے کیونکہ اس صورت میں ارکان ہوجائیں گے فاع لاتُ مفاعیلن فعْلن کیا فرمایا؟ مثال چاہیے؟ اچھا پیش ہے:

ہے ضمیر بکاؤ ان سب کا
ان کا مول، فقط چند درم ہیں

ہے ضمیر (فاع لاتُ) بکاؤ اِن (مفاعیلن) سب کا (فعْلُن)
ان کے مول (فاع لاتُ) فقط چند (مفاعیلُ) درم ہیں (فعولن)

4: مشاکل مسدس مقبوض سالم سالم: مفتعِلُن مفاعیلن مفاعیلن (دوبار)

شامِ فراق ہم پر تھی بہت بھاری
وارِ جدائی کے دل پر ہوئے کاری

بیت گئی جو دل پر، وہ قیامت تھی
اور یہ ہے خلافِ شانِ دلداری

رباعی کا سا آہنگ ہے یا نہیں؟ رباعی کے اخرب اور اخرم، دونوں دائروں سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ اسے رباعی تو نہیں کہیں گے، لیکن آہنگ لائقِ توجہ ہے۔

شامِ فرا (مفتعِلُن) ق ہم پر تھی (مفاعیلن) بہت بھاری (مفاعیلن)
وارجدا (مفتعِلُن) ئی کے دل پر (مفاعیلن) ہوئے کاری (مفاعیلن)
دوسرے شعر کی تقطیع آپ کیجیے۔

6-5: مشاکل مسدس مقبوض مکفوف سالم رمسبغ: مفتعِلُن مفاعیلُ مفاعیلُن ر

مفاعیلان (دوبار)

آپ کریں نہ اربابِ سخن تسلیم
صوت و معانی، الفاظ مری اقلیم

آج تو دیکھتے ہیں نظرِ کم سے
میرے خیال کی کل ہوگی تعظیم

یہ آہنگ بھی رباعی کے قریب کا ہے اور سنجیدہ توجہ کا مستحق ہے۔
آج تُ دے (مفتعِلُن) کھتے ہیں نَ (مفاعیلُ) ظرے کم سے (مفاعیلن)
میرِ خیا (مفتعِلُن) ل کی کل ہو (مفاعیلن) گی تعظیم (مفعولان)

مصرعِ ثانی میں جس کی تقطیع اوپر درج ہے تخنیق ہے۔ مفاعیلُ مفاعیلان آخری رکن کے م کے ساکن ہونے سے جو وسطی صوت ہے مفاعیلن مفعولان ہو جاتے ہیں۔ پہلے دو مصرعوں کی تقطیع آپ کیجیے۔
ہاں ایک بات اور نوٹ کرلیں۔ معانی کی یَ ساقط نہیں ہے، کیونکہ الفاظ کا الف موصول ہوا ہے۔

7-8: مشاکل مربعَ سالم رمسبغ: فاع لاتن مفاعیلن رمفاعیلان (دوبار)

اس نظر میں شرر کو دیکھ — اپنے دل کے نگر کو دیکھ
دیکھ یہ کائناتِ حُسن — اور اپنی نظر کو دیکھ
باغباں! کیوں ہیں پژمردہ؟ — برگ، گُل اور ثمر کو دیکھ
یہ نقوشِ قدم میرے؟ — راہ بر، رہگزر کو دیکھ
خون آفاق پر پھیلا! — آج رنگِ سحر کو دیکھ

خون آفا (فاع لاتن) ق پر پھیلا (مفاعیلن)
آج رنگے (فاع لاتن) سحر کو دیکھ (مفاعیلن)
باقی شعروں کی تقطیع آپ کیجیے۔

9: مشاکل مربّع مضاعف مسبّغ: فاع لاتن رمفاعیلان (دو بار)

راستہ ہے بہت دشوار اپنے عزم سفر کو دیکھ

راستہ ہے (فاع لاتن) بہت دشوار (مفاعیلان)
اَپ نِ عزمے (فاع لاتن) سفر کو دیکھ (مفاعیلان)

مندرجہ بالا ایسے اشعار کو جن میں عروض سالم ہے، شعر کے بجائے ایک مصرع سمجھیں تو وہ آہنگ مثمن کا ہے۔

10۔ مشاکل مربّع مضاعف۔ ایک مصرع سالم الاخر اور ایک مسبغ آلاخر

خونِ ناحق شفق کی مانند آفاق پر پھیلا
موت کے تاجروں کی چالوں سے دنیا ہوئی مجبور

تقطیع آپ کریں۔

11: مشاکل مربع سالم: فاعِ لاتن مفاعیلن (دوبار)

مفاعیلن سالم کی جگہ مفاعیلان مسبّغ لانے کی اجازت ہے۔

مضطرب دل سنبھل جائے آو تم، موت ٹل جائے

مضطرب دل (فاع لاتن) سنبھل جائے (مفاعیلن)
آو تم مو (فاع لاتن) ت ٹل جائے (مفاعیلن)

12-13: مشاکل مثمن مکفوف محذوف رمقصور: فاع لاتُ مفاعیلُ فاع لاتُ

فعولن رفعولان (دوبار)

دیکھ، سرمد و منصور ٹھہرے کیسے گنہگار
اُس کی بھی ہوی تکذیب، ہے جو محرمِ اسرار
سخت قہر سے دیکھے گا آینہ بھی اسے کل
وہ جو آج ہے نشے میں اقتدار کے سرشار

سخت قہر (فاع لاتُ) سِ دیکھے گ (مفاعیلُ) آینہ بھِ (فاع لاتُ) اُسے کل (فعولن)
وہ جُ آج (فاع لاتُ) ہَ نشے میں (مفاعیلُ) اقتدار (فاع لاتُ) کے سرشار (فعولان)
مطلع کی تقطیع آپ کیجیے۔

فاع لاتُ مفاعیلُ اور فاع لاتُ فعولن رفعولان کے اتصال سے تین متوالی حرکات ترتیب میں ہیں یہاں تخنیق جائز نہیں ہے، کیونکہ فاعلاتن مفعولُ اور فاعلاتن فعِلن رمل کے مزاحف ہیں، اس لیے بحر رمل ہو جائے گی۔

رُباعی

اب ہم رباعی کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ جی فرمایئے؟ رباعی کے کتنے وزن ہیں؟ ارے بھئی پہلے میں بھی یہ سمجھتا تھا کہ رباعی کے چوبیس وزن ہوتے ہیں۔ جی ہاں آپ صحیح کہتے ہیں۔ میں نے کئی مضمون رباعی پر لکھے اور ان میں انھیں چوبیس اوزان کا ذکر کیا جو صدیوں سے کتابوں میں نقل ہوتے چلے آرہے ہیں، لیکن میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ رباعی کا صرف ایک وزن ہے۔ آپ کو حیرت کیوں ہورہی ہے۔ نہیں ابھی سوال نہ کیجئے۔ میں تو سوالوں کا خیر مقدم کرنے والوں میں سے ہوں، اس وقت مجھے اپنی بات پوری کرلینے دیں۔ پھر شاید آپ کو سوال ہی نہ کرنا پڑیں۔

رباعی کا ایک بنیادی وزن ہے:

مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعَل رفعول

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ مصرع کے آخر میں ایک ساکن زیادہ ہو، جیسے فعولُ ہو فعَلُ کے مقابلے میں، تو وزن وہی رہتا ہے۔ یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ جب دو ارکان ساتھ ساتھ ہوں، اور ایسی صورت ہو کہ دونوں کے جوڑ سے تین متوالی حرکات جمع ہوجائیں تو وسط کی متحرک صوت کو (حرف کہہ لیجئے)، ساکن کردیتے ہیں۔ اور دو مختلف ارکان وجود میں آجاتے ہیں۔ تخنیق سے مصرع کا وزن وہی رہتا ہے، اگرچہ ارکان بدل جاتے ہیں۔

اچھا تو یہاں تک آپ کو اتفاق ہے، خوشی ہوئی اس بات سے اور اطمینان بھی ہوا کہ آپ نے بہت توجہ سے عروض کے نکات نہ صرف پڑھے، بلکہ ذہن نشین کر لیے۔ اجازت ہو تو گفتگو آگے بڑھے۔

ہزج بحرِ رباعی ہے، اور اس میں مقبوض مفاعلن اور مکفوف مفاعیلُ ہم وزن سمجھے جاتے ہیں، مانے جاتے ہیں، رجز میں مجنون مفاعلن اور مطوی مفتعِلُن کا خلط ہوتا ہے، بلکہ ہوتا تھا کیونکہ یہ فارسی شاعروں کی روش تھی۔ اور ہزج میں مفاعلن اور مفاعیلُ کا خلط ہوتا تھا، اور یہ خلط مغیر وزن نہیں تھا۔ یعنی وزن نہیں بدلتا تھا۔

میں نے ابھی ایک وزن پڑھا تھااور عرض کیا تھا کہ یہ رباعی کا بنیادی وزن ہے۔ آپ میں سے کتنوں کو یہ وزن یاد ہے۔ ارے آپ سب کو یاد ہے تو جناب بنیادی وزن وہی ہے:

1-2 مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعَل رفعولُ

اب مفاعلن کی جگہ مفاعیلُ ہوتو ،زن وہی رہے گا اور ارکان ہوں گے

3-4 مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعَل رفعول

تو صاحبو یہ بھی بنیادی وزن ہی کی ایک صورت ہے۔

اب تخنیق ...... کے امکانات کو عملی جامہ پہنایئے...... لیکن یاد رکھیے کہ ارکان میں تبدیلی آئے گی، لیکن وزن وہی رہے گا۔ یعنی وزن ایک ہی ہے۔

5-6 مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع رفاع

7-8 مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فع رفاع

9-10 مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعَل رفعول

11-12 مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع رفاع

ملاحظہ فرمایا۔ بارہ ترتیبیں ایسی سامنے آئیں جو اخرب مفعولُ سے شروع ہوتی ہیں۔ اب ہم پہلے اور دوسرے ارکان میں تخنیق کرتے ہیں:

13-14 مفعولن فاعلُن مفاعیلُ فعَل رفعول

15-16 مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعَل رفعولُ

18-17 مفعولن فاعلن مفاعیلن فع رفاع

20-19 مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع رفاع

22-21 مفعولن مفعولن مفعولُ فعل رفعول

24-23 مفعولن مفعولن مفعولن فع رفاع

پہلے میں بھی رباعی کے 24 اوزان کہتا تھا، اور جیسا کہ عرض کیا، عروض معروض[1] کے عنوان سے کئی مضامین رباعی کے موضوع پر لکھے اور کئی مضامین کتاب نما (دہلی) اور ایوان اردو (دہلی) میں ان کے اعتراضات کے جواب میں لکھے، جنھوں نے رباعی کے اوزان میں بے تحاشا اضافے کیے اور سنی سنائی باتیں عطائیوں کی طرح رباعی کے آغاز کے بارے میں لکھ ماریں اور اپنی کتابوں میں لکھا کہ رودکی کے زمانے میں تسکین کا زحاف نہیں تھا، لیکن اس نے تخنیق سے 24 اوزان رباعی کے ایجاد کیے۔ ایک طالب علم کی طرح اس حقیر نے اصل ماخذ تک پہنچنے کی کوشش کی۔ برادرِ عزیز اور مرشدزادے پروفیسر نیّر مسعود نے خود اپنے قلم سے رودکی کے ایک قلمی نسخۂ دیوان سے رودکی کا کلام اور ساری رباعیاں نقل کر کے فراہم کیں اور ان کی تقطیع کرنے سے پتہ چلا کہ رودکی نے کل نو ترتیبیں رباعی کے ارکان کی استعمال کیں۔ تو یہ فاضل حضرات کیسے کہتے تھے کہ رودکی نے تخنیق سے 24 اوزان رباعی کے ایجاد کیے؟ ان کے خیالِ شریف میں یہ بات بھی نہیں آئی کہ جب ان کے قول کے مطابق تسکین کا زحاف تھا ہی نہیں تو تخنیق کا زحاف کہاں سے آگیا۔ جس نے بھی خواجہ نصیرالدین طوسی سے منسوب کتاب معیارالاشعار پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ انھوں نے صرف تسکین کی اصطلاح استعمال کی ہے، چاہے وہ ایک رکن میں ہو یا دو ارکان میں۔

خواجہ کو تسکینِ اوسط کے زحاف کا موجد بتایا جاتا ہے، حالانکہ یہ رویّہ فارسی شاعروں کا پہلے سے تھا۔ یہ لسانی رویّہ تھا۔ معیارالاشعار خواجہ سے منسوب ہے اور

1۔ عروض معروض، اس حقیر کی کتاب اسّی کے دہے میں انجمن ترقی اردو (ہند) سے چھپی تھی۔

اس میں یہ عبارت ان سے منسوب ہے:

''از جملہ تغیراتِ عام کہ بہ شعرِ فارسی عام است، یکے آنست کہ ہر کجا سہ حرف متحرک متوالی افتد، تسکین اوسط روا دارند و در یک وزن متحرک و مسکّن باہم بیامیزند، و ایں حکم مُطّرد است الا انجا کہ مانعی افتد، مثلاً باشد کہ بحر بہ سبب تسکین در بدل افتد......''

فارسی کا چلن نہیں رہا ہے، اس لیے آپ میں سے جو اس عبارت کو پوری طرح نہ سمجھ سکے ہوں ان کے لیے خواجہ کی عبارت بلکہ خواجہ سے منسوب عبارت کا مفہوم عرض کردوں: فارسی میں جو تغیرات عام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جہاں بھی تین حروف متحرک ایک ساتھ ہوں، وہاں درمیان کے حرف کی حرکت ہٹا دی جاتی ہے، یعنی اسے ساکن کردیتے ہیں، اور محرّک اور مسکّن کا خلط کرتے ہیں اور انھیں وزن میں یکساں مانتے ہیں۔ زبان کا یہ رویہ ارکانِ شعر میں بھی جاری ہوا۔ یہ وتیرہ مستقیم ہے اور روا رکھتے ہیں کہ اگر کوئی بات مانع نہ ہو اور مانع یہ بات ہے کہ تسکین سے بحر نہ بدل جائے، یعنی مصرع دوسری بحر میں نہ جا پڑے۔

جی سوال ضرور پوچھیے۔ جن دو حضرات کا آپ نے حوالہ دیا ہے کہ انھوں نے ایک شعر کی تقطیع سو بحروں سے زیادہ میں کی ہے، تو کیا عرض کروں؟ اب میں آپ سے سوال کروں گا۔ کیا انھوں نے اصل بحر سے ہٹ کر جو اوزان اس شعر کے بتائے ہیں، ان میں تسکین کا زحاف کتنی جگہ لگایا؟ بے شمار جگہ! یعنی تسکین کی وجہ سے بحر بدلی! تو صاحب انھوں نے وہ کیا، جسے منع کیا گیا۔ موانع کا لحاظ نہیں رکھا اور اسے صنعتِ مُتلوّن بتایا۔ میں کوئی رائے نہیں دوں گا۔ فیصلہ آپ خود کریں۔

غالب کا ایک مصرع ہے: ''شعر خود خواہشِ آں کرد کہ گردد فنِ ما'' اپنے لیے ایسا کہنا کیا، سوچنا بھی ممکن نہیں۔ ہاں 1936 سے شاعری کے رموز سمجھنے اور شعر گڑھنے کی مشق کی ابتدا ہوئی اور تین چار برس بعد سے سبقاً سبقاً مولوی سعداللہ کے حاشیے میزان الافکار والی خواجہ نصیرالدین محقق طوسی سے منسوب کتاب معیارالاشعار

میرے والد[1] نے سبقاً سبقاً پڑھائی اور مشق کرائی۔[2]

رباعی اہلِ فارس کا مرغوب اور ہر دل عزیز آہنگ ہے۔ جب انھوں نے تازی عروض اپنایا تو اس میں رباعی کے آہنگوں کے لیے ارکان نہیں ملے۔ تسکینِ اوسط کا طریقہ ان کو فراہم تھا کہ ان کا لسانی رویّہ تھا، لیکن عروض وضرب کے لیے ارکان نہیں تھے۔ ہزج کو بحر رباعی قرار دیا گیا اور اس میں حکم معاقبہ کی پابندی تھی۔ اہل فارس نے اپنے آہنگوں کو اہلِ عرب کے عروض کے چوکھٹے میں رکھنے کے لیے تیرہ (13) زحاف وضع کیے۔ ان میں سے چار بحرِ رباعی یعنی ہزج کے ہیں جبّ (فَعَل) ہتم (فعولُ) ازل (فاع) بتر (فع) اور یہ سب رباعی کے عروض وضرب کے لیے ہیں، اگر رباعی کو دوبیتیں مانیں۔ ہزج میں حکم معاقبہ کا ہے، یعنی مفاعیلن کے آخر کے دونوں سببِ خفیف کہ ساکن ایک ساتھ نہیں گرائے جاسکتے۔ ایک کا رکھنا ضروری ہے۔ صرف ایک گرایا جاسکتا ہے، شاعری بنیادی ہے اور اس کی قواعد یعنی عروض اہم ہونے کے باوجود پہلی ترجیح نہیں۔ چنانچہ اہلِ فارس نے ترانے کو (اس وقت یہی نام تھا اس فارم کا) عروضی اساس دینے کے لیے معاقبہ کی خلاف ورزی کی۔ جواب تک ہوتی چلی آرہی ہے۔ زحافات مفاعیلن میں یہ چاروں مزاحف، معاقبہ کی پابندی کے ساتھ حاصل کرنے کے طریقے تجویز کیے گئے ہیں۔

جی، آپ شاید کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، فرمائیے۔ اچھا سوال ہے کہ ہزج کے علاوہ کسی اور بحر سے رباعی کے اوزان کیوں نہیں حاصل کیے گئے؟ آپ کو شاید تعجب ہو، رجز سے بھی رباعی کے اوزان حاصل کیے گئے۔ کم از کم سنجیدہ کوشش کی گئی۔ کچھ عطائیوں نے کہیں سن لیا کہ رجز سے بھی رباعی کے ارکان فراہم کیے گئے۔ مطالعہ ان کی کمزوری نہیں تھی اور نہ وہ کتابوں اور مصنفوں کے ناموں سے واقف تھے اور

1۔ جناب ڈاکٹر محمد احمد صدیقی مرحوم

2۔ ایک مضمون میں میں نے مظفر علی اسیر کے ترجمے زرِ کامل عیار اور اس میں شامل معیار الاشعار کا ذکر کیا اور مفتی سعد اللہ کے نسخے کا ذکر کیا۔ یہ مضمون اس عہد کے ممتاز عالم ومحقق اور میرے کرم فرما رشید حسن خاں نے پڑھا، تو اپنے ذخیرے سے یہ نسخہ تحفے کے طور پر مجھے بھیج دیا۔

کسی سے پوچھنا کسرِ شان سمجھتے تھے کہ اس سے ان کی لاعلمی آشکار ہوتی، اس لیے تھوپ تھاپ کر انھوں نے اپنی کتابوں میں بھونڈے طریقے سے رجز سے رباعی کے آہنگ نکالنے کی کوشش کی۔

مجھ طالبِ علم نے طالب علمانہ کھوج بین کی، تو تہران سے چھپی ایک ضخیم تحقیقی کتاب میں جو موسیقی اور شاعری کے بارے میں ہے اور پاکستان سے چھپی اسلامی علوم کی ایک انسائیکلوپیڈیا میں وہ اوزان ملے، جن کا استخراج رجز سے کیا گیا ہے۔

بات کو سمیٹنے کے لیے میں صرف دو بنیادی ترتیبوں کا ذکر کروں گا۔

1۔ ہزج میں: مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعل رفعول

رجز میں: فع مفتعلن مفاعلن مفتعِلن رمفتعلان

2۔ ہزج میں: مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعلُ رفعولُ

رجز میں: فع مفتعِلُن مفتعِلُن مفتعِلُن رمفتعِلان

میں نے ان اوزان کو جانچ لیا ہے۔ تخنیق سے باقی 22 ترتیبیں حاصل ہوجاتی ہیں۔ آپ بھی جانچ لیں۔

رجز سے حاصل کیے ہوئے ان ارکان میں نقص یہ ہے کہ صدر رابتدا میں فع پڑتا ہے جو صرف عروض و ضرب کا مزاحف ہے۔ اس لیے اسے مسترد کیا جاتا ہے۔

میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، صرف ان سے جنھوں نے فارسی کی شاعری پڑھی ہے اور وہ بھی قدیم شاعری پڑھی ہے۔

ہاں حضرات آپ فرمائیں!

مجھے آپ سے اتفاق اور آپ کی یادداشت پر رشک آتا ہے۔ آپ کا تأثر درست ہے کہ پہلے رباعی کے چاروں مصرعے مُقفّیٰ ہوتے تھے۔ اب عام طور سے قافیہ پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعوں ہی میں ہوتا ہے اور تیسرا مصرع اس قید سے یعنی قافیے کی قید سے آزاد ہوتا ہے۔

حافظ شیرازی غزل کے شاعر ہیں، اگرچہ دوسرے اصناف میں بھی ان کا کلام ہے۔ میرے پاس ان کا جو دیوان ہے، اس میں چار کم اسی رباعیاں ہیں۔ صرف دو

رباعیاں ایسی ہیں جن کے چاروں مصرعوں میں قافیے ہیں۔ سن لیں:

گفتم کہ مگر بہ اتفاقِ اصحاب
در موسمِ گل ترک کُنم بادہَ ناب
بلبل ز چمن نعرہ زناں داد جواب
کاے بے خبراں! فصلِ گل و ترکِ شراب؟

☆

باشاہدِ شوخ و شنگ و با بربط و نے
کُنجے و کبابے و یکے شیشۂ مے
چوں گرم شود زبادہ مارا رگ و پے
منت نہ برم بہ یک جواز حاتمِ طے

ترانہ ایران میں ماقبلِ تاریخ کے عہد سے مقبول صنف لوک گیت کی تھی۔ آج جنھیں چار مصرعے سمجھا جاتا ہے، پہلے یہ چار شعر ہوتے تھے اور اس صنف کا نام چہار بیتی تھا اور ہر شعر کے آخر میں قافیہ ہوتا تھا۔ خلیل کے عروض میں اس کے لیے مزاحف کی کاٹ چھانٹ کی گئی اور وزن یہ قائم ہوئے۔

۱۔ مفعولُ (صدر) مفاعلن (عروض) مفاعیلُ (ابتدا) فعَلن رفعول (ضرب)

دوسرے وزن یا دوسری ترتیب سے پہلے اس کی مثال دیکھ لیں جو خاص آپ کے لیے بنائی گئی ہے۔

اب آپ سے کیا کہوں پڑا وقت خراب
پہچانتے ہی نہیں ہمیں اب احباب
کیا دل پہ گزرتی ہے، ہے ہر سانس عذاب
اللہ کسی طرح ٹلے وقت شتاب

مثال آپ کے لیے بنائی گئی ہے، اس لیے پہلے مصرع مفاعلن پر ختم کیے گئے ہیں۔ پہچانتے میں یے ساقط ہے اور بھی حرفوں کا سقوط ہے، جیسے سے جو تقطیع آپ کریں گے تو س لکھیں گے۔ رباعی یوں لکھی جائے گی:

اب آپ سے کیا کہوں پڑا وقت خراب
پہچانتے ہی نہیں ہمیں اب احباب
کیا دل پہ گزرتی ہے؟ ہے ہر سانس عذاب
اللہ کسی طرح ٹلے وقت شتاب

2۔ مفعولُ (صدر) مفاعیلُ (عروض) مفاعیلُ (ابتدا) فعلن رفعولُ (ضرب)

ہم پر جو ہے ہر اک کی غضب ناک نظر
ہر وقت لگا رہ ہے ہم کو جو یہ ڈر!
اے کاش بُرا وقت گزر جائے گزر
آساں ہو ہمارے لِ یے جیون کا سفر

رباعی یوں لکھی جائے گی:

ہم پر جو ہے ہر اک کی غضب ناک نظر
ہر وقت لگا رہتا ہے ہم کو جو یہ ڈر
اے کاش برا وقت گزر جائے، گزر
آساں ہو ہمارے لیے جیون کا سفر

آپ نے دیکھا کہ ان دونوں رباعیوں میں چار چار شعر ہیں۔ پہلی ترتیب میں عروض مفاعلن ہے، اس لیے پہلے مصرعے مفاعلن پر ختم ہوئے یعنی عروض پر، لیکن دوسری ترتیب میں متحرک الآخر مفاعیلُ عروض ہے، اس لیے اس کا کچھ حصہ پہلے مصرع میں اور کچھ حصہ دوسرے مصرع میں پڑا، جیسا کہ مصرعوں سے ظاہر ہے۔ دوسرے مصرع میں رہتا کا رہت پہلے مصرع میں ہے، اور الف کے ساقط ہونے سے ت متحرک ہے۔ اسی طرح چوتھے شعر میں لیے کے حروف بھی اسی طرح بٹ گئے ہیں۔ ایسے شعر کو معقد شعر کہتے ہیں۔ جسے آج رباعی کا مصرع کہتے ہیں، وہ دراصل معقد شعر ہوتا اور چاروں شعر معنی کے اعتبار سے مربوط ہوتے ہیں آپس میں۔

جب رباعی چار معقد شعروں کی اکائی نہیں رہی تو اس میں ایک صنفی تبدیلی بھی

آئی۔ یعنی پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے مقفّا/ مقفّا مردّف ہونے لگے اور تیسرا مصرع اس قید سے آزاد رکھا گیا، اگرچہ چاروں باہم مقفّا/ مقفّا مردّف مصرعوں والی رباعیاں بھی کہی گئیں...... لیکن کم۔ جن میں تیسرا مصرع قافیے/ قافیے ردیف کی قید سے آزاد ہو، اسے خصّی رباعی کہا جاتا ہے۔ دونوں کی مثالیں۔

کب کی ہے ہم نے بے وفائی سرکار؟ 20 مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
ہر سانس پہ کیوں کریں وفا کا اظہار؟ 8 مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فاع
جان و مال و دل تم کو نذر کیے 13 مفعولن مفعولن مفعولُ فعَل
کچھ یاد ہیں اپنے بھی تمھیں قول و قرار 10 مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعول

کم ہمّت جینے سے ہوے ہیں بیزار 24 مفعولن مفعولُ مفاعیلن فاع
جو عزم کے پکّے ہیں مردانِ کار 4 مفعولُ مفاعیلن مفعولن فاع
ان کو ہر مشکل ہوتی ہے مہمیز 16 مفعولن مفعولن مفعولن فاع
آتا ہے مزہ، ہوں جو مراحل دشوار 12 مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فاع

نرگس، نَے بید مشک، نے برگِ چنار 18 مفعولن فاعلن مفعولُ فعول
ہے شور بہت گلشن میں آئی بہار 2 مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعول
پھولوں کا ہے شوق بہت؟ پھر حضرت 23 مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع
جو دل پہ ہیں داغ ان کو کیجے شمار 14 مفعولن مفعولن مفعولُ فعول

قاتل جو کیا کرتے ہیں مدح و تحسیں 11 مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فع
ظالم کی یہ تعریفیں کچھ خوب نہیں 1 مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعَل
تم کیسے نمائندے ہمارے ہو بھلا 9 مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فَعَل
کچھ تو سمجھو حالتِ دلہاے حزیں 21 مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعَل

باعزّت ہیں سب قاتل، غارت گر 15 مفعولن مفعولن مفعولن فع

دیکھا ہے کبھی پہلے بھی یہ منظر؟ 3 مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع
روتا ہے؟ کم بخت ہوے اشک بھی خشک 22 مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعول
کیا وقت پڑا ہے تجھ پہ اے دیدۂ تر! 5 مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعَل

فصلِ گل پھر رہی ہے گلشن گلشن 19 مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
پھولوں سے بھرا ہوا ہے دامن دامن 7 مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع
ہر موجِ نسیم بن گئی موجِ بہار 6 مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعول
گلشن ہی کیا کہ کھِل گئے دشت و دمن 17 مفعولن فاعلن مفاعیلُ فعَل

رباعی کے اوزان میں غزلیں بھی لکھی گئی ہیں جی؟ کیا فرمایا؟ سوال؟ ضرور پوچھیے۔ بڑی ذہانت کا ثبوت دیا ہے آپ نے یہ پوچھ کر کہ غزل میں بھی اوزان کا یہ خلط جائز رکھا جاسکتا ہے؟ سوال چھوٹا سا ہے، لیکن جواب اس کا بہت آسان نہیں ہے۔

رباعی کو اہلِ فارس کی ایجاد بتایا جاتا ہے۔ یہ ''منقول'' روایت ہے اس پر چھان بین کی ضرورت ہے اور یہ چھان بین وہی کرسکتا ہے جسے عربی پر عبور حاصل ہو۔ جو روایت ہم تک پہنچی ہے، وہ یہ ہے کہ ''رباعی'' اگرچہ اصطلاح عربی کی ہے لیکن سب سے پہلے یہ لکھی گئی فارسی میں۔ عربی میں رباعی پہلے کیوں نہیں لکھی گئی یا عربی میں اس صنف کی کیا کیفیت ہے وہ یقیناً فارسی سے مختلف ہوگی، کیونکہ عربی میں نظم طباطبائی کے قول کے مطابق (مقالاتِ طباطبائی) مفاعیلن اور مکفوف مفاعیلُ کا خلط کثرت سے ہوتا ہے۔ اگر یہ امرِ واقع ہے تو عربی میں اس کی صورت فارسی سے مختلف ہوگی، کیونکہ فارسی میں ایسا نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عربی میں تسکینِ اوسط کی اجازت نہیں ہے۔ تسکین اور تخنیق کے بجائے تازی عروض میں مختلف افاعیل کے لیے باقاعدہ زحافات ہیں، جن کی تفصیل آپ دیکھ چکے ہیں۔ اردو میں بھی ان سارے ارکان کا خلط ہوتا ہے، لیکن یہ بات آپ کو بتا دینے میں کوئی ہرج نہیں کہ

زیادہ تر شاعر عروض سے واقف نہیں ہیں، اس لیے وہ ''خداداد'' طبع موزوں سے صرف چند اوزان ہی استعمال کرتے ہیں۔ ہاں، وہ بات تو رہ ہی گئی جو آپ نے پوچھی تھی۔ یعنی غزل میں چوبیس ترتیبوں کا خلط۔ آپ کا دل گواہی دے تو سارے چوبیس اوزان کا خلط روا رکھیں۔ ورنہ آٹھ اور سولہ اوزان (دو دو عروض رضرب کی وجہ سے) دو بنیادی ترتیبوں کے تحت تو استعمال کر سکتے ہیں۔

رباعی کے اوزان میں ایک خاص بانکپن ہے اور اس میں لغزش کا بھی امکان ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر غالب کی ایک رباعی ہے:

دکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالب
دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالب
واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں
سونا سوگند ہوگیا ہے غالب!

دکھ جی کِ (مفعولُ) پسند ہو (مفاعلن) گیا ہے غا (مفاعیلن) لب (فع)

دل رُک رُک (مفعولن) کر بند (مفعولُ) ہوگیا (فاعلن) ہے غالب (مفعولن)

واللہ (مفعولُ) کِ شب کُ نی (مفاعلن) نداتی ہِ (مفاعیل) نہیں (فعَل)

سونا سو (مفعولن) گند ہو (فاعلن) گیا ہے غا (مفاعیلن) لب (فع)

دوسرا مصرع رباعی کے کسی وزن میں نہیں ہے۔ دوسرے رکن میں ایک سبب خفیف زیادہ ہے۔ اس کے دو حل نکالے گئے۔

۱۔ مالک رام نے غالب انسٹی ٹیوٹ کے لیے جو دیوان مرتب کیا، اس میں ایک ''رک'' کم کردیا۔ وزن تو درست ہوگیا لیکن معنوی لحاظ سے سقم پیدا ہوگیا، کیونکہ رُک رُک کر بند ہونے کے معنی ہیں کہ ایک دم سے بند نہیں ہوا۔ لیکن ایک رُک کے معنی وہی ہیں جو بند ہونے کے۔ یہ ٹھیک ہے کہ غالب کا کوئی دیوان اغلاط سے پاک نہیں ہے، لیکن یہ محض قیاسی اصلاح ہے اور ایسی جو مصرع کو بے معنی بنا

دیتی ہے۔

2۔ "عروض آہنگ اور بیان" میں شمس الرحمٰن فاروقی نے ایک "رک" کو خزم قرار دیا ہے۔ خزم عربی میں ایک "زیادت" والا تغیر ہے جس میں ایک کلمہ اوائل مصرع میں بڑھایا جاتا ہے۔ غالب، ان کے ہم عصروں اور ان کے پیش رووٗں نے یہ اجازت استعمال نہیں کی ہے، اس لیے یہ بات قرینِ قیاس نہیں کہ غالب نے رُک کو خزم کیا۔

مالک رام نے ایک رُک جو حذف کیا ہے، اس سے بہتر تو یہ مصرع ہے:

دل رُک رُک بند ہوگیا ہے غالب

یہ میر اور سودا وغیرہ کی زبان ہے۔ سوائے اس کے کہ غالب سے لغزش ہوئی ہے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کر اور کے کا حذف غالب کے یہاں کم ہے، لیکن ہے ضرور۔

ہوش اُڑاتے ہیں مرے جلوۂ گُل دیکھ اسد،
پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا مدج شراب

اس کا بھی امکان ہے کہ کاتب سے سہو ہوا ہے، لیکن یہ امکان بہت قوی نہیں، کیونکہ کاتب کی غلطی ہوتی تو غالب کے خطر خطوں میں اس پر بھی کسی کو کچھ لکھتے۔

شمس الرحمٰن فاروقی نے عروض آہنگ اور بیان (دوسرے ایڈیشن: جولائی 2004) میں حسرت موہانی کی معائب سخن پر کوئی سوا سو صفحات میں محاکمہ کیا ہے (ص 117 سے ص 234)

زیادتی زحاف یا رکن کے تحت ص 211

"یہ دل رک رک کر بند ہوگیا ہے غالب

وہ (حسرت موہانی) نظم طباطبائی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس مصرع میں دو حرف وزنِ رباعی سے زاید ہوگئے ہیں۔ نظم طباطبائی کے اس ایراد نے بڑی شہرت پائی، اور اس غلط فہمی کا: یہ مصرع وزن سے خارج ہے، شاید اب تک مکمل ازالہ نہیں

ہوسکا ہے...... اس مصرع میں ایک غیر معروف اور تقریباً متروک زحاف خزم استعمال ہوا ہے، جس کی رو سے مصرع کے شروع میں ایک یا دو، بلکہ چار حرف تک بڑھ سکتے ہیں۔ محقق طوسی کہتے ہیں (ص 48) ''تغیر بہ زیادت کہ خاص ہے بہ اوایلِ مصاریع، اس کو خزم کہتے ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ کلمہ مرکّب چار حروف سے ہے۔ اوّل مصرع میں زیادہ پایا ہے (صفحہ 222 ترجمہ اسیر)''

لیکن موصوف شمس الرحمٰن نے محقق کے یہ الفاظ نقل نہیں کیے:

''آں تغیر را بہ ارکان و اجزا ہیچ تعلّق نباشد''۔ یعنی اس تغیر کو احوالِ ابیات سے جانیں نہ احوالِ ارکان سے''۔

واضح ہے کہ شعر کی موزونیت، یا اس کے آہنگ میں ہونے سے اس کا (خزم) کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مصرع اگر موزوں نہیں ہے، تو خزم اس کو موزوں نہیں کرسکتا، اور اگر مصرع موزوں ہے، تو خزم اس کو بے آہنگ نہیں کرسکتا۔ مستزاد کا ٹکڑا، مصرع کے بعد اضافہ کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ بھی مصرع کا پہلا رکن، یا آخری رکن، یا رائج صورت میں یہ دونوں ارکان ہوتے ہیں۔

تلخیصِ عروج و قافیہ، حیدر علی نظم طباطبائی (کلامِ غالب کے پہلے شارح) کی کتاب ہے، جو ڈاکٹر اشرف رفیع نے مرتّب کی ہے۔

ص 59 پر خزم کے بارے میں عبارت نقل کی جاتی ہے:

''خزم اسے کہتے ہیں کہ مصرع کے شروع میں، اور کبھی کبھی مصرع کے درمیان کوئی لفظ مناسبِ مقام بڑھا دیا جاتا ہے، جس سے معنیِ شعر کی توضیح یا تاثیر زیادہ ہوجائے، یا مخاطب کو متوجہ کرلینا مقصود ہو۔ شعر کے وزن و تقطیع میں اس لفظ کا شمار نہیں۔ شعراے جاہلیت کے کلام میں، ایسے لفظ، جو وزنِ شعر سے خارج ہیں، دیکھ کر اس امر کو اہلِ عروض نہایت عجیب اور حیرت انگیز شے سمجھا کیے۔ اور اصل امر یہ ہے کہ اکثر شعرا کی عادت میں داخل ہے کہ مجلسِ شعر میں پڑھتے وقت جابجا اس قسم کے کلمے بڑھاتے جاتے ہیں، مثلاً غالب کا شعر میں اس طرح پڑھتا ہوں:

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
ہائے — اب کسی بات پر نہیں آتی

آتش کا شعر ایک صاحب نے یوں پڑھا:

گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے
لو — موت آئی ہے، سر چڑھتا ہے، دیوانہ ہوا ہے''

یہ اس زمانے کی بات ہے جب عرب میں شاعر تھے، شاعری کے دلدادہ تھے۔ رجز کا رواج تھا۔ ہر شاعر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا، انشاء ایک فن تھا۔ خوش الحان شاعر کا کلام سنتے تھے، اور رٹتے تھے، اور جو سنتے تھے شاعر کی زبان سے، ایک ایک لفظ حافظے میں محفوظ کرتے تھے، اور محفلوں میں سناتے تھے۔ شاعر کے وہ لفظ بھی، جو وہ شعر/مصرع سے پہلے کہتا تھا، وہ بھی دہراتے تھے۔ بہت سے شاعروں کا کلام تو انھی انشاء والوں سے سن کر تحریر کیا گیا۔ طباطبائی کے الفاظ میں (ص 59):

''کاغذ نایاب تھا۔ اشاعتِ اسلام کے بعد بھی سو برس تک شعرا کے قصائد اور احادیث مغازی زبانی حفظ کیے جاتے تھے۔ شعرا کا فرض تھا کہ اساتذۂ قدما کا کلام زبانی یاد رکھیں کہ شاعرِ راویہ کو غیر راویہ سے اکمل اشعر سمجھا کرتے تھے۔ اس کے بعد کہیں عروض کے اصول حکیم عرب خلیل ابن احمد نے مدوّن کیے۔ رٹنے والے نہ عروض جانیں، نہ خزم کو پہچانیں، نہ سالم و مزاحف میں امتیاز رکھیں، پھر اس زبان میں استعمالِ زحافات کی ایسی کثرت کہ ضرب و اعاریض کے سوا جتنے رکن ہیں، سب میں شاعر کو طرح طرح کے تغیر کرنے کا اختیار ہے۔[1] اس صورت میں جیسا شاعر[2] کی زبان سے سننے میں آیا، بعینہٖ اُسے یاد کرلیا''۔

1۔ ضرب تو قائم تھی، لیکن عروض کے ارکان کی تعداد زیادہ تھی۔ (کمال)

2۔ اور راوی کی زبان سے (کمال)

خزم نے اس طرح رواج پایا۔

غالب کی رباعی کے مصرع میں دل رک رک ...... میں ایک رک خزم نہیں ہے۔ اس لیے بھی کہ خزم وہ ہے، جس کے بغیر مصرع معنوی اعتبار سے مکمل ہو۔

مشق کے لیے ''جنون و حکمت'' میں جوش ملیح آبادی کی رباعیوں کی تقطیع کیجیے۔ فراق گورکھپوری کی رباعیاں ''روپ'' میں ہیں۔ ان کی تقطیع بھی کیجیے۔ بہت سی باتیں آپ کے علم میں آئیں گی۔

ہاں ایک بات اور بتا دوں۔

لاحول و لاقوۃ الاّ باللہ

بہت سی رباعیوں میں آپ کو یہ مصرع ملے گا۔ جو لوگ عروض واجبی سا جانتے ہیں، وہ اسی کو رباعی کا وزن سمجھتے ہیں۔

جی آپ کے چہرے سے لگتا ہے کہ آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ پوچھیے پوچھیے ۔ جی ہاں مجھے معلوم ہے ایک صاحب نے دعویٰ کیا ہے، اپنی کتاب میں کہ رباعی کے مصرعوں کا پہلا رکن مفعوْل / مفعولن کے بجائے فاعلن رکھنے سے نئے اوزان وجود میں آتے ہیں۔ ایک صاحب نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے۔ رباعی کے مصرعوں میں تیسرا رکن مفاعیلُ کے بجائے مفاعلن رکھنے سے نئے اوزان سامنے آئیں گے۔ ایجادوں کے یہ دونوں دعوے بوگس ہیں۔ جو کچھ پہلے سے موجود ہے وہ ایجاد نہیں کیا جاسکتا۔ مکتبۂ ادب لاہور نے مصحفی کا کلیات چار جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس میں دو رباعیاں ایسی ہیں جو فاعلن سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ آہنگ مقبول نہیں ہوا۔ اکبر الہ آبادی کی دو رباعیاں ایسی ہیں جن کی تقطیع دو طرح سے ہوتی ہے۔ تیسرا رکن مفاعیلُ بھی ہوسکتا ہے اور مفاعلن بھی۔ کئی برس ہوئے عرضِ معروض کے تحت ایک مضمون میں یہ چاروں رباعیاں اور ان کی تقطیع پیش کردی گئی تھی۔

یاد رکھنے کی بات، اہم بات، جس پر توجہ دی جانی چاہیے، یہ ہے کہ ترانہ اہل

فارس کی شاعری کی ایک صنف تھی اور خلیل کے عروض کے چوکھٹے میں اس کے رنگارنگ آہنگ کو اس کے Variations کے ساتھ رکھنے کے لیے ضربوں میں معاقبہ سے انحراف کیا گیا جو ہزج میں تھا اور جس کو بحرِ رباعی بنایا گیا۔ رباعی کا اپنا رنگارنگ آہنگ ہے، وہ رودکی یا کسی صفار کے بیٹے نے نہیں بنایا۔ نئے آہنگ آپ بنائیں، اگر ان میں دلکشی ہوئی تو مقبول ہوں گے۔ لیکن وہ رباعی کے آہنگ نہیں ہوں گے، کیونکہ رباعی (ترانے) کے آہنگ کی ایک مستحکم روایت ہے۔ یہ روایت صدیوں سے چلی آرہی ہے اور اسے مسخ کرنے کی کوئی سعی مشکور نہیں ہوگی۔ وہ عطائی جو معاقبہ کی اصطلاح کے معنی نہیں جانتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ رباعی کے دوسرے رکن میں مفاعیلُ (مکفوف) اور مفاعلن (مقبوض) کا خلط ہوتا ہے، معاقبہ نہیں، اُن سے کسی علمی مسئلے پر تبادلۂ خیال کی کیا گنجائش ہے۔ آپ کو ہر سوال کرنے کا حق ہے کہ سارے رموز آئینے کی طرح شفاف ہوں، آپ کے ذہن میں۔ اگر آپ اس وضاحت سے مطمئن نہ ہوں تو آپ کو حق ہے مزید سوال کرنے کا، بلکہ جرح کرنے کا بھی۔ ارے بھئی، کوئی تو اور وضاحت طلب کیجیے۔ آپ کو اطمینان ہوگیا، ٹھیک۔ میری طرف سے یہ پیش کش ہے کہ اگر کبھی کوئی سوال ذہن میں آئے تو مجھے خلط لکھ سکتے ہیں۔

تقطیع

حقیقی تقطیع کیا ہوتی ہے، اس کی مثالیں نہ صرف آپ نے پڑھیں، بلکہ مشق کے طور پر خود بھی آپ نے ہر بحر کے آہنگوں کے تحت شعروں کی تقطیع کی، جی آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟ جی ہاں پوچھیے! اچھ۔ ہاں بھئی حقیقی تقطیع میں نے جان بوجھ کر کہا تھا، کیونکہ جب آپ نے کہا، واقعی غیر حقیقی تقطیع بھی ہوتی ہے۔ غیر حقیقی تقطیع کے بارے میں ابھی ذرا دیر میں ہم گفتگو کریں گے۔ پہلے آپ کو غلط تقطیع کی بھی کچھ مثالیں بتا دی جائیں۔

عروضی اور فنی مسائل: میں عروضیات کے فاضل پروفیسر، ڈاکٹر عنوان چشتی نے ایک مطلع

میں قیدِ جفا میں ہوں کہ وہ ہیں
میں دامِ بلا میں ہوں کہ وہ ہیں

مطلع کا وزن ص 176 پر بحرِ حمید سے متخرج ان ارکان کے برابر بتایا ہے:

الف: مفعولاتُ فعولُ مفاعلن اور

ب: مفاعیلُ فعولُ مفاعلن

آیئے دیکھیں کہ موصوف نے درست ارکان کی نشاندہی کی ہے؟

الف: مفعولاتُ: میں قیدے ج

فعولُ: (جفا کا) فا سببِ خفیف ہے۔ فعولُ کا فعو وتد مجموع ہے، اس لیے

وزن مجوّزہ نادرست ہے۔ جفا کا وزن فعول کے فعو کے برابر ہوسکتا ہے، لیکن ج تو مفعولاتُ کے تُ کے مقابل رکھا جاچکا ہے۔

عنوان چشتی کا تجویز کیا ہوا یہ وزن غلط ہے۔ اس لیے تقطیع کی جائے تو غلط تقطیع ہوگی۔

ب: مفاعیلُ: میں قیدے جَ

فعولُ: یہاں بھی وہی صورت ہے، جو اوپر الف کے سلسلے میں بیان کی جاچکی ہے۔ عنوان چشتی کا تجویز کیا ہوا یہ وزن بھی غلط ہے۔ اس لیے اس سے تقطیع کی جائے تو غلط ہوگی۔

عروضیات کے فاضل پروفیسر عنوان چشتی موصوف نے ص 174 پر بحر منسرح کے تحت اسی مطلع کے ہم وزن یہ ارکان تحریر فرماتے ہیں:

فعولن مفعولُ + ن مفاعلن فع

دوسرے رکن مفعولُ + ن میں کوئی باطنی اسرار عروض کے ہیں، جو یا تو صوفی سمجھ سکتا ہے، یا مجذوب یا ہوسکتا ہے وہ جو بہ یک وقت صوفی بھی ہو اور مجذوب بھی (عروضی نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں) بہرحال آیئے ان اوزان سے تقطیع کرنے کی کوشش کریں، جو پہلے خانے میں مثمن بتائے گئے ہیں۔

فعولن = میں قیدے (میں یک حرفی)

مفعولُ جفا وتد مجموع ہے مفعولُ سببِ خفیف + وتد مجموع ہے۔

مفعولُ + ن مفعولن تین اسبابِ خفیف کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ جن ارکان کی نشاندہی کی گئی ہے، ان سے تقطیع ممکن نہیں۔

عروضیات کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر عنوان چشتی معاف فرمائیں۔ ان کے تجویز کیے ہوئے ارکان سے اس مطلع کی تقطیع نہیں ہوسکتی۔

اپنی اسی کتاب میں ص 98 پر موصوف نے بحر مضارع کے تحت مفعولُ فاع لاتُ مفاعیلُ فاع لن / فاع لان سے اصغر گونڈی کی 22 غزلوں کا آہنگ مقرر کیا ہے۔ ارکان ٹھیک ہیں، لیکن فاع لان کو فاع لاتن کا محذوف مسبغ بتایا ہے۔ صحیح

ارکان سے بھی اگر تقطیع کی جائے لیکن اگر انھیں غلط مزاحف بتایا جائے تو بھی تقطیع غلط سمجھی جائے گی۔ مثال کے طور پر رمل میں فاعلاتن کو متدارک (فاعلن) کا مرفّل نہیں کہہ سکتے۔ یا متدارک کے صدر/ابتدا اور حشوین میں فعْلُن کو مقطوع نہیں، مخبون مسکّن کہیں گے۔ فاع لاتن کا محذوف یقیناً فاع لن، لیکن اس میں تسبیغ کا عمل نہیں ہوسکتا، تین وجہوں سے:

1۔ تسبیغ سے ایک ساکن کا اضافہ رکنِ سالم کے آخری سببِ خفیف میں ہوتا ہے۔ اگر حذف سے وہ ساقط ہوگیا تو اضافہ کس میں ہوا؟

2۔ مرکّب زحافات کا عمل مزاحف پر نہیں، بلکہ ایک ساتھ رکنِ سالم پر ہوتا ہے۔ اگر آخر کا سببِ خفیف ساقط ہوگا تو اضافہ کیسے ممکن ہے۔ اس لیے یہ مرکب زحاف فاع لاتن میں امر ممتنع ہے۔

3۔ ''معیارالاشعار'' میں خواجہ نصیرالدین طوسی نے تغیر بزیادت کے تحت صاف لکھا ہے ''اگر آخرِ رکن، آخر را تغیرے بہ نقصان کردہ باشند، تسبیغ و اذالت دروے نتواں کرد چہ در آخرِ یک رُکن حکم بہ تغیر ہم بہ نقصان وہم، بزیادت شنیع بود۔'' مطلب یہ ہے کہ رکن سالم میں اگر زحاف سے آخرِ رکن میں نقصان ہوا ہو تو اس میں تسبیغ اور اذالہ شنیع (بری) بات ہے۔

تیراکوں کے ڈوبنے اور شہسواروں کے گرنے کے بارے میں سنتے آئے تھے۔ جنھیں عروض دانی کا زعم ہے، ان سے ایسی عبرت ناک غلطی ہو، یہ خیال میں نہ تھا۔ بہر حال فاضل عنوان چشتی نے جو غلطی سرزد فرمائی ہے، وہ آپ سے نہیں ہوگی، کیونکہ آپ عروض کی مبادیات سے واقف ہیں۔

2۔ آیئے اب غیر حقیقی تقطیع کو بھی سمجھ لیں۔ مئی 1988 کے ''کتاب نما'' میں ایک عروضی بحث چلی تھی۔ اس میں اقبالؒ کے ایک محرّف مصرع

گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

پروفیسر نادم بلخی نے ہزج سے اس وزن کا استخراج یوں کیا:

مفعولُ فعولن مفعولن مفعولُ فعولن مفعولن

قطع نظر اس کے کہ انھوں نے تقطیع یہ کی ہے:
گفتار (مفعولُ) کَ غازی (فعولن) بن تگ یا (مفعولن) کردار (مفعولُ) کَ غازی (فعولن) بن نس کا (مفعولن)

اردو الفاظ میں ہر جگہ تسکینِ اوسط اس طرح رائج نہیں ہے، جس طرح فارسی الفاظ میں۔ تھوڑی دیر کے لیے ''بن تگ یا'' اور بن نس کا'' کو قبول بھی کرلیں تو یہ غیر حقیقی تقطیع ہے، کیونکہ ہزج میں فعولن محذوف ہے، اور محذوف مزاحف عروض / ضرب کے لیے خاص ہے حشوین میں نہیں آسکتا۔

حقیقی اور غیر حقیقی تقطیع کا فرق اس مثال سے ذہن نشین کرلیں:

اس کا تو ایک لفظ بھی ہم کو نہیں ہے یاد
کل رات ایک شعر کہا تھا جو خواب میں

اس کا ایک وزن ہے: فعْلن مفاعلن فعِلاتن مفاعلن / مفاعلان

اور دوسرا وزن ہے: مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلن / فاعلان

دوسرے مصرع کی تقطیع یہ ہے:

1۔ کل را (فعْلن) ت ایک شع (مفاعلن) ر کہا تھا (فعِلاتن) جُ خاب میں (مفاعلن)

2۔ کل رات (مفعولُ) ایک شعر (فاعلاتُ) کہا تھا جُ (مفاعیلُ) خاب میں (فاعلن)

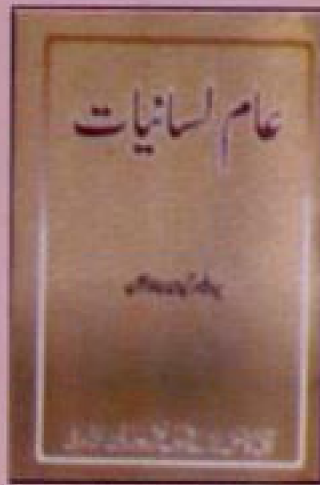
پہلے مصرع کی تقطیع ان دو اوزان میں آپ کریں۔ اچھا تقطیع کرلی، ٹھیک اب بتائیں حقیقی تقطیع نمبر ایک ہے یا نمبر دو؟

درست، بالکل درست۔ دوسری ترتیب مضارع کے تحت آتی ہے اور پہلی ترتیب کسی بحر کے تحت نہیں آتی، اس لیے اس لیے تقطیع غیر حقیقی ہے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

نوٹ: طلبہ و اساتذہ کے لیے خصوصی رعایت۔ تاجران کتب کو حسب ضوابط کمیشن دیا جائے گا۔

عام لسانیات

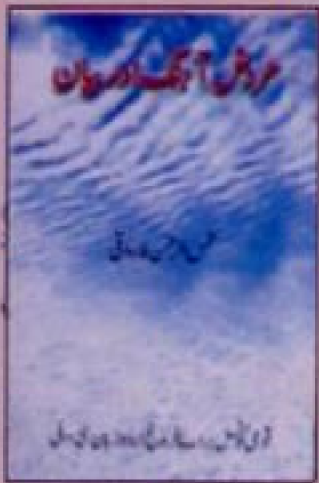


پروفیسر گیان چند جین

صفحات: 910

قیمت: -/162 روپے

عروض آہنگ اور بیان

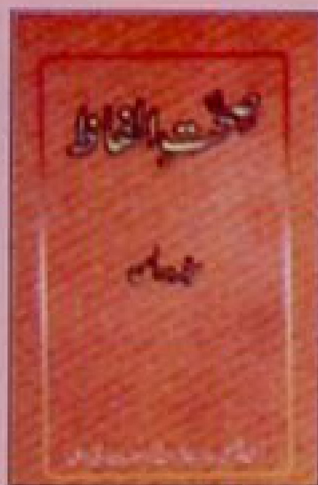


شمس الرحمٰن فاروقی

صفحات: 340

قیمت: -/144 روپے

صحتِ الفاظ

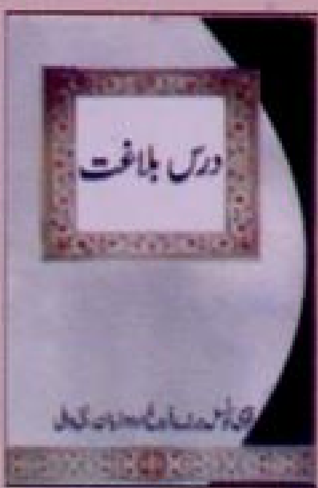


مرتب: سیّد بدرالحسن

صفحات: 253

قیمت: -/70 روپے

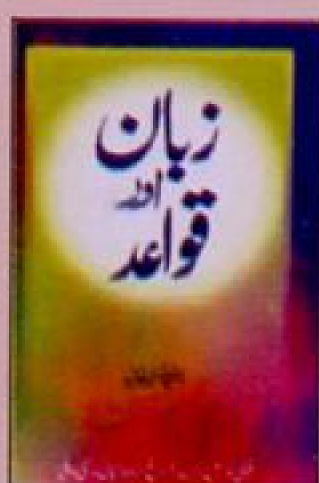
درس بلاغت



صفحات: 205

قیمت: -/67 روپے

زبان اور قواعد

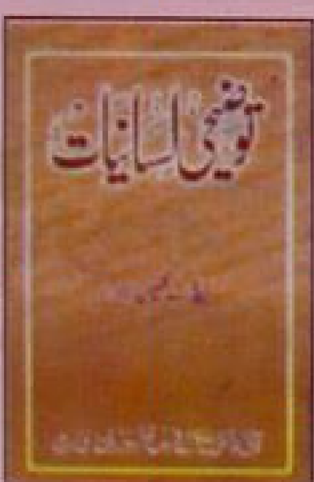


مرتب: رشید حسن خاں

صفحات: 503

قیمت: -/120 روپے

توضیحی لسانیات



ایچ۔ اے۔ گلیسن (جونیر)

صفحات: 589

قیمت: -/136 روپے

ISBN : 81-7587-237-3

क़ौमी काउन्सिल बराए फ़रोग़-ए-उर्दू ज़बान

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language

West Block-1, R.K. Puram, New Delhi-110066